مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

موسوم بہ

العَلامَاتُ النَّحْوِيَّہ

فی

حَلِّ تراکیبِ العُربِیَّہ

تالیف

العبد الضعیف **مُحَمَّد حَسَن** عفا اللہ عنہ وعافاہ

امیر عالمی مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبُوّت لاہور

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور و اُستاذ جامعہ مدنیہ جدید، لاہور

جامعہ محمدیہ لیک روڈ چوبرجی، وجامعہ عبداللہ بن عمرؓ وجامعہ محمد موسیٰ البازی

بسم الله الرحمن الرحيم

جدة : ۱۲ شوال المكرم

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب نافع طلاب مشتمل بر فوائد نحویہ

موسوم بہ

العلاماتُ النحویّہ

فی

حلِّ تراکیبِ العربیّہ

تألیف

العبد الضعیف محمد حسن عفا اللہ عنہ وعافاہ
فاضل جامعہ أشرفیہ لاہور واستاذ جامعہ محمّدیہ
لیک روڈ، لاہور

إدارۂ محمّدیہ
لاہور ○ پاکستان

نام کتاب .... العلامات النحویہ فی حل تراکیب العربیہ

تالیف .... العبد الضعیف محمد حسن عفا اللہ عنہ وعافاہ

طباعت .... ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق اپریل 2011

قیمت .... 110 روپے تاجرانہ

معاون

إدارہ محمدیہ

جامعہ محمدیہ لیک روڈ چوبرجی، لاہور، پاکستان

(۰۴۲)۷۲۳۷۴۵۰ E-mail : muhammadia@yahoo.com

ناشر

عبد القدیر

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

042-37241355, 0300-4339699

انتساب

اپنے پیارے

اللہ

جل جلالہ وعمّ نوالہ

کے نام کرتا ہوں۔

یہ سب کچھ میرے پیارے مولیٰ ہی کے فضل وکرم اور عنایت سے ہے۔

فہرست

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

امّا بعد: بندہ نے بفضل اللہ پاک کے فضل وکرم سے شعبان کے مہینے میں چند سالوں سے اپنے عزیز طلباء کے لیے دورۂ حل عبارت کے نام سے ایک سلسلہ کا آغاز کیا اس دورہ سے مقصود یہ تھا کہ اپنے عزیز طلباء کی عبارت اور مطالعہ کے بارے میں جو پریشانی ہے اس کو کسی حد تک دور کیا جا سکے ظاہر ہے کہ عبارت کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے نمبر ۱ عربی صیغوں کی پہچان ہو اور نمبر ۲ اعراب و بناء کی پہچان ہو چونکہ عربی صیغوں کی پہچان موقوف تھی علم صرف پر اور اعراب و بناء کی پہچان موقوف تھی علم نحو پر، تو اسی لیے اللہ پاک کے فضل سے دورہ کی ترتیب یہ رکھی گئی کہ پہلے ہفتہ میں صرف ہو اور دوسرے ہفتہ میں نحو ہو تیسرے ہفتہ میں عربی عبارات کے اندر صرف ونحو کے مسائل کا اجراء ہو پھر اس کے بعد ان سے عربی عبارات سنی جائیں اور مع مطلب کے حل کروائی جائیں۔ الحمد للہ اس طرز سے بندہ کو بھی فائدہ محسوس ہوا اور میرے عزیز طلباء کو بھی حتیٰ کہ ثالثہ والوں نے مشکوٰۃ شریف سے اور رابعہ والوں نے شامی سے بعض طلباء کرام نے الاشباہ و النظائر سے اور بعض نے متن متین اور عبد الغفور کے مقامات حل کر کے سنائے اس کے بعد بعض ساتھیوں نے اپنے نیک جذبات کا یوں اظہار کیا کہ ہم نے پہلے درسی کتب کے حل کے لیے اردو شروحات خرید رکھی تھیں لیکن اب ہم عربی شروحات خریدیں گے اسی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بندہ کی خواہش بھی تھی اور ساتھ ہی طلباء کرام اور بعض محبین مخلصین اساتذہ کرام کا بھی پرزور اصرار تھا کہ صرف ونحو کی وہ ضروری باتیں جو عبارت کے حل کرنے میں مدد دینے والی ہیں ان کو جمع کر کے لکھ دیا جائے لیکن بندہ اپنی تدریسی مصروفیات کی وجہ سے عذر کرتا رہا حتیٰ کہ عید الاضحیٰ ۱٤۱۸ھ کی چھٹیوں میں ہمارے مدرسہ کے بعض طلباء کا افغانستان جانے کا مشورہ ہوا تو بندہ کے دل میں بھی افغانستان کے اندر حقیقی اور صحیح معنوں میں نفاذ اسلام اور ملکی امن وسلامتی کے بارے میں مسلسل خبریں سننے کی وجہ سے بارہا یہ داعیہ پیدا ہو رہا تھا کہ میں بھی افغانستان میں جا کر قرنِ اولیٰ کی بہاریں دیکھوں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور کی یاد تازہ ہو رہی ہے الحمد للہ اسی غرض سے شب جمعہ کو پشاور سے ہوتے

ہوئے طور خم بارڈر پر پہنچے لیکن اللہ پاک کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ وہاں پر بارڈر کی پولیس نے بندہ کو اور بعض ہم سفر ساتھیوں کو روک کر بجائے افغانستان کی طرف جانے کے واپس لنڈی کوتل کی طرف لے گئی اور وہاں حوالات میں بند کر دیا ابتداء میں تو کافی پریشانی لاحق ہوئی لیکن جب اپنے اکابر کی تاریخ پر نظر پڑی کہ انہوں نے دین کی ترویج و اشاعت کے اندر کیسی کیسی تکالیف برداشت کیں تو الحمد للہ پریشانی دور ہوتی چلی گئی پھر فوراً اللہ پاک نے دل میں یہ بات ڈالی کہ ہمارے اکابر کی تاریخ میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جیل میں ہوں یا باہر اسیر ہوں یا سفیر دین کی خدمت کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا۔ بندہ (اگرچہ اپنے اکابر کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں) نے بھی محض توفیق الٰہی سے اس یکسوئی کو غنیمت سمجھتے ہوئے حوالات کے سنتری سے بازار سے کاپی و قلم منگوایا اور نحو کے وہ ضروری فوائد جو عبارت کے حل کرنے میں نفع دینے والے تھے ان کو تحریر کرنا شروع کر دیا الحمد للہ جیسے ہی رہائی کا وقت قریب آیا اللہ پاک نے اپنے خاص فضل و کرم سے اس کتاب کا ضروری حصہ اختتام تک پہنچا دیا (کچھ مسائل و امثلہ اور حوالہ جات کا اضافہ رہائی کے بعد کیا گیا)۔ بندہ کے پاس اس کتاب کی تحریر کے وقت قرآن کریم کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں تھی اس لیے بندہ اپنے طلباء کرام اور تمام اساتذہ کرام سے درخواست کرتا ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوئی ہو بلکہ ضرور ہوئی ہو گی تو میری لغزش کو معاف فرماتے ہوئے مطلع فرما کر شکر گزاری کا موقع مرحمت فرمائیں۔ ساتھ ہی میں ان تمام طلباء کرام اور احباب کا بے حد ممنون ہوں جن کے پر خلوص تعاون، توجہات اور نیک دعاؤں کی برکت سے بندہ یہ چند نقوش آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا۔ آخر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ ان ٹوٹے پھوٹے نقوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ کے لیے اور بندہ کے تمام اساتذہ کرام و والدین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے اور بانی مدرسہ جامعہ محمدیہ حضرت اقدس مولانا قاضی عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے فیض کو قیامت تک جاری و ساری فرمائے آمین۔ بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیٰ حبیبہ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحٰبہ اجمعین۔

عبدِ ضعیف

محمد حسن عفی عنہ

خادم مدرسہ جامعہ محمدیہ لیک روڈ نمبر ۴، چوبرجی لاہور۔

و جامعہ عبداللہ بن عمر، سُوا گجومتہ، لاہور۔

کتاب ہٰذا کو دیکھنے کا طریقہ

آپ نے جو بحث دیکھنی ہو تو قرآن کریم یا کوئی عربی کی کتاب جو آپ پڑھتے ہوں اس کو سامنے رکھیں پھر آپ کتاب کے اندر علامات کو دیکھتے جائیں اور اس کی مثالیں تلاش کرتے جائیں۔ چند دن ایسا کرنے سے الحمد للہ آپ کو عربی عبارت میں کافی سوجھ بوجھ حاصل ہو جائے گی۔

علامات نحویہ کو استعمال کرنے کی ایک حسی مثال

ان علامات اور تراکیب کے حل کی مثال دوائی کی طرح ہے جیسے حکیم نے ایک مریض کو ایک ہفتہ کی دوائی اکیس گولیاں ایک شیشی میں بند کر کے دیں اور کہا کہ ہر روز تین تین گولیاں کھانی ہیں۔ تو اب اگر وہ مریض ہر روز تین تین گولیاں کھائے تو وہ دوائی اُس کے لیے مفید ثابت ہو گی اور شفاء کا ذریعہ بنے گی انشاء اللہ اور اگر وہ مریض ایک ہی دن میں ساری دوائی کھا لے تو پھر وہ دوائی بجائے فائدہ کے نقصان کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اسی طرح طالب علم کی مثال بھی مریض کی طرح ہے اور ان علامات کی مثال شیشی میں بند گولیوں کی طرح ہے لہٰذا طالب علم ان علامات کو ایک ہی دن میں استعمال نہ کرے یعنی اخبار کی طرح ایک ہی مجلس میں یکبارگی سب پر نظر نہ ڈالے بلکہ مریض کی طرح آہستہ آہستہ ان علامات کی گولیوں کو استعمال کرے تو انشاء اللہ جلد شفایابی اور عربی ترکیب کے اندر مہارت اور قوت کا سبب بنیں گی۔ پھر حکیم جیسے بہت سخت مریض کو ایک پڑیا میں گولیوں کے ساتھ کیپسول بھی دیتا ہے اور وہ بھی گولیوں کے ساتھ ایک ایک یا دو دو کر کے کھائے جاتے ہیں لہٰذا بڑی تراکیب (جملہ فعلیہ' جملہ اسمیہ وغیرہ) کے حل کی مثال کیپسول کی طرح ہے تو ان کو بھی بقدرِ ضرورت آہستہ آہستہ بقدرِ فہم استعمال کیا جائے پھر جیسے حکیم کبھی گولی اور کیپسول کے ساتھ پینے کے لیے شربت بھی دیتا ہے تا کہ جسم کو تازگی اور ٹھنڈک پہنچے تو اسی طرح آپ بھی ان علامات کی گولیوں کے ساتھ اور بڑی تراکیب کے ساتھ اجراء کا ٹھنڈا شربت ضرور لیجیے کیونکہ محض علامات کی گولیاں اور بڑی تراکیب کے کیپسول

کھانے سے ذہن میں خشکی پیدا ہو سکتی ہے لیکن جب اجراء کا ٹھنڈا شربت پئیں گے تو وہ آپ کے ذہن کی خشکی اور بد دلی کو ختم کرے گا اور دل کو فرحت' سرور اور خوشی سے ہمکنار کرے گا۔ الغرض ان علامات اور جملوں کی تراکیب کے حل کو آہستہ آہستہ اجراء کے ساتھ دیکھا جائے۔

علامات وغیرہ کے اجراء کی ترتیب: ان علامات اور تراکیب کے اجراء کی ترتیب یہ ہے کہ شروع میں مضاف مضاف الیہ اور موصوف صفت کی ابتدائی کثیر الاستعمال علامات کی قرآن کریم' احادیث نبویہ اور دیگر کتب درسیہ سے مثالیں نکلوا کر اُن کی خوب مشق کروائی جائے۔ پھر جملہ اسمیہ کی تعریف اور اس کی علامات یاد کروائی جائے پھر پہلے چھوٹے جملہ اسمیہ کی مشق کروائی جائے۔ چھوٹے جملہ اسمیہ سے مراد وہ جملہ ہے جو دو اسموں سے مل کر بنا ہو مثلاً اَللّٰهُ سَمِيعٌ'' . اللّٰهُ عَلِيمٌ''۔ پھر بڑے جملہ اسمیہ کی مشق کروائی جائے جس میں مضاف مضاف الیہ کی ترکیب استعمال ہوئی ہو۔ مثال الدّنيا سِجْنُ المؤمِنِ وجنّة الكافِرِ۔ یا موصوف صفت وغیرہ کی ترکیب استعمال ہوئی ہو جیسے هو اللّٰهُ الخالق البارئ المصوّر۔ پھر اس کے بعد جملہ فعلیہ کا حل چار حصوں میں تقسیم کر کے پڑھایا جائے۔

۱۔ پہلے دن فاعل ومفاعیلِ خمسہ کی تعریف ۔ ۲۔ دوسرے دن مضمرات کی بحث

۳۔ تیسرے دن جملہ فعلیہ کی تراکیب کا حل ۔ ۴۔ چوتھے دن جملہ فعلیہ کا اجراء

اِجراء میں جملہ فعلیہ کی قرآن پاک سے خوب مثالیں نکلوائی جائیں اور اس میں فاعل ومفاعیل خمسہ میں سے ہر ایک کی تعیین کے ساتھ پہچان کروائی جائے۔ انشاءاللہ چند دن آپ کے اس طرح مشق کروانے سے طلباء کو ترکیب کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جائے گی۔ پھر بقیہ تراکیب مع مشق کے پڑھائی جائیں۔ یہ بندہ کی ناقص سی رائے ہے۔ باقی اساتذہ کرام جو شب وروز اخلاص کے ساتھ مہمانانِ رسول ﷺ کی خدمت میں مشغول ہیں وہ اپنے علم وفہم اور تجربہ کی بنیاد پر وہ ترتیب اپنائیں جس کو طلباء کے لیے مفید سمجھیں۔

دفع دخلِ مقدر (جواب سوالِ مقدر) اس کتاب کے قاری کے ذہن میں یہ بات ملحوظ رہے کہ

یہ علامات ابتدائی طلباء کے ذہن کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں ان علامات میں عام استعمال کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی مقام میں کوئی مثال ان علامات کے خلاف مل جائے تو اس کو مستثنیات میں شمار کیا جائے کیونکہ ان علامات سے مقصود جزئیات کا انضباط کرنا ہے لہٰذا ایک علامت کے ذریعے سو میں سے پچاس یا زائد کا احاطہ ہو سکتا ہے تو اس کے لیے ایک علامت مقرر کر دی گئی ہے آپ اس علامت سے مثلاً پچاس جزئیات اور مثالوں کی ترکیب کو حل کریں باقی کا حل بھی اللہ پاک آپ کے ذہن میں ڈال دیں گے۔ ان تمام نشانیوں میں مشترکہ طور پر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نشانی کے بعد ترجمہ میں غور کریں اگر ترجمہ ٹھیک ہے تو بہت اچھا ورنہ وہاں دوسری ترکیب کا احتمال پیدا ہو جائے گا۔

دیگر مباحثِ مہمہ اس کتاب میں مشہور ترکیبوں کے حل اور علامات کے علاوہ تین اہم بنیادی مباحث (مثلاً عبارت پڑھنے اور سننے کا طریقہ' مطالعہ کرنے کا طریقہ' اجراء کرنے کا طریقہ) کا خصوصی طور پر اضافہ کیا گیا ہے جن کا مطالعہ ابتدائی کتب پڑھانے والے اساتذہ اکرام اور عبارت اور مطالعہ کے بارے میں پریشانی رکھنے والے طلباء کرام کی لیے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا ساتھ ہی نحو میر کی وہ ابتدائی ابحاث بھی آسان انداز سے ذکر کر دی گئی ہیں جن کا مبتدی کے لیے اجراء کے وقت استحضار ضروری ہے تاکہ اس کتاب میں اجراء کی بحث میں دیئے گئے سوالات اور جوابات کو سمجھنے میں آسانی ہو آخر میں انتہائی معذرت کے ساتھ مشورۃً عرض ہے کہ صرف و نحو کی ابتدائی کتب کے لیے ایک ماہر استاذ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ ابتدائی اساتذہ کرام ان کے زیر نگرانی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھیں۔ جب بڑے اساتذہ کرام یہ سمجھیں کہ اب ابتدائی اساتذہ کرام تعلیمی سلسلے کو بخوبی سنبھال سکتے ہیں تو پھر صرف و نحو کا کام ان کے سپرد کر دیا جائے۔

حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل' نعم المولیٰ و نعم النّصیر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للّٰہِ الذی صرّف قلوبنا نحو الهداية بكلمةالاسلام و شرح صدورنا لادراك قواعد علم الاعراب لا صلاح الكلام۔ والصلوٰة والسلام على سيّدنا محمدن الّذى يتلى معجزاته الىٰ يوم القيام و علىٰ آله واصحابه مصابيح الظلام اما بعد فيقول العبد المفتقر الى اللّٰه محمد حسن ابن مولانا القارى محمد قاسم الميواتى ثم الرّائيو ندى هذا كتاب موسوم با العلامات النحويه فى حلِّ تراكيب العربيه الفته للمتعلّمين واللّٰه اسئل ان ينفع به سائر المسلمين وهوالموفق والمعين۔

میرے محترم عزیز طلباء عربی کلام میں بالخصوص قرآن کریم واحادیث نبوّیہ اور کتب درسیہ کے اندر بصیرت حاصل کرنے کے لیے عربی ترکیب کا جاننا انتہائی ضروری ہے کیونکہ عربی ترکیب کو جانے بغیر کتاب کو دیکھنے سے آپ کو کتاب کے نقوش تو نظر آئیں گے لیکن ان نقوش کے اندر چھپے ہوئے معانی، حقائق ود قائق تک رسائی مشکل ہو گی اس لیے اپنے عزیز طلباء کی خدمت میں عربی کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والی عربی تراکیب کا حل اور ان کی علامات پیش کی جارہی ہیں اگر ان علامات کو یاد کر لیا جائے اور قرآن کریم، احادیث نبویہ اور کتب درسیہ میں ان کا اجراء کر لیا جائے تو اللہ پاک کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ بہت جلد عربی عبارت پڑھنے اور سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔ اب سب سے پہلے عربی کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والی ترکیب مضاف مضاف الیہ کی علامات پیش کی جاتی ہیں۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

مرکب اضافی کی تعریف : جس میں ایک اسم کی اضافت (نسبت) دوسرے اسم کی طرف ہو۔ جس کی نسبت ہو گی اسکو مضاف جسکی طرف ہو گی اس کو مضاف الیہ کہیں گے جیسے :کتابُ اللّٰہ۔ اب کتاب کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہے تو کتاب بنے گی مضاف اور اللہ اسم جلیل بنے گا مضاف الیہ۔

مضاف و مضاف الیہ کی آسان تعریف :۔ مضاف کہتے ہیں جو کسی کے لئے ہو۔ مضاف الیہ جس کے لئے ہو جیسے غلامُ زیدٍ ۔ اب غلام مضاف ہے۔ کیونکہ وہ کسی کیلئے ہے۔ اور زید مضاف الیہ ہے۔ کیونکہ اُس کے لئے ہے۔ لیکن یہ تعریف تمام مثالوں میں صادق نہیں آئیگی۔ بلکہ ابتدائی طلباء کو سمجھانے کے لئے یہ تعریف کی جا سکتی ہے۔

مضاف مضاف الیہ کی علامات

عربی کلام میں مضاف مضاف الیہ کو پہچاننے کی بہت سی علامات ہیں ان میں سے پہلی علامت یہ ہے

نمبر ۱ دو اسم ہوں پہلے اسم پر الف لام نہ ہو دوسرے پر الف لام ہو تو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشرطیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو۔ اسم اشارہ اور اسم ضمیر بھی نہ ہو۔

مثال رَبُّ العالمین ۔ ریاض الصّالحین آداب المتعلمین

کتابُ الطہارۃِ ۔ کتابُ الصّلوۃِ کتاب الزکوٰۃِ

نمبر ۲ دنیا میں کوئی بھی اسم ہو اس کے بعد ضمیر آ جائے یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال علیٰ قُلوبِھم ۔ وَعلیٰ سَمْعِھم ۔ وعلیٰ ابصارِھم ۔ فی صلوٰتِھم ۔ ربُّکُمْ

شرح جامی کے خطبہ میں :

الحمد لولیّہٖ والصلوۃ علی نبیّہٖ و علیٰ آلِہٖ و اصحابہٖ المتأدّبین بآدٰبِہٖ

نمبر۳ تین اسم ہوں پہلے دو اسموں پر الف لام نہ ہو تیسری جگہ الف لام آ جائے تو وہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال من ورثةِ جنتِ النعيم۔ مظهرُ كلماتِ اللّٰهِ ۔ سلطان علماء الشرقِ والصين من كلامِ سيدِ المرسلين۔ باب صلوٰةِ الجمعة۔ باب صلوٰة العيدين

نمبر۴ تین اسم ہوں پہلے دو اسموں کے اوپر الف لام نہ ہو تیسری جگہ ضمیر آ جائے تو وہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال وَ اخراجُ اهلِه منه اكبر۔ بِبعضِ ذنوبهم۔ لقاء يومكم هذا۔ كلمة ربك غسل يديه ۔ غَسلُ وجهِه۔ رُبُعُ رأسِه۔ تخليل لحيته

نمبر۵ چار اسم ہوں پہلے تین اسموں پر الف لام نہ ہو چوتھے اسم پر الف لام آ جائے تو آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال فى بيانِ طبقاتِ رواةِ البخارى (مقدمۃ البخاری صفحہ جلد اول) وَمَعْرِفَةُ مِقْدَارِ رَأسِ المَالِ حَمَامَةَ جَرعى حَومَةِ الجندل اسجعى (مختصر المعانی صفحہ ۲۳) (اے پتھریلی زمین کے ریتلے ٹیلے کی کبوتری تو غٹرغوں (بات چیت) کر)

نمبر۶ چار اسم ہوں پہلے تین اسموں پر الف لام نہ ہو چوتھی جگہ ضمیر آ جائے تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال بَعْضُ آياتِ ربّك (پ۸) و كيفيةُ تركيب بَعْضها مع بعضٍ (ھدایۃ النحو ص۳) و شرطُ تحتُّم تا ثيره (کافیہ ص۸) ۔مَسْحُ رُبعِ راسه (کنز الدقائق)

نمبر۷ پانچ اسم ہوں پہلے چار اسموں پر الف لام نہ ہو پانچویں پر الف لام آ جائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال منصّة عرائسِ ابكارِ افكارِ المُتفكّرِين (توضیح تلویح صفحہ ۱۸) (اللہ تعالی نے نصوص یعنی قرآن و حدیث کو متفکرین (مجتہدین) کے دلہن جیسے خوبصورت افکار جدیدہ کے لیے جلوہ گاہ بنایا ہے) بَابُ مُتَابَعَةِ أصْحَابِ رَسولِ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم (حسامی صفحہ ۹۳)

نمبر ۸ پانچ اسم ہوں پہلے چار اسموں پر الف لام نہ ہو پانچویں جگہ ضمیر آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال جميع مدة انقطاع روئيتی (شرح مأۃ عامل)

نمبر ۹ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے یہ بھی عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا اسم نکرہ ہو۔

مثال اَللّٰهم ربّ هٰذه الدّعوةِ التّامّةِ۔ باسماءِ هٰؤلاءِ۔ و مكرُ اولئك هو يبور۔

ربّ هذاا لبيتِ الذی اطعمَهم اَنّ دابِر ھٰولاء مقطوع'' مصبحين۔

نمبر ۱۰ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں تو یہ بھی عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال و تزئينُ ديباجةِ هذا الكتب (توضیح تلویح صـ۱۰)۔ و انما التزم و صفُ بابِ هذا (کافیہ صـ۵۹)

نمبر ۱۱ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے تین اسم آجائیں تو یہ بھی مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال و بيانُ اعتبار صفة ذالك الجزء (اصول الشاشی صـ۱۰۰)

نمبر ۱۲ اسم موصول سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں

مثال سبحٰنَ الّذی اسرٰی بعبده ' و طعامُ الذين اوتوا الكتٰبَ حلّ لكم (پ۶)
صراط الذين انعمت عليهم ' انما جزاءُ الّذين يحاربون اللّٰه (پ۶)

نمبر ۱۳ اسم موصول سے پہلے دو اسم بغیر الف لام کے آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال مثلُ اَيّامِ الّذين خلوا من قبلكُمْ (پ ۱۲)

نمبر ۱۴ نام سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشرطیکہ وہ پہلا اسم نکرہ ہو

مثال كتابُ اللّٰه۔ ربّ موسٰی و هارون۔ تخرج من طور سيناء

ومن قومِ موسٰی۔ غلامُ زيد۔ كتابُ خالدٍ۔ آلِ فرعون

نمبر ۱۵ نام سے پہلے دو اسم بغیر الف لام کے ہوں یہ بھی آپس میں مضاف اِمضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال خَلْفَ رسول اللّٰہ ۔ فُؤاد اُمّ موسیٰ فارِغاً

نمبر ۱۶ نام سے پہلے تین اسم بغیر الف لام کے ہوں تو بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ ہوں گے۔

مثال بابُ قیامِ شہرِ رمضانَ

نمبر ۱۷ ۳ (تین) سے لے کر ۱۰ (دس) تک یہ عدد ہمیشہ مابعد اسم کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور وہ اسم ان کی تمیز بنتا ہے۔ اور اس طرح مأۃ" اور الف" کا عدد خواہ مفرد ہو یا تثنیہ۔ یہ ہمیشہ اپنی تمیز کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔

مثال سبعۃ ایام مأۃ عامٍ الفَ سنۃٍ مئتا رجلٍ الفا رَجلٍ

نمبر ۱۸ کسور اکثر مضاف ہوتی ہیں

مثلاً نِصف ۔ ثُلث ۔ رُبع وغیرہ بشرطیکہ بغیر الف لام کے ہوں۔ کل کسریں نو ہیں۔

نصف ۔ ثُلث ۔ رُبع ۔ خُمس ۔ سُدس ۔ سُبع ۔ ثُمن ۔ تُسع ۔ عُشر

مثال رُبُعُ عشرِ مسنّۃٍ (قدوری) نصف النہار ۔ ثُلثُ الیل ۔ نصفُ ما ترک ۔ ربعُ رأسہِ

فائدہ: ثُلث کا معنے تہائی یعنی تیسرا حصہ ہے۔ رُبُع کا معنی چوتھائی یعنی چوتھا حصہ لہٰذا ثُلث ۔ رُبع کا معنی تین' چار ہرگز نہ کیا جائے کیونکہ تین چار تو ثلثۃ'' اور اربعۃ'' کا معنی ہے

نمبر ۱۹ کچھ الفاظ جو اکثر مضاف ہوتے ہیں وہ الفاظ یہ ہیں :۔ کُل ۔ بعضُ ۔ قبلُ ۔ مع ۔ بین ۔ قدّامُ ۔ خلف ۔ فوق ۔ تحت ۔ دُونَ ۔ نحو ۔ مثلُ ۔ غیرُ ۔ اولوُ ۔ ذو ۔ عند۔

ان میں سے چند ایک کی مثالیں یہ ہیں :۔

کلُ نفسٍ ذائقۃ الموت ۔ من قبلک ۔ فوقکم ۔ من دون اللّٰہ

من بعدِ موسیٰ مصعدّ قاً ۔ ذوالعرش العظیم ۔ ولاتدعُ مع اللہ اِلھاً (پ۲۶)

نمبر ۲۰ اِبن یاابنۃ کا لفظ علمین کے درمیان واقع ہو تو وہ ما قبل کے لیے صفت بنتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ علمین قول قائل کے لیے مقولہ نہ ہوں۔ کیونکہ وہ علمین اگر قول قائل کے لئے مقولہ ہوئے تو پھر وہ مبتدا خبر بھی بن سکتے ہیں یعنی پہلا علم مبتدا ابن جائے گا اور ابن مضاف اور مابعد علم مضاف الیہ سے مل کر خبر بن جائے گا۔

مثال وقالتِ الیھودُ عزیرٌ بن اللّٰہ

اب یہاں علمین (عزیرٌ بن اللّٰہ) قولِ یہود کیلئے مقولہ بن رہے ہیں اس لئے ایک قرأۃ کے مطابق جو قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے (پہلے علم یعنی عزیر پر تنوین پڑھنا) عزیر مبتدا ابن جائے گا اور ابن مضاف اللہ اسم جلیل مضاف الیہ سے مل کر اس کی خبر بن جائے گا اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ و مفعول بہ ہو جائے گا قالت کے لئے۔ قالت فعل الیھود فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:۔ املاء ما مَنّ بہ الرحمٰن من وجوہ الاعراب و القرأت فی جمیع القرآن (ص ۱۳ حصہ دوم)

مطابقی مثال قرآن کریم سے: قال عیسیٰ ابنُ مریم (پ ۷)۔ و مریم ابنت عمران التی (پ ۲۸)

مطابقی مثال حدیث مبارکہ سے:۔

حدثنا احمدُ بن یونسَ و موسیٰ بنُ اسمعیلَ قالا حدثنا ابراھیم بن سعدٍ قال حدثنا ابنُ شہابٍ عن سعیدِ بن المسیب عن ابی ھریرۃ اَنّ رسُول اللّٰہ ﷺ سُئِل اَیُّ العَمَل اَفضَلُ فقال ایمان'' با اللّٰہ وَرَسُولِہ قیل ثم ماذا قال الجھادُ فی سبیل اللّٰہ قیل ثم ما ذا قال حَجٌّ'' مبرُوْرٌ'' (بخاری ص ۸)

اس حدیث مبارکہ کی سند میں پانچ مرتبہ ابنُ' کا لفظ ذکر ہے اور چار مرتبہ یہ ابن' کا لفظ علمین (دو ناموں) کے درمیان میں واقع ہوا ہے۔ لہٰذا ابن کا لفظ ما قبل نام کیلئے صفت بنے گا اور جو اعراب ما قبل نام کا ہے وہی اعراب ابن کا ہو گا۔ اور ابن مابعد نام کی طرف مضاف ہو گا۔

مثلاً حدثنا احمدُ بن یونُس۔ میں احمد پر ہم رفع پڑھ رہے ہیں فاعل مؤخر ہونیکی وجہ سے تو ابن کے اوپر بھی رفع پڑھیں گے۔ اسکی صفت ہونیکی وجہ سے اور ابن کے لفظ کا مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا آگے جر سے مراد عام ہے۔ خواہ کسرہ کیساتھ ہو۔ جیساکہ عن سعید بن المسیب یا فتح کیساتھ ہو جیساکہ احمدُ بن یُوْنُسَ یا یاء کیساتھ ہو جیساکہ عن سعدِ بن ابی وقاص

فائدہ۔ بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہ احادیث کی کتابوں میں جہاں بھی حدّ ثنا اخبَرَنَا حدّثنی اَخبَرَنِی کے صیغہ آجائیں توان کا فاعل مؤخر ہوگا۔ نَا اور یَ ضمیر مفعول بہ مقدم ہونگی اور سند کے درمیان جہاں قال کا صیغہ ذکر ہوگا اسکا فاعل ہمیشہ (ھو) ضمیر ہوگی جو ماقبل نام کی طرف راجع ہوگی۔ اسی طرح اگر سند کے درمیان میں قالا اور قالو ا تثنیہ اور جمع کے صیغے آجائیں توان کا فاعل تثنیہ کے صیغہ میں الف اور جمع کے صیغہ میں واؤ ضمیر ہوگی جو ماقبل سند میں مذکور ناموں کی طرف راجع ہوگی۔

سند کا ترجمہ یوں کریں گے :۔ حدّثنا احمد بن یونس و موسی بن اسمعیل (بیان کیا ہمارے سامنے احمد ... نے ایسا احمد جو بیٹا ہے یونس کا اور موسیٰ نے ایسا موسیٰ جو بیٹا ہے اسماعیل کا۔ قالا۔ ان دونوں نے کہا: حد ثنا ابراہیم بن سعد ۔ ہمارے سامنے بیان کیا ابراہیم نے ایسا ابراہیم جو بیٹا ہے سعد کا اسی طریقہ سے ہر سند کا ترجمہ کرلیں۔

گزارش :اس نشانی کا اجراء احادیث کی سند کے اندر کروایا جائے بالخصوص دورہء حدیث کے طلباء کرام اس نشانی کو خوب یاد کرلیں احادیث کی سند میں اس کی کافی ضرورت پیش آئے گی۔

نمبر ۲۱ مَا اور مَن سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال۔ جزاء من تزکیٰ (پ۱۶) جزاء مَن یَفعَلُ ذالك (پ۱)

بموت ما لادم لہٗ ۔ ویخوز اصطیاد ما یؤکل لحمہٗ ۔ کل من علیھا فان

نمبر۲۲ عدد سے پہلے ایک اسم بغیر الف لام کے آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ۔ فاطعامُ ستّين مسكيناً۔ قدر ثلثِ اصابعِ الرجلِ

نمبر۲۳ اسی طرح عدد سے پہلے دو اسم بغیر الف لام کے آجائیں وہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال علىٰ رأسِ كُلِّ مأةِ سنَةٍ

نمبر۲۴ حرف بول کر حرف کا لفظ مراد لیا جائے اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال خبرُ انّ اسم انّ خبرُ لا ۔(کافیہ)۔حصول لِ علی حصول ب (قطبی صفحہ ۲۹)۔

نمبر۲۵ حرف بول کر حرف کا لفظ مراد لیا جائے اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

نعتُ اِسمِ لا المَبنِيِّ (شرح جامی ص ۱۵۸)

نمبر۲۶ حرف بول کر اس سے حرف کا لفظ مراد لیا جائے (نہ کہ معنٰے) اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے تین اسم آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال فی مواقعِ استعمالِ كلِمة الى ۔(شرح وقایہ اولین ص ۵۴)

نمبر۲۷ حرف بولَ ۔ ں سے حرف کا لفظ مراد لیا جائے (نہ کہ معنٰے) اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے چار اسم آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال بیان مواضع استعمالِ كلِمة حتّٰى ۔(نور الانوار ص ۱۳۰)

نمبر۲۸ جہاں فعل یا جملہ بول کر اس سے مراد فعل یا جملہ کا لفظ ہی لیا جائے (نہ کہ معنی) اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال من باب علمت (صـ۲۸ جامی)

نمبر ۲۹ جہاں فعل بول کر اس سے مراد فعل کا لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنیٰ اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال بخلافِ بابِ أعطيت (صہ ۳۱۲ جامی)

نمبر ۳۰ اور کبھی لفظ ابن کا ما قبل غیر معرف باللّام ہو تو وہ مضاف ہوتا ہے

مثال كلُ كلامِ ابنِ آدم عليه لا له الآمر بمعروف و نهى عن المنكر او ذكر الله (زاد الطالبین)

نمبر ۳۱ لفظ کُل سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال فتحنا عليهم ابوابَ كلّ شيءٍ ۔ صدقة كُلّ قومٍ (باب الزکوۃ قدوری) ظِلُّ كُلِّ شيءٍ (کتاب الصلوۃ قدوری)

نمبر ۳۲ بعض مقامات میں اَنّ سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو اَنّ اپنے اسم و خبر سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر ما قبل کے لئے مضاف الیہ بنتا ہے۔

مثال بتخييل انّ كتابه هذا (جامی ص ۱۲)

نمبر ۳۳ اس طرح اَن سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو اَنْ مع الفعل بتاویل مصدر ہو کر ما قبل کے لئے مضاف الیہ بنے گا۔

مثال من بعد اَنْ اَظفَرَكُم عليهم من قبلِ أنْ تقدروا عليهم (پ ۶)

فوائد نافعہ

فائدہ نمبر ۱۔ اُردو کے اندر ترجمہ مضاف الیہ سے شروع کریں گے اور مضاف الیہ کے ترجمہ میں کا۔ کی۔ کے کا لفظ آئیگا۔ 'کا' کا لفظ تب آئیگا جب مضاف اردو زبان میں مذکر استعمال ہو جیسے عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور اگر مضاف مؤنث ہو تو 'کی' کا لفظ آئیگا۔ مریم ابنت عمران (مریم عمران کی بیٹی) اور اگر مضاف جمع مذکر کا صیغہ ہو تو پھر مضاف الیہ کے ترجمہ میں 'کے' کا لفظ آئیگا جیسے قُلُوبھم (اُن کے دل) اگر مضاف اردو میں جمع مؤنث کا صیغہ استعمال ہو تو پھر 'کی' کا لفظ آئیگا جیسے علیٰ ابصارھم (اُن کی آنکھوں پر) اور اگر مضاف الیہ

ضمیر متکلم یا مخاطب کی ہو تو پھر مضاف الیہ کے ترجمہ میں را۔ رے۔ ری کے الفاظ آئیں گے۔ جیسے ربّكَ (تیرا رب) ابنتی (میری بیٹی) ابناءُ نا (ہمارے بیٹے) اور کبھی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کو" کا لفظ آئے گا جیسے لایَجُوْزُ لِلْوَلِیِّ اِجْبَارُ الْبِکْرِ البالغة العاقلة۔ ترجمہ :۔ نہیں ہے جائز ولی کے لیے باکرہ بالغہ عاقلہ کو (نکاح کیلیے) مجبور کرنا۔

فائدہ نمبر ۲۔ اگر ایک عبارت میں متعدد مضاف مضاف الیہ اکٹھے آجائیں تو ترجمہ عام طور پر آخری مضاف الیہ سے شروع کریں گے اور ترجمہ کو صحیح اور بامحاورہ بنانے کے لیے کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کا" اور کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کے" اور کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کی" اور کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کو" کے الفاظ لائیں گے۔ جیسے خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّی۔ اب اس مثال کا ترجمہ آخری مضاف الیہ سے شروع کریں گے اور ترجمہ اس طرح ہو گا "میرے رب کی رحمت کے خزانے"

فائدہ نمبر ۳۔ بعض الفاظ میں مضاف الیہ کے ترجمہ میں کا کی کے وغیرہ کے الفاظ نہیں آئینگے جیسے :

ذو اُولو۔ سائر۔ اصحٰب وغیرہ

مثالیں ذوالقوۃ المتین (قوت والا) اولوالالباب (عقل والے) اصحٰب الجنۃ (جنت والے) علیٰ سائر المسلمین (تمام مسلمانوں پر)

فائدہ نمبر ۴۔ کچھ الفاظ ایسے ہیں اُنکا ترجمہ مضاف سے شروع کریں گے مثلاً کُلّ ۔ کُلّ نفسٍ (ہر نفس) تین سے لے کر دس تک عدد اپنی تمیز کی طرف مضاف ہوتا ہے لہذا ترجمہ مضاف سے شروع کریں گے۔

مثال ثلثة ایام (تین دن)

فائدہ نمبر ۵۔ لفظ یوم بھی مضاف واقع ہوتا ہے اور کبھی اسکا مضاف الیہ جملہ واقع ہوتا ہے۔

مثال :۔ یوم ینفع الصّٰدقین۔

یومئذٍ

فائدہ نمبر ۶۔ کبھی صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہوتی ہے۔ بکریم خطابہ (ای
(الخطاب الکریم یعنی کریمانہ خطاب)
اور کبھی اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہوتی ہے۔
بروح القدس یعنی ایسی روح جو پاکیزہ ہے

فائدہ نمبر ۷۔ اور اگر مضاف مضاف الیہ اور موصوف صفت کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے۔ تو وہاں ترجمہ کر کے دیکھو۔ مضاف مضاف الیہ والا ترجمہ ٹھیک ہے یا موصوف صفت والا۔ اگر مضاف مضاف الیہ والا ترجمہ ٹھیک ہے تو مضاف مضاف الیہ بنالو ورنہ موصوف صفت بنالو۔

مثال صیغۃُ مرفوع منفصلٍ (مرفوع منفصل کا صیغہ) اب صیغہ مرفوع کے درمیان مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ ٹھیک ہے تو اس کو مضاف مضاف الیہ بنالیں اور مرفوع منفصل کے درمیان موصوف صفت والا ترجمہ ٹھیک ہے تو اسکو موصوف صفت بنالو۔

مثال لَوْمَۃَ لَآ ئِمٍ یہاں بھی بظاہر کوئی علامت نہیں لیکن مضاف مضاف الیہ والا ترجمہ ٹھیک ہے (یعنی ملامت کرنے والے کی ملامت) اس لئے اس کو مضاف مضاف الیہ بنائیں گے۔

فائدہ نمبر ۸۔ کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض میں الف لام لاتے ہیں۔
جیسے :- ومن خواصہ دخول اللام ای لامِ التعریفِ
کبھی مضاف الیہ کے عوض مضاف کے آخر میں تنوین لاتے ہیں جیسے یومئذٍ
کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو مبنی بر ضمہ کر دیتے ہیں جیسے للّٰہ الامرُ من قبلُ و مِنْ بَعدُ ای من قبل کلّ شئیٍ و من بَعْدِ کلّ شئیٍ

فائدہ نمبر ۹ لفظ "نحو" جب مثال کے مقام میں استعمال ہو تو ماقبل مُبتدا (مثالہ یامثالھا) محذوف کیلئے خبر بنتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے نحوُ قولہ تعالیٰ فاجْتَنِبُوا الرجس مِن الاوثان۔

مضاف مضاف الیہ کا اجراء

استاذ : میرے محترم عزیز طلباء قرآن کریم احادیث نبویہ اور دیگر کتب درسیہ سے مضاف مضاف الیہ کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : قرآن کریم سے مثالیں :۔ کتاب اللّٰہ' رسو ل اللّٰہ ' مسجد اللّٰہ' یو م القیامۃ. یَوْ م الدین' بدیع السمٰوٰتِ والارضِ' باذن اللّٰہ' خشیۃَ الانفاقِ' اصحٰب الجنّۃ' اَصحٰبَ النّار ' مطلعَ الشمسِ.

احادیثِ نبویہ سے مثالیں :۔ سیّد القومِ' طَلَبُ العلم' حبُّ الدنیا' تحفۃُ المؤمن' یَدُ اللّٰہِ

دیگر کتب درسیہ سے :۔ کتاب الطہارۃِ' کتاب الصلوٰۃِ' کتاب الزکوٰۃ' کتاب الحجّ' صلوٰۃ العیدین' ففرض الوضوء ' غسلُ الاعضاءِ' مسحُ الر أس' سنن الطّھارۃِ' تخلیلُ اللّحیۃ' تسمیۃ اللّٰہِ' اذان الفجرِ' سجود التلاوۃِ' علم الھدٰی' عَلاّمۃ الورٰی'

اُستاذ : مذکورہ مثالوں میں تمام الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہوئے ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مضاف مضاف الیہ ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ کی علامت نمبر ایک سے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بن رہے ہیں۔

اُستاذ : علامت نمبر ایک کیا ہے ؟

شاگرد : علامت نمبر ا یہ ہے کہ دو اسم ہوں پہلے اسم پر الف لام نہ ہو دوسرے اسم پر الف لام ہو۔ تو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشر طیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو۔ اسم اشارہ بھی نہ ہو اسم ضمیر بھی نہ ہو اور معنی بھی ٹھیک ہو۔

اُستاذ : کتاب اللّٰہ ' سیدُ القوم' مسحُ الرّأس ان تین مثالوں کا ترجمہ کریں؟

شاگرد : کتابُ اللّٰہ کا معنی ہے اللہ کی کتاب' سیدالقوم کا معنی ہے قوم کا سردار' مسحُ الرّأس کا معنی ہے سر کا مسح کرنا۔

اُستاذ : آپ کتابُ اللّٰہ میں مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کرتے وقت "کی" کا لفظ اور سیدُ القوم اورمسحُ الرأس میں مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کرتے وقت "کا" کا لفظ کیوں لائے ہیں؟

شاگرد : ہم نے فوائد نافعہ کے اندر یہ فائدہ پڑھا تھا کہ اگر اُردو میں مضاف مفرد مذکر استعمال ہو تو مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کا" کالفظ آئے گا۔ جیسے عبد اللّٰہ کا معنی ہو گا اللہ کا بندہ۔ لیکن مقام ادب میں مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کے" کا لفظ آئے گا جیسے رسُول اللّٰہ کا معنی ہے اللہ کے رسول اور اسی طرح اگر اُردو میں مضاف مفرد مؤنث استعمال ہو تو مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کی" کالفظ آئے گا جیسے رحمتُ اللّٰہ کا معنی ہو گا اللہ کی رحمت۔ اسی وجہ سے ہم بھی کتاب اللہ کے اندر مضاف الیہ کے ترجمہ میں کی کالفظ لائے ہیں۔ کیونکہ کتاب (مضاف) اُردو کے اندر مفرد مؤنث استعمال ہوتی ہے اور سیدُ القوم کے اندر مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کا" کالفظ لائے ہیں کیونکہ سیدّ (مضاف) اُردو کے اندر مفرد مذکر استعمال ہوتا ہے۔

اُستاذ : طعامُ الّذینَ' مثلُ الّذینؑ' سبحٰن الّذی' ضراط الّذِینَ۔ یہ الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں۔

شاگرد : مضاف مضاف الیہ واقع ہو رہے ہیں۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ کی علامت نمبر ۱۲ سے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ ہیں۔

اُستاذ : علامت نمبر ۱۲ کیا ہے؟

شاگرد: علامت نمبر ۱۲ یہ ہے کہ اسمِ موصول سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

اُستاذ: وَكَيفيَّةُ تركيب بَعْضها مع بعضٍ یہ الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

شاگرد: مضاف مضاف الیہ۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: علامت نمبر ۶ سے۔

اُستاذ: علامت نمبر ۶ کیا ہے؟

شاگرد: چار اسم ہوں پہلے تین اسموں پر الف لام نہ ہو چوتھی جگہ ضمیر آجائے تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

باقی علامات کے اجراء کو انھی علامات کے اجراء پر قیاس کر لیا جائے۔

فائدہ:۔ وہ نام یا عنوان جو مضاف مضاف الیہ سے ملکر بنے جیسے عبد اللہ، عبد الرحمٰن، خیار الشرط خیار العیب (وغیرہ) پھر وہ نام یا عنوان ماقبل کسی اور لفظ کے لیے مضاف الیہ بن جائے تو نام یا عنوان کے اندر تو مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ نہیں کریں گے یعنی کا، کی، کے وغیرہ کے الفاظ نہیں لائیں گے لیکن جب وہ نام یا عنوان ماقبل کسی اور لفظ کے لیے مضاف الیہ بن جائے تو وہاں مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کریں گے جیسے۔ كتاب عبدالله، قلم عبدالرّحمٰن باب خيارالشرط، باب خيار العيب تو اب یہاں اسطرح ترجمہ کریں گے عبد اللہ کی کتاب، عبد الرحمٰن کا قلم خیارِ شرط کا باب، خیارِ عیب کا باب یوں ترجمہ نہیں کریں گے کہ اللہ کے بندے کی کتاب، رحمٰن کے بندے کا قلم، شرط کے خیار کا باب، عیب کے خیار کا باب کیونکہ جب کوئی لفظ نام یا عنوان بن جائے تو اسے لفظی اور لغوی معنی نہیں کرتے۔

﴿موصوف صفت﴾

موصوف:۔ جس کی کوئی صفت بیان کی جائے آگے عام ہے وہ صفت اچھی ہو یا بُری

اچھی صفت کی مثال بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بری صفت کی مثال اعوذ بااللّٰہ مِنَ الشیطٰن الرجیم

صفت کی آسان تعریف:۔ صفت وہ لفظ ہوتا ہے جو موصوف کی اچھائی یا برائی کو بیان کرے۔

صفت کی اصطلاحی تعریف:۔ صفت اس تابع کو کہتے ہیں جو ایسے معنی پر دلالت کرے۔ جو خود موصوف کے اندر پایا جائے یا موصوف کے متعلق کے اندر پایا جائے اس تعریف سے معلوم ہوا کہ

صفت دو قسم پر ہے:۔ صفت بحالہ صفت بحال متعلقہ

صفت بحالہ: جو اپنے موصوف کے حال کو بیان کرے جیسے الصراط المستقیم ایسا راستہ جو سیدھا ہے

صفت بحال متعلقہ: جو خود موصوف کے حال کو بیان نہ کرے بلکہ اسکے متعلق کے حال کو بیان کرے۔

مثال من ھذہ القریۃ الظالم اھلُھا اب ظالم صفت ہے تو یہ موصوف کے حال کو بیان نہیں کر رہی بلکہ اس کے متعلق کے حال کو بیان کر رہی ہے کیونکہ بستی خود تو ظالم نہیں بلکہ اس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

﴿موصوف صفت کی علامات﴾

نمبر ۱ دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو یہ بھی عام طور پر موصوف صفت ہوں گے۔ بشرطیکہ دونوں مفرد ہوں خواہ مفرد صریح ہوں یا تاویلی یا دونوں تثنیہ ہوں یا دونوں جمع ہوں معنی بھی ٹھیک ہو۔ معنی ٹھیک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو ترجمہ مبتدا خبر کا ہے وہی ترجمہ موصوف صفت کا ہو سکے یعنی اس صفت کا حمل موصوف پر ہو سکے۔

مثال الصراط المستقیم۔ اللّٰہ الرحمن الرّحیم النفس المطمئنۃ

نمبر۲ دو اسم ہوں دونوں پر تنوین ہو تو یہ بھی عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو اور وہ دونوں اسم کان وغیرہ اور حروفِ مشبہ بالفعل کے بعد نہ ہوں۔

مثال و لھم عذابٌ عظیمٌ صِراطاً مستقیماً اجراً عظیماً فتحًا مبیناً

اگر پہلا اسم کسی کا نام ہو تو ابتدائے کلام میں وہ مبتدا خبر بن جائینگے جیسے زیدٌ قائمٌ

اور اگر وہ دونوں اسم کان وغیرہ اور حروف مشبہ بالفعل کے بعد ہوں تو بعض مقامات میں دو الگ الگ خبریں بن جائینگے جیسے انّ اللّٰہ غفورٌ رّحیم''۔ وَکانَ اللّٰہ غفورًا رّحیماً۔

نمبر۳ تین یا چار یا پانچ اسموں پر الف لام آ جائے پہلے کو موصوف اور باقی کو صفات بنائیں گے۔

مثال بِسْمِ اللّٰہ الرّحمٰنِ الرّحیم هو اللّٰہ الخالق البارئ المصوّر

الحج واجب علیٰ الاحرار المسلمین البالغین العقلاء الاصّحاء(قدوری)

نمبر۴ نکرہ کے بعد فعل آ جائے یہ بھی عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ وہ فعل جزا کے مقام میں نہ ہو

مثال الکلمة لفظ'' وضع لمعنیً۔ حروف'' تجرا الاسم فقط

کلمة'' تدل علیٰ معنیً فی نفسها۔

اگر نکرہ کے بعد فعل جزا کے مقام میں ہو تو پھر موصوف صفت نہیں بنیں گے۔ جیسے

من بنیٰ للّٰہِ مسجدًا بنیٰ اللّٰ '' ہ' بیتًا فی الجنّة

نمبر۵ ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اور اس کے بعد الف لام والا اسم آ جائے تو یہ بھی بعض مقامات پر آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال سبحن ربّی الاعلیٰ ۔ سبحن ربی العظیم۔ نعمائه الشاملة والائهِ الکاملة

نمبر۶ اسم اشارہ کے بعد الف لام والا اسم آ جائے (جاری کلام میں) یہ بھی آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی اور ترکیب کا قرینہ نہ ہو جیسے انّیٰ یُحیِ هذهِ اللّٰہ اس ترکیب میں هذهِ مفعول بہ مقدم ہے۔

مثال ربَّ هذاالبیت۔ ربَّ هذه الدّعوة التامة

نمبر ۷ اسم موصول سے پہلے الف لام والا اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب و يقيمون الصلوٰة

نمبر ۸ نکرہ کے بعد جار مجرور آجائے تو وہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ جار مجرور ماقبل اس نکرہ کے ساتھ یا کسی اور لفظ کے ساتھ متعلق نہ ہو

مثال على رجل من القريتين عظيم - معنے فی نفسها

نمبر ۹ ذات کے لفظ سے پہلے نکرہ آجائے تو یہ بھی عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال فی کُلِّ صلوٰةٍ ذات ركوعٍ وّ سجودٍ (کتاب الطہارۃ (قدوری))

نمبر ۱۰ اِبْن کا لفظ ماقبل کے لئے صفت اور مابعد کے لیے مضاف ہوتا ہے۔

مثال احمدُ بن محمدِ بن حسن.

نمبر ۱۱ مِنْ بیانیہ سے پہلے نکرہ آجائے تو نکرہ موصوف بنے گا اور مِنْ بیانیہ ظرف مستقر کے مقام میں اسکی صفت بنے گا۔

مثال ولا يحيطون بشيءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ

نمبر ۱۲ ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اس کے بعد اسم موصول آجائے تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال اُمَّهٰتُكُم الّتی ارضعنكُمْ

نمبر ۱۳ نکرہ کے بعد غَیْر کا لفظ آجائے تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال إنّه عملٌ غَيْرُ صالحٍ (پ۱۲) وذلك وعدٌ غيرُ مَكْذُوْبٍ (پ۱۲) فی صلوٰةٍ غيره (قدوری)

نمبر ۱۴ دو اسم ہوں دونوں نکرہ ہوں عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ دونوں مفرد ہوں یا دونوں تثنیہ ہوں یا دونوں جمع ہوں اور معنیٰ بھی ٹھیک بنتا ہو۔

مثال تُسمّى حروفاً جارةً. ثوبين جديدين

نمبر ۱۵ ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اور اُس کے بعد اسم اشارہ آجائے تو یہ بھی بعض مقامات میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال من سفرِنا هٰذا نصباً (پ۱۵) بورِقِكم هٰذه الى المدينة (پ۱۵)

بامْرِهِمْ هذا وهم لا يشعرون (پ۱۲)

نمبر ۱۶ حرف بول کر اس سے مراد حرف کا لفظ ہی لیا جائے اور اس کے بعد الف لام والا اسم آجائے تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ موصوف صفت والا معنی ٹھیک ہو۔

مثال ما ولا المشبهتان بليس ([illegible]) وَ تَدخُلُ ماالكا فةُ ([illegible])

فوائد نافعہ

فائدہ نمبر ۱۔ جب موصوف کی صفت صفت بحال متعلقہ ہو تو وہ صفت بحال متعلقہ کبھی فعل کا صیغہ ہوگی اور کبھی اسم فاعل یا اسم مفعول یا صفت مشبہ کا صیغہ ہوگی اور اس کا فاعل یا نائب فاعل ظاہر ہوگا۔

مثال فعل کی :۔ جاء نی رجل اكرمنی اخوهٗ

مثال اسم مفعول کی :۔ جاء نی رجل مضروبٌ غلامه

مثال اسم فاعل کی :۔ جاء نی رجل صالح ابوه

مثال صفت مشبہ کی :۔ جاء نی رجل كريم ابوه

فائدہ نمبر ۲۔ صفت بحالہ کی اپنے موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں مطابق ہوتی ہے۔ بیک وقت چار کا پایا جانا ضروری ہے وہ دس چیزیں یہ ہیں: افراد۔ تثنیہ۔ جمع۔ تذکیر و تانیث۔ تعریف و تنکیر۔ رفع۔ نصب۔ جر یہ چار جوڑے ہیں ہر جوڑے میں سے ایک ایک چیز دونوں میں یعنی موصوف صفت میں مطابقت کے وقت پائی جانی ضروری ہے۔ جیسے ایک آدمی کے سامنے چار پلیٹیں ہوں اور ان میں سے ایک میں تین لڈو اور ایک میں دو گلاب جامن ہوں اور ایک میں تین کیلے ہوں اور ایک میں دو مالٹے ہوں۔ تو اب کھانے کا طریقہ یہ ہوگا ہر ایک میں سے ایک ایک چیز اٹھاتے جاؤ اور کھاتے جاؤ اسی طرح جہاں بھی موصوف اور صفۃ بحالہ ہو وہاں ان چار جوڑوں میں سے ایک ایک چیز لیتے جاؤ اور موصوف صفت بحالہ میں لگاتے جاؤ۔

فائدہ نمبر ۳: صفت بحال متعلقہ یہ اپنے موصوف کے ساتھ پانچ چیزوں میں مطابقت رکھتی ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں :۔ تعریف و تنکیر۔ رفع۔ نصب۔ جر اور باقی پانچ (تذکیر و تانیث۔ افراد تثنیہ جمع) کے اندر مثل فعل کے ہے یعنی جس فعل کا فاعل مذکر یا مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو بھی مذکر یا مؤنث لائیں گے جیسے ضرب زیدٌ۔ قامت ھندٌ اور اگر فعل کا فاعل ظاہر ہو تو فعل کو ہمیشہ واحد لایا

جائے گا خواہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع اسی طرح صفت بحال متعلقہ کا فاعل مذکر ہو یا مؤنث تو صفت بحال متعلقہ کو بھی مذکر یا مؤنث لائیں گے اور صفت بحال متعلقہ کا فاعل ظاہر ہو تو صفت بحال متعلقہ کو ہمیشہ واحد لائیں گے خواہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع۔

مثالیں:۔ مررتُ برجل قاعدٍ غلامُه — مررت برجلين قاعِدٍ غلاماهما

مررت برجالٍ قاعدٍ غِلما نُهم — مررت بامرأةٍ قائمٍ ابوها

مَررت برجل قائمة جاريتُه' (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح جامی ص ۱۸۱)

فائدہ: اردو ترجمہ کے اندر عام طور پر موصوف کے ترجمہ میں ایسا (جب موصوف مفرد مذکر ہو) ایسی (جب موصوف مفرد مؤنث ہو) ایسے (جب موصوف جمع مذکر کا صیغہ ہو) کا لفظ آئے گا۔

مثال: جاء نی رَجل عالم (آیا میرے پاس ایسا آدمی جو عالم ہے)

فائدہ: جب کوئی لفظ صفت ہو مضاف مضاف الیہ کے لئے تو اس کی صفت بننے کی تین صورتیں ہیں۔

کبھی وہ لفظ صفت مضاف مضاف الیہ دونوں کے مجموعہ کے لئے ہوگا جیسے: عبدالقاهر بن عبد الرحمن

اور کبھی صرف مضاف کے لئے ہوگا۔ جیسے: کلمات اللّٰہِ العلیا (کنز الدقائق ص ۳)

اور کبھی صرف مضاف الیہ کے لئے ہوگا۔ جیسے: غسل الاعضاء الثلاثة

فائدہ: جب مضاف مضاف الیہ ملکر یا موصوف صفت ملکر یا جار مجرور اپنے متعلق کے ساتھ ملکر کسی چیز کا نام یا عنوان بن جائیں تو ترجمہ کرتے وقت ان کا لغوی معنیٰ نہیں کیا جائے گا بلکہ پورا نام یا عنوان مراد لیا جائے گا اور اگر کسی نام یا عنوان میں ابہام ہو تو اسکا لغوی معنیٰ کر کے وضاحت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مثال مضاف مضاف الیہ کی جیسے: عبداللہ، عبدالرحمٰن، وَاِذا مَاتَ رَبُّ الْمَالِ اَوِالمُضَارِبُ بَطَلَتِ المُضَارِبَةُ

مثال موصوف صفت کی جیسے: الدرجة الاولیٰ، ما، مستعمل، عبد مأذون، باب البيع الفاسد،

مثال جار مجرور مع المتعلق کی جیسے: مسند اليه، مخبر عنه، البيّنة للمدّعِي واليمين على المُدّعىٰ عليه

﴿موصوف صفت کا اجراء﴾

اُستاذ: موصوف صفت کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد: البیت المعمور' البحر المسجور' الخیل المسوّمه' الخیط الابیض۔

اُستاذ: مذکورہ مثالوں میں یہ تمام الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

شاگرد: موصوف صفت۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ موصوف صفت ہیں؟

شاگرد: موصوف صفت کی علامت نمبر ایک سے۔

اُستاذ: علامت نمبر ایک کیا ہے؟

شاگرد: دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو تو یہ آپس میں موصوف صفت بنیں گے۔

فائدہ: اس علامت نمبر ایک سے شرح مأۃ عامل کے اندر تیرہ نوعوں کے عنوانات (النوع الاول' النوع الثانی ' النوع الثالث' الخ) کی ترکیب بھی حل ہو گئی کہ یہ سب آپس میں موصوف صفت ہیں اور پھر موصوف صفت مل کر مبتدا اور مابعد حروف تجرّ الاسم یا الحروف المشبهة بالفعل یا ما ولا المشبهتان بلیس (الخ) ان کی خبر ہیں۔

اُستاذ: علی تجارةٍ تنجیکُم - حروفٌ تجرّ الاسم - حروف''تنصِبُ الاسماء - حروف تجزم الفعل المضارع۔ ان مثالوں میں پہلے لفظ کا اپنے مابعد والے لفظ سے ترکیبی تعلق کیا ہے؟

شاگرد: موصوف صفت بن رہے ہیں۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: علامت نمبر ۴ سے معلوم ہوا اور علامت نمبر ۴ یہ ہے کہ نکرہ کے بعد فعل آجائے وہ عام طور پر آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ وہ جزاء کے مقام میں نہ ہو۔ باقی علامات کے اجراء کو اسی اجراء پر قیاس کر لیا جائے۔

﴿مَعطُوف و مَعطُوف علَیہ کا بیان﴾

معطوف بالحرف کی تعریف: اس تابع کو کہتے ہیں۔ جو اپنے متبوع کیساتھ مقصود بالنسبت ہو۔ یعنی جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے مقصود تابع اور متبوع دونوں ہوں (بشرطیکہ مفرد کا عطف مفرد پر ہو)۔ حروف عطف دس ہیں واؤ۔ فا۔ ثم۔ حتی۔ اماَ۔ اَوْ۔ اَم۔ لا۔ بل۔ لکن

مثال۔ ضَرَبَ زیدٌ (متبوع (معطوف علیہ)) و (حرف عطف) عمرٌ (تابع (معطوف))

معطوف و معطوف علیہ کو معلوم کرنے کا جامع ضابطہ

اسم کا عطف اسم پر۔ فعل کا فعل پر۔ حرف کا حرف پر۔ عامل کا عامل پر معمول کا معمول پر ہوگا۔ جو اعراب معطوف علیہ کا ہوگا وہی معطوف کا ہوگا۔ اسی طرح جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا۔

اطیعو اللّٰہ و الرّسول

اب یہاں الرّسول کا عطف لفظ اللہ پر ہوگا۔ کیونکہ اسم کا عطف اسم پر ہوگا۔

﴿معطوف و معطوف علیہ کی علامات﴾

نمبر ۱ ایک کلام میں دو یا زیادہ فعلوں کے درمیان میں واؤ آجائے۔ تو دوسرے فعلوں کا عطف پہلے فعلوں پر ہوگا۔

مثال الذی جعل لکم الارض فراشاً و السماء بناءً و انزل من السماءِ ماءً فاخرج به من الثمرتِ رزقالّکم (القرآن)

اب یہاں اَخرَجَ کا عطف اَنزَلَ پر ہے اور اَنزَلَ کا عطف جَعَلَ پر ہے۔

نمبر ۲ ایک کلام میں کئی ناموں کے درمیان واؤ آجائے تو پہلے نام کو معطوف علیہ بناؤ اور باقی کو معطوف۔ اسی طرح ناموں کے ساتھ کوئی اور لفظ (غیر علم) آجائے جو حکم میں ماقبل والے نام کے ساتھ شریک ہو تو اس کا عطف بھی پہلے نام پر ہوگا۔

مثال وَ وَهَبنا له اسحٰق و یعقوب کلاً هدینا (پ۔)

وَاَوْحَيْنَا اِلىٰ اِبْرٰهِيْم واسمٰعِيْلَ وَ اسحٰقَ ويعْقُوْب والاَسْبَاطِ وَعِيسٰى و اَيُّوبَ وَ يُوْنُسَ و هٰرُوْنَ و سُلَيْمٰنَ ٥ (پ۶)

نمبر ۳ ایک کلام میں ایک حرف جر مکرر آجائے۔ مثلاً علیٰ تو دوسرے جار مجرور کا عطف ہوگا پہلے جار مجرور پر بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

مثال اِستَجِيْبُوا لِلّٰهِ و لِلرَّسُوْلِ اذا دعاكم (پ۹)

والصلوٰة علىٰ سيد الانبياء محمدن المصطفى وعلىٰ آله المجتبى (شرح مائۃ عامل)

نمبر ۴ ایک ہی کلام میں کئی اسم مضاف ہوں ضمیر کی طرف اور ان کے درمیان واؤ وغیرہ آجائے تو وہ بھی آپس میں معطوف و معطوف علیہ بنتے ہیں۔

مثال لن نصبر على طعام واحد فادع لنا ربك يُخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها و فومها و عدسها و بصلها

نمبر ۵ دو اسم الف لام والے ہوں درمیان میں واؤ آجائے تو دوسرے اسم کا عطف ہوگا پہلے اسم پر (اگر مفرد کا عطف مفرد پر ہو تو پھر جو عامل معطوف علیہ پر داخل ہوگا وہی عامل معطوف پر داخل ہوگا)

مثال اَلّذين استجابوا لِلّٰهِ والرَّسُوْل (پ۴)

اللہ اسم جلیل اور رسول دونوں پر الف لام ہے تو دوسرے اسم کا عطف پہلے پر ہوگا۔

نمبر ۶ کئی اسموں پر تنوین ہو درمیان میں واؤ وغیرہ آجائے تو دوسرے سب اسموں کا عطف ہوگا پہلے اسم پر بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

مثال وجَعَلَ فِيهَا سِرَاجاً وقَمَراً مُّنِيرا (پ۴)

نمبر ۷ کلام کے اندر اسم موصول مکرر ہو اور درمیان میں واؤ وغیرہ آجائے تو دوسرے اسم موصول (مع صلہ) کا عطف ہوگا پچھلے اسم موصول (مع صلہ) پر۔

مثال اَلَّذِيْنَ يُؤمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (الاية) وَالَّذِيْنَ يُؤمِنُوْنَ بِمَااُنزِلَ اِلَيْكَ (الاية)

نمبر ۸ اسم اشارہ مکرر ہو درمیان میں واوٗ آجائے تو دوسرے اسم اشارہ کا عطف ہوگا پہلے اسم اشارہ پر

مثال اولٰئِکَ علیٰ ھدًی مِّنْ رَبّھِمْ واُولٰئِکَ ھمُ المفلِحُوْن

نمبر ۹ ایک لفظ کی کئی اقسام ہوں اور ان کے درمیان میں واوٗ آجائے تو دوسری اقسام کا عطف ہوگا پہلی قسم پر۔

مثال الصوم ضربان. واجب و نفل

الطلاق علی ثلاثۃ اوجہٍ. احسن الطلاقِ وطلاق السُنّۃ وطلاق البدعۃِ۔

نمبر ۱۰ کسی چیز کے متعدد فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا بیان ہو اور ان کے درمیان واوٗ آجائے تو ہر فرض، واجب، سنت اور مستحب کا عطف ہوگا پہلے فرض، واجب، سنت اور مستحب پر۔ اسی پر محرّمات و مکروھات وغیرہ کو قیاس کر لیں۔

فرائض کی مثال : فرضھا التحریمۃُ والقیامُ و القراءۃ والرکوعُ والسجودُ ([illegible])

واجبات کی مثال : وواجبھا . قراءۃ الفاتحۃ و ضمُّ سورۃٍ و تعین القراءۃ ([illegible])

سنن کی مثال : سُنَنھا رفعُ الیدین للتحریمۃ و نشرُ اصابعہ وجھرُ الامام بالتکبیر ([illegible])

مستحبات کی مثال : ویُستَحبُّ للمتوضی أن یّنوی الطھارَۃَ و یستوعبَ رأسہ وَیُرتّب الوضوء ([illegible])

محرّمات کی مثال :۔ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ المیتۃُ والدم ولحم الخنزیر (الآیۃ)

مکروھات کی مثال :۔ کُرِہَ استقبالُ القبلۃ بالفرج فی الخلاء و استدبارھا و غلقُ باب المسجد والوطئُ فوقہٗ والبولُ والتخلِی (کنز الدقائق ص ۵۴)

﴿اھم بات﴾

بعض عبارات میں آپ کو عطف کی نشانیاں یوں لکھی ہوئی ملیں گی۔

عـ عـ عـ یا عط عط عط یا عف عف عف یا علـ علـ علـ

یہ تمام نشانیاں عطف کا مخفف ہیں۔اس شکل کی جتنی بھی عین آئیں گی ان کے نیچے والے لفظ کا عطف پہلی اُسی شکل کی عین کے نیچے والے لفظ پر ہو گا۔لیکن درمیان میں پہلی شکل کی عین کے علاوہ کوئی دوسری شکل کی عین دو یا زیادہ آجائیں تو اس دوسری عین کا اس پہلی شکل کی عین کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو گا بلکہ اس دوسری شکل کی پہلی عین کے نیچے والے لفظ کو معطوف علیہ بناؤ اور دوسری اُسی شکل کی عین کے نیچے والے لفظ کو معطوف بناؤ پھر یہ معطوف معطوف علیہ مل کر یا کچھ اور بن کر اس کا عطف ہو گا پہلی عین کے نیچے والے لفظ پر اس کو قدوری کی ایک عبارت میں سمجھ لو۔

و سنن الطّھارۃ غسل الیدین ثلاثاً قبل ادخالھما الاناء اذا استیقظ المتوضی من نومہ و تسمیۃ اللّٰہ تعالیٰ والسّواک و المضمضۃ والاستنشاقُ و تخلیل اللّحیۃ والاصابع و مسح الاذنین

اب اللحیۃ معطوف علیہ واوٗ عاطفہ الاصابع معطوف تو معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ ہوا تخلیل کا۔اور تخلیل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اس کا عطف ہوا غسل الیدین پر تو غسل الیدین معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر خبر ہوا سنَنُ الطھارۃ کی۔سُنن الطھارۃِ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿معطوف و معطوف علیہ کا اجراء﴾

اُستاذ : معطوف و معطوف علیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد : اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزّکوٰۃ وا رکعُوا مع الرّاکعِین،

وَاِذ آتینا موسیٰ الکتاب والفرقان لعلّکم تھتدون۔

اُستاذ : دوسری آیت میں الفرقان کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد : الکتاب پر ہے؟

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا عطف الکتاب پر ہے؟

شاگرد : معطوف، معطوف علیہ کی علامت نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو تو دوسرے اسم کا عطف ہوگا پہلے اسم پر بشرطیکہ معنی ٹھیک ہو۔

اُستاذ : الفرقان کا عطف لفظِ موسیٰ پر بھی ہو سکتا ہے؟

شاگرد : جی نہیں کیونکہ اگر الفرقان کا عطف لفظ موسیٰ پر کریں تو پھر یہ بھی لفظِ موسیٰ کی طرح آتینا کے لیے مفعول بہ بن جائے گا اور معنی فاسد ہو جائے گا کیونکہ اب معنی یہ ہوگا جب ہم نے دی فرقان کو کتاب یعنی فرقان کتاب کو لینے والی ہے۔ حالانکہ فرقان کتاب کو لینے والی نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کتاب اور فرقان کو لینے والے ہیں۔

اُستاذ : اچھا، الفرقان کا عطف آتینا پر ہو سکتا ہے؟

شاگرد : نہیں کیونکہ آپ نے ہم کو ضابطہ یاد کرایا تھا کہ اسم کا عطف اسم پر، فعل کا عطف فعل پر اور حرف کا عطف حرف پر ہوگا تو ہم کو وہ ضابطہ یاد ہے اسی وجہ سے ہم عرض کرتے ہیں کہ الفرقان کا عطف آتینا پر نہیں ہو سکتا کیونکہ آتینا فعل اور الفرقان اسم ہے۔

اُستاذ : شرح مأۃ عامل میں الباء للالصاق وللاستعانۃ میں للاستعانۃ کا عطف کس لفظ پر ہے۔

شاگرد : للالصاق پر ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : معطوف، معطوف علیہ کی علامت نمبر ۳ سے معلوم ہوا کہ ایک کلام میں ایک حرف جر مکرر آجائے تو دوسرے جار مجرور کا عطف ہوگا پہلے جار مجرور پر۔

اُستاذ : للاستعانۃ کا عطف نحو مررت بزیدٍ (مثال) پر ہو سکتا ہے؟

شاگرد : نہیں کیونکہ مثال جملہ معترضہ کے حکم میں ہوتی ہے اس کا ترکیب میں نہ ماقبل سے تعلق ہوتا ہے اور نہ مابعد سے۔

﴿جملہ فعلیہ کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ﴾

جملہ فعلیہ کی ترکیب کو سمجھنے سے پہلے تین باتیں ذہن نشین کرلیں۔

۱۔ جملہ فعلیہ کی تعریف ۲۔ فاعل و مفاعیل خمسہ وغیرہ کی تعریف ۳۔ ضمائر کی بحث

جملہ فعلیہ کی تعریف:۔ جملہ فعلیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کا پہلا جز فعل اور دوسرا جز فاعل ہو۔

مثال خلق اللّٰہ۔ ختم اللّٰہُ علیٰ قُلوبھم۔ قالَ رَسُو ل اللّٰہِ ﷺ۔

فاعل کی تعریف:۔

لغوی تعریف:۔ فاعل لغت میں کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:۔ اصطلاح میں ہر اس اسم کو کہتے ہیں کہ اس سے پہلے فعل یا شبہ بالفعل ہو۔ اور وہ فعل یا شبہ بالفعل اس اسم (فاعل) کیساتھ قائم ہو خواہ وہ فاعل اس کو کرے یا نہ کرے۔

مثال کرنے کی خلق اللّٰہ سبع سمٰوٰتٍ طِباقاً

مثال نہ کرنے کی مات زید" (زید فوت ہوا) جاز الوضوء (وضو جائز ہے)

اب موت کو زید نے خود پیدا نہیں کیا بلکہ اس کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں اور اسی طرح وضوء کے جواز والے حکم کو خود وضوء نے پیدا نہیں کیا بلکہ اس کے مجوز اور خالق اللہ تعالیٰ ہیں۔

﴿مفاعیل خمسہ وملحق بالمفاعیل کی تعریفات﴾

جاننا چاہیے کہ فعل کے لیے فاعل، مفعول، حال اور تمیز وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں سے پانچ مفعولوں کو مفاعیل خمسہ اور حال وتمیز کو ملحق بالمفاعیل کہتے ہیں۔

نمبر ۱۔ مفعول بہ:۔ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ (اور وقوع فعل سے مراد تعلقِ فعل ہے)

مثال خلق اللّٰہ سبع سمٰوٰت طِباقاً

نمبر ۲ مفعول فیہ :۔ جس جگہ یا جس وقت میں فاعل کا فعل واقع ہو۔

مثال سُبْحٰنَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

ورفعنا فوقکم الطور

نمبر ۳ مفعول لہ :۔ جس کی وجہ سے کوئی فعل کیا جائے۔

مثال:۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق ضربتہ تادیباً

نمبر ۴ مفعول معہ :۔ جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو۔

مثال و جعلنھا و ابنھا آیۃً للعٰلمین (پارہ ۱۷)۔ وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر۔ (پارہ ۱۷)

نمبر ۵ مفعول مطلق :۔ اس مصدر کو کہتے ہیں جو فعل مذکور کے ہم معنی ہو۔

مثال کلا اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا وتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

حال :۔ ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول بہ کی حالت کو بیان کرے یا دونوں کی حالت کو بیان کرے۔

مثال و قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ادخلوھا بسلٰم آمنین جاء نی زید راکباً۔

تمیز :۔ ہر اس اسم کو کہتے ہیں کہ پہلے کسی بات کے اندر ابہام ہو اور وہ اسم آکر اس ابہام کو دور کردے۔

مثال طاب زیدٌ نفساً

﴿حال کی نشانیاں﴾

۱۔ فعل کے بعد اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ منصوب ہو کر آجائے تو وہ عام طور پر حال واقع ہوگا۔ (بشرطیکہ وہ اسم فاعل وغیرہ کا صیغہ۔ افعال ناقصہ کے بعد نہ ہو اگر ہوا تو وہ خبر ہوگا۔ جیسے وکان اللّٰہ شاکراً علیماً اور افعال قلوب کے بعد نہ ہو اگر ہوا تو مفعول بہ ہوگا جیسے علمتُ زیداً فاضلاً اسی طرح فعل متعدی کیلئے مفعول بہ نہ بن رہا ہو۔ مثال۔ لم یبق (اللّٰہ) عالماً۔

مثال اسم فاعل کی کہ حال بن رہا ہو:۔ انا اَرْسَلْنٰكَ شاهداً وَّمُبَشِّراً وَّنذيرا

ادعوا اللّٰه مخلصين له الدين۔اَعَدَّلَهُمْ جنّٰتٍ تجرى من تحتها الانهٰرُ خٰلدين فيها

مثال اسم مفعول کی :۔وانزل اليكُم الكتٰب مفصّلاً ۔

نمبر۲ من بيانيه کا ماقبل معرفہ ہو تو یہ معرفہ ذوالحال اور من بيانيه مع اپنے مدخول ظرف مستقر کے مقام میں اس سے حال ہو گا۔

مثال فاجتَنِبُوالرِّجسَ مِنَ الأوْثَان (سورہ حج پ۱۷)۔

نمبر۳ شرط اور جزا کے درمیان جملہ اسمیہ آجائے تو وہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔

مثال ان مات المريض اوالمسافر و هما عَلٰى حالِهمَا لم يلزمهما القضاء

نمبر۴ وحده کا لفظ جہاں بھی آجائے تو بتاویل منفرداًہمیشہ حال ہو گا اور ماقبل اسکا ذوالحال ہوگا۔

مثال مَنْ رَأى هِلال رمضانَ وحده صَامَ

مضمرات کی بحث

اسم دو قسم پر ہے: ۱۔ اسم ظاہر ۲۔اسم ضمیر

اسم ظاہر:۔وہ اسم ہے جو ضمیر نہ ہو یعنی ضمیر کے علاوہ جتنے بھی اسم ہیں وہ سب کے سب اسم ظاہر ہیں۔

مثال:۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی

اسم ضمیر:۔وہ اسم ہے جس کے ذریعے سے متکلم مخاطب یا غائب کے حال کو بیان کیا جائے۔

مثال:۔ هو الاوّل وا لا خروالظاہر و الباطن . هو. انتَ . انا

اسم ضمیر تین قسم پر ہے :۔ مرفوع۔ منصوب۔ مجرور۔

مرفوع :۔ مرفوع علامت ہے فاعل کی (فاعل سے مراد عام ہے۔ خواہ فاعل حقیقی ہو یا حکمی ہو۔

فاعل حقیقی : اس کی تعریف ما قبل گزر چکی ہے۔

فاعل حکمی : اس کو کہتے ہیں جس میں فاعل کی خصلت پائی جائے۔ فاعل کی دو خصلتیں ہیں۔

نمبر ا۔ مسند الیہ ہونا۔ نمبر ۲ دوسرے نمبر پر ہونا۔ یعنی جملہ کی جزءِ ثانی ہونا۔ لہذا مبتدا خبر فاعل حکمی میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ مبتدا کے اندر فاعل کی پہلی خصلت موجود ہے اور خبر کے اندر فاعل کی دوسری خصلت موجود ہے۔

منصوب :۔ منصوب علامت ہے مفعول کی آگے مفعول سے مراد عام ہے۔ خواہ حقیقی ہو یا حکمی۔

مفعولِ حقیقی : اس کی تعریف ما قبل گزر چکی ہے۔

مفعول حکمی : اس کو کہتے ہیں جس میں مفعول کی خصلت موجود ہو اور مفعول کی خصلت یہ ہے کہ فعل کا کسی شے کے ساتھ تعلق پکڑنا۔ فاعل پر پورا ہونے کے بعد۔ لہٰذا حال، تمیز، مفعول حکمی میں داخل ہو گئے کیونکہ ان میں یہ خصلت پائی جاتی ہے۔

مجرور :۔ مجرور علامت ہے مضاف الیہ کی۔

اسم ضمیر کی ان تین اقسام میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے سوائے مجرور کے وہ صرف ایک قسم پر ہے متصل نہ کہ منفصل اس طرح ضمیر کی کُل پانچ اقسام بنتی ہیں۔

مرفوع متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال قَتَلْتَ اَنعَمْتَ حَسِبْتُمْ نَصَرُوا رفعنا انزلنا

مرفوع منفصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

مثال هوَ، هما، هُم، انت، انتما، انتم، انا، نحن۔

منصوب متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال ضَرَبَه۔ خَلَقَهُم نَصَرَكُم نعبدك نشكرك

منصوب منفصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

مثال: اِيَاهُ۔ ايَا هما۔ ايَا هم۔ اِيَاك۔ اِيَاى۔ اِيَانا۔

مجرور متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال غلامُهٗ فِيه ربُّك

مجرور متصل دو قسم پر ہے :۔ مجرور باضافت، مجرور بحرف جر

مجرور باضافت :۔ وہ ضمیر ہے جو مضاف کے بعد واقع ہو

مثال رسولُه، نبيّه، وليّه، عبدهُ، رَبّكَ، ربّكم

مجرور بحرف جر :۔ وہ ضمیر ہے جس پر حرف جر داخل ہو حروف جارہ سترہ ہیں جن کو شاعر نے ایک شعر میں ذکر کیا ہے :۔

باو تاوکاف و لام وواؤ مُنذ ومذخلا

ربّ، حاشا، من، عدا، فی، عن، علیٰ، حتیٰ، الیٰ

خط کشیدہ آٹھ حروفِ جارہ ضمیر پر داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بعد جو ضمیر واقع ہو گی وہ ضمیر مجرور متصل ہو گی۔

مثال مجرور باضافت

غلامه	غلامك	غلامی	کتابه	کتابك	کتابی
غلامهما	غلامکما	غلامنا	کتابهما	کتابکما	کتابنا
غلامهم	غلامکم		کتابهم	کتابکم	
غلامها	غلامكِ		کتابها	کتابكِ	
غلامهما	غلامکما		کتابهما	کتابکما	
غلامهنّ	غلامکنّ		کتابهنّ	کتابکنّ	

مثال مجرور بحرفِ جر

لَه	به	فيه	رُبَّهٗ	مِنهٗ	اليهِ	عنه	عليه
لهما	بهما	فيهما	رُبّهما	منهما	اليهما	عنهما	عليهما
لهم	بهم	فيهم	رُبّهم	منهم	اليهم	عنهم	عليهم
لها	بها	فيها	رُبّها	منها	إليها	عنها	عليها
لهُما	بهما	فيهما	ربُّهما	منهُما	إليهما	عنهما	عليهما
لهنّ	بهنّ	فيهنّ	رُبّهنّ	منهنّ	اليهنّ	عنهنّ	عليهنّ

لك	بك	فيك	رُبّكَ	منك	اِليك	عنك	عليك
لكما	بكما	فيكما	رُبّكُما	منكما	اليكُما	عنكما	عليكما
لكم	بكم	فيكم	رُبّكُمْ	منكم	اليكم	عنكم	عليكم
لكِ	بكِ	فيكِ	رُبّكِ	مِنكِ	اليكِ	عنكِ	عليكِ
لكما	بكما	فيكما	رُبّكما	منكما	اليكما	عنكما	عليكما
لكنّ	بكنّ	فيكنّ	رُبّكنّ	منكنّ	اليكنّ	عنكنّ	عليكنّ

لی	بی	فِیَّ	رُبّی	مِنّی	اِلَیَّ	عنّی	عَلَیَّ
لنا	بِنَا	فِينا	رُبّنَا	مِنّا	اِلَینا	عَنّا	عَلَینَا

ضمیر منصوب دو قسم پر ہے ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

۱۔ ضمیر منصوب منفصل :۔ جو اپنے عامل کے ساتھ نہ ملی ہوئی ہو۔

مثال ایّاک۔ ایّاکما۔ ایّاکُم

مکمل گردان

إیّاہُ إیّاھما إیّاھم إیّاھا إیّاھما إیّاھنّ
إیّاك۔ إیّا کمَا إیّاکم إیّاكِ إیّاکُما إیّاکنّ
إیّایَ إیّانا

ضمیر منصوب متّصل :۔ جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال رَفَعَهُ اللّٰه. قرأناهُ. یستنبطونه

ضمیر منصوب متصل تین چیزوں کے بعد واقع ہوگی

۱۔ فعل متعدی کے بعد

ضَرَبَهُ ضربهما ضربهم ضربها ضربهما ضربهنّ
ضَرَبَكَ ضربكما ضربكم ضربكِ ضربكما ضربكنّ
ضَرَبَنی ضَرَبَنَا

اسی طرح اور مثالیں بھی تیار کریں

جیسے :۔ قتله قتلهما قَتَلَهُمْ (الخ) اضربه اضربهما. اضربهم (الخ)
یدخله یدخلها یَدْخُلُهُمْ (الخ) لاتأكله لا تأكُلهما. لا تأكُلهم

فائدہ :۔ جہاں بھی فعل کے بعد ہُ. هُما. هُم. ها هُما هُنّ. كَ كُمَا. كُمْ الخ (یہ سب مفعول بہ کی ضمیریں ہیں اور ترکیب میں ماقبل فعل کے لیے مفعول بہ واقع ہوتی ہیں۔)

مثال قَتَلُوهُ۔ أَنُلْزِمُكُمُوهَا۔ نستعینك۔ نستغفِرُكَ۔ نشكرُك۔ رزقنهم

فائدہ یہ مفعول کی ضمیریں ماضی۔ مضارع۔ امر۔ نہی۔ تمام صیغوں کے بعد آسکتی ہیں۔

۲۔ حروفِ مشبہ بالفعل کے بعد

اِنَّهٗ اِنَّهُمَا اِنَّهُمْ اِنَّها اِنَّهُمَا اِنَّهُنَّ اِنَّكَ اِنَّكُمَا اِنَّكُمْ اِنَّكِ اِنَّكُمَا اِنَّكُنَّ اِنَّنِی اِنَّنَا

اسی طرح تمام حروف مشبہ بالفعل کے بعد گردان کرلیں۔ جیسے

اَنَّهٗ اَنَّهُمَا اَنَّهُمْ (الخ) كَاَنَّهٗ كَاَنَّهُمَا كَاَنَّهُمْ (الخ)

اور حروفِ مشبہ بالفعل چھ ہیں:۔ اِنَّ اَنَّ كَاَنَّ لَيْتَ لٰكِنَّ لَعَلَّ

۳ اسمائے افعال کے بعد :۔ (جو بظاہر اسم ہوں لیکن معنی فعل والا ہو)

رُوَيدَهٗ رويدهما رويدهم رويدها رويدهما رويدهنَّ
رويدك رويدكما رويدكُمْ رويدك رويدكما رويدكنَّ
رويدنی رويدنا

رويدهٗ بمعنیٰ اُتْرُكه، ترجمہ۔ تو چھوڑ اس کو

اجراء نمبرا :۔ اِيَّاكَ نعبد ، قتلوهٗ ، فادخلوها ، علمكم خذوه، لعلكم ، انهم ، رَبُّكُم فِيهَا ، لكم۔ اِنَّهٗ علىٰ كُلِّ شئٍي قدير

میرے عزیز طلباء ان الفاظ میں بتائیں کونسی ضمیریں ہیں۔ مع نام کے بتائیں۔

ضمیر مرفوع

ضمیر مرفوع دو قسم پر ہے : ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

مرفوع منفصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

مثال۔ هُوَ هُمَا هُمْ هِیَ هُمَا هُنَّ
اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ
اَنَا نَحْنُ

ضمیر مرفوع متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

ضمیر مرفوع متّصل دو قسم پر ہے

بارز :۔ جو ظاہر پڑھی جائے یعنی آنکھوں سے نظر آئے

مستتر :۔ جو ظاہر نہ پڑھی جائے یعنی آنکھوں سے نظر نہ آئے۔

سوال ضمیر مرفوع متّصل بارز کن صیغوں میں ہوتی ہے۔

جواب ضمیر مرفوع متّصل بارز ماضی کے بارہ صیغوں میں ہوتی ہے۔

پہلے صیغہ (واحد مذکر غائب مثلاً ضَرَبَ) اور چوتھے صیغہ (واحد مؤنث غائب مثلاً ضَرَبَتْ) کو نکال دیں تو باقی بارہ صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہو گی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔ ماضی کے پہلے صیغے (مثلاً ضَرَبَ اَکْرَمَ وغیرہ) کے بعد جتنے لفظ ہوں گے۔ وہ سب ضمیر ہوں گے۔ سوائے ضَرَبَتَا کے۔ کہ اس میں تاء تانیث کی علامت ہے۔ لہٰذا ضَرَبَا میں الف۔ اور ضَرَبُوا میں واؤ۔ ضَرَبَتَا میں الف۔ ضَرَبْنَ میں (نون) اور اسی طرح باقی صیغوں کے آخر میں تَ تُمَا تُمْ تِ تُمَا تُنَّ تُ نَا یہ سب ضمیریں مرفوع متصل بارز ہیں۔ یعنی آنکھوں سے نظر آرہی ہیں۔ اب مرفوع کیوں ہیں؟ فاعل کی علامت ہیں متّصل کیوں؟ ملی ہوئی ہیں۔ بارز کیوں؟ بغیر عینک کے بھی نظر آتی ہیں۔

مضارع کے نو صیغوں میں : ضمیر مرفوع متّصل بارز ہوگی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔

وہ نو صیغے یہ ہیں۔ چار تثنیہ کے ان میں ضمیر الف ہو گی۔ لھذا یضربانِ اور تین تَضربانِ میں ہمیشہ الف ضمیر ہو گی۔ دو جمع مذکر کے یَضرِبُونَ۔ تَضرِبُونَ ان میں ہمیشہ واوٗ ضمیر ہو گی۔ دو جمع مؤنث کے صیغے۔ یَضرِبْنَ تَضرِبْنَ ان میں ہمیشہ نون ضمیر مرفوع متصل بارز ہو گی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔ تَضربِینَ میں یاء ضمیر مرفوع بارز ہے عند الجمھور۔

خلاصہ یہ نکلا کہ : ان نو صیغوں میں ضمیریں کل چار لفظ ہیں الف۔ واؤ۔ نون۔ یا۔ اگر یہی نو صیغے مضارع کے علاوہ باقی گردانوں میں مثلاً فعل جحد بلم۔ مؤکد بالن ناصبہ۔ امر اور نہی میں آجائیں۔ تو ان میں بھی وہی ضمیر ہوگی جو مضارع کے اندر ہے۔ یعنی ضمیرِ مرفوع متصل بارز۔

مثلاً لَمْ یَضرِبَا میں الف اِضرِبُوْا میں واؤ اضربی میں یا

اور لاَ تَضرِبْنَ میں نون ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔

اجراء نمبر۲ :۔ یَعْبُدُوْنَ. اُعْبُدُوْ. ولا یَقْتُلْنَ. لم تَفْعَلُوْا. لَنْ تَنَالُوْا. لا تقربوا

میرے محترم طلباء ان صیغوں میں بتائیں کونسی ضمیریں ہیں۔

ضمیر مرفوع متّصل مستتر :۔ دو قسم پر ہے

واجب الاستتار جو ہمیشہ چھپی ہوئی ہو۔ جیسے آدمی قبر میں ہمیشہ کے لیے چھپ جاتا ہے

جائز الاستتار جو کبھی چھپے اور کبھی چھپے یعنی کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔

سوال۔ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار کن کن صیغوں میں ہوتی ہے۔

جواب۔ ماضی کے تو کسی صیغے میں نہیں ہوتی۔

مضارع کے تین صیغوں میں ہوتی ہے۔

وہ کل تین ضمیریں ہوں گی۔ اَنتَ. اَنَا. نحنُ

واحد مذکر حاضر میں (یعنی تَضرِبُ تَنصُرُ تَعْلَمُ وغیرہ میں) اَنتَ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی

اسی طرح اَضرِبُ۔ اَعْلَم ۔اَنصُرُ وغیرہ میں اَنَا اور نَضرِب۔ نَنصُرُ ۔نَعْلَمُ وغیرہ میں نَحنُ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی یعنی ہمیشہ چھپی ہوئی ہوگی۔

پھر یہی تین صیغے مضارع کے علاوہ۔ باقی گردانوں میں یعنی فعل جحدبلم۔

مؤکد بالن ناصبہ امر اور نہی گردان میں آجائیں تو ان کے اندر بھی وہی ضمیر ہوگی۔

جو مضارع کے اندر ہے۔ یعنی مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔

مثلاً لم تضرب میں انت۔ لم اضرب میں انا۔ لم نضرب میں نحن۔

مرفوع کیوں؟	فاعل کی علامت ہے۔
متصل کیوں؟	ملی ہوئی ہے۔
مستتر کیوں؟	چھپی ہوئی ہے۔
واجب الاستتار کیوں؟	ہمیشہ کے لیے چھپی ہوئی ہے۔

اجراء نمبر ۳ :۔ نَعْبُدُ۔ اِعْلَمْ۔ اَضرِبُ۔ اُتْلُ۔ سَلْ۔ لاکیدنَّ۔ لنصبرنَّ

میرے محترم عزیز طلباء ان صیغوں میں بتائیں کونسی ضمیریں ہیں؟

سوال ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار کن صیغوں میں ہوگی؟

جواب فعلوں کے دو صیغوں میں ہوگی۔ ۱۔ واحد مذکر غائب یعنی

قَتَلَ۔ نَصَرَ۔ لَنْ یَّعْلَمَ۔ لَمْ یَضرِبْ۔ لِیَضرِبْ وغیرہ میں

۲۔ واحد مؤنث غائب یعنی ضَرَبَتْ۔ قَتَلَتْ۔ نَصَرَتْ۔ تَضرِبُ۔ لَمْ تَضرِبْ۔

لَنْ تَضرِبَ۔ لِتَقْتُلْ وغیرہ میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہوگی۔

اور وہ کل دو ضمیریں ہیں۔ ھُوَ ھِیَ

ضَرَبَ۔ یَضرِبُ۔ لِیَضرِبْ۔ لاَ یَضرِبْ وغیرہ میں ھُوَ اور ضَرَبَت۔ تَضرِبُ۔ لَنْ تَضرِبَ۔ لِتَضرِبْ۔ لاَ تَضرِبْ وغیرہ میں ھِیَ ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہوگی یعنی کبھی ہوگی کبھی نہیں ہوگی۔

اجراء نمبر ۴ :۔ فَتَحَ ۔ یَنصُرُ ۔ لَنْ یَّضرِبَ ۔ لَمْ یَعْلَمْ ۔ حَسِبَ ۔ یَحسِبُ ان صیغوں میں کونسی ضمیریں ہیں

ضمیروں کی بحث کا خلاصہ :۔ اس تفصیل کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب جملہ فعلیہ کی ترکیب کا حل آسانی کے ساتھ سمجھ جائیں گے۔ انشاء اللہ لیکن اس تفصیل کا خلاصہ دوبارہ ذکر کردوں اور وہ یہ ہے کہ ماضی کے بارہ صیغوں (پہلے اور چوتھے کے علاوہ) میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ اور مضارع کے نو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ (چار تثنیہ کے چار جمع کے ایک واحد مؤنث حاضر کا) اور مضارع کی تین صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔ یعنی ہمیشہ چھپی ہوئی ہوگی۔

جملہ فعلیہ کے حل کی ابتداء

فائدہ نمبر ۱ مضارع کے علاوہ باقی گردانوں کی ضمیروں کو مضارع پر قیاس کریں گے یعنی مضارع کے جن صیغوں میں جو ضمیر ہے باقی گردانوں کے انہیں صیغوں میں بھی وہی ضمیر ہوگی۔ مثلاً یضربان میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز ہے تو لم یضربا ۔ لَنْ یضربَا ۔ لِیَضرِبَا میں بھی الف ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ اسی طرح تضربُ کے اندر انت ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہے تو لم تضربْ ۔ لَن تضربَ ۔ اِضرِبْ ۔ لاَ تضربْ میں بھی اَنتَ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔

فائدہ نمبر ۲ ان بارہ صیغوں کی ضمیر کا دوسرا نام فاعل ہے۔ یعنی فاعل کی ضمیر۔

فائدہ نمبر ۳ اور یہ ضمیریں کبھی بھی ان صیغوں سے جدا نہیں ہوتیں۔ خواہ وہ ضمیر بارز ہو یا مستتر۔

﴿بارہ صیغوں کا فاعل پکا﴾

جب یہ خلاصہ ذہن نشین ہو گیا تو اب تمام طلباء کرام نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) لگا کر کہہ دیں کہ۔

ماضی کے بارہ صیغوں کے اندر مضارع کے بارہ صیغوں کے اندر

فعل جحد بلم کے بارہ صیغوں کے اندر مؤکد بالن ناصبہ کے بارہ صیغوں کے اندر

اسی طرح امر اور نہی کے بارہ صیغوں کے اندر فاعل ہمیشہ ضمیر ہو گا ان صیغوں کے بعد فاعل اسم ظاہر کبھی بھول کر بھی نہیں آسکتا۔ ان کے بعد اگر آئے گا تو ہمیشہ مفعول آئے گا۔ پھر پانچ مفعولوں میں سے مفعول معہ تو کلام عرب میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

مفعول فیہ :۔ وہ لفظ ہو گا جس میں جگہ یا وقت والا معنیٰ ہو۔

مثال : اس مفعول فیہ کی جس میں جگہ والا معنیٰ ہو۔ وقال ادخُلُوا مِصْرَ اِنْ شاءَ اللّٰه آمنین

مثال : اس مفعول فیہ کی جس میں وقت والا معنیٰ ہو۔

سُبْحٰنَ الَّذِی اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الی الْمَسْجِدِ الاَقصیٰ

مفعول مطلق اور مفعول لہٗ :۔ یہ دونوں مصدر ہوتے ہیں اگر ایک لفظ اسی فعل یا شبہ بالفعل (اسم فاعل وغیرہ) کی مصدر ہو تو وہ مفعول مطلق ہے۔ کتاب اللہ اور عربی کتابوں میں اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں یہ ہیں۔ وَ مَکَرُوْا مَکْراً و مَکَرْنا مکْراً وقتِّلُو تَقْتِیلاً . والصفّتِ صفّاً فالزجرات زجراً۔

اور اگر اسی فعل کی مصدر نہ ہو تو وہاں پر دیکھو اس مصدر میں علت اور سبب والا معنیٰ ہے یا نہیں اگر ہے تو مفعول لہٗ ہے جیسے: ولا تَقْتُلوْا اولادکم خشیة املاق

ضَرَبْتُه تادیباً. سَمَّیتُهٗ بهدایته النحورَجاء ان یّهدی اللّٰه تعالیٰ۔

اور اگر علت اور سبب والا معنیٰ نہ ہو تو پھر کبھی وہ مصدر اسم فاعل یا اسمِ مفعول کی تاویل میں

حال بن جائے گی۔ جیسے :۔ أَرْسلهٗ هدىً اى هادٍ

یا تمیز بن جائے گی اگر نسبت وغیرہ میں ابہام ہو۔ جیسے :۔ وحكمُهٗ أَنْ يَّختَلِف آخرُهٗ بِاختِلاف العوامِلِ لفظاً او تقديراً وهواتصال الشئي بالشئ إمّا حقيقة وامّا مَجازًا

اگر ان مذکورہ نشانیوں میں سے کوئی نشانی اس لفظ کے اندر نہ ہو جو ان بارہ صیغوں کے بعد واقع ہوا ہے تو آپ سمجھ لیں وہ لفظ اکثر استعمال میں مفعول بہ ہوگا۔

مثال أُعبدو الله

اب لفظ اللہ مفعول معہ بھی نہیں کیونکہ واؤ بمعنی مع کے بعد واقع نہیں اور یہ أعبدو کی واؤ تو جمع مذکر حاضر کی واؤ ہے اور مفعول فیہ بھی نہیں کیونکہ اس میں جگہ اور وقت والا معنیٰ نہیں۔ اور مفعول مطلق اور لہٗ بھی نہیں کیونکہ یہ مصدر نہیں۔ جب ان چاروں مفعولوں میں سے کوئی بھی نہیں تو پھر مفعول بہ ہی ہوگا۔

دو صیغوں کا فاعل کچّا

لہٰذا اس تفصیل سے بخوبی آپ کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ فعلوں کی گردانوں میں بارہ صیغوں کا فاعل پکا ضمیر ہوگا لیکن دو صیغوں کا فاعل کچّا ہے (یعنی واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب) ان کا فاعل فعلوں کی گردانوں میں اسم ظاہر بھی آسکتا ہے اور اسم ضمیر بھی۔

سوال۔ اسمِ ظاہر کب ہوگا اور اسم ضمیر کب ہوگا؟

جواب۔ اگر یہ دو صیغے (واحد مذکر غائب ' واحد مؤنث غائب) کلام کے شروع میں واقع ہوں تو پھر انکا فاعل اسمِ ظاہر ہوگا۔

مثال خَتَمَ اللّٰهُ علٰى قُلُوبِهِمْ ضرب الله مثلاً رَجُلاً إِذقال ربُّكَ سيقُول السُّفهاءُ

اور اگر یہی دو صیغے کلام کے درمیان میں ہوں تو پھر ان کا فاعل ضمیر ہوگا۔ درمیان میں ہونے کے چھ مطلب ہیں۔

۱۔ مبتدا کی خبر ہوں۔ اللّٰہ یبسطُ الرّزقَ لِمنْ یّشاء (یبسط میں ھو ضمیر راجع بسوئے مبتدا)

۲۔ موصول کا صلہ ہوں۔ الّذی خلق الموت والحیاۃ لِیَبْلُوَکُمْ۔

۳۔ موصوف کی صفت ہوں۔ تلک اُمّۃ" قَدْ خَلَتْ لَھا ما کَسَبَتْ۔

۴۔ ذوالحال کے لیے حال ہوں۔ جاء نی زید" قد رکبَ۔

۵۔ معطوف علیہ کے لیے معطوف ہوں۔ الّذی جعل لکم الارضَ فراشًاو السّماءَ بناءً وّأنزل من السماء ماءً۔

۶۔ یا کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو ما قبل مرجع کے موجود ہونے پر دلالت کرتا ہو۔

مثلاً کتاب الصّلوۃ میں ضمیر مصلیّ کی طرف۔ کتاب الزکوٰۃ میں ضمیر مزکّی کی طرف اور کتاب الحج میں ضمیر حاجّ کی طرف راجع ہوگی۔ اب اگرچہ صلّٰی۔ زکّٰی۔ حجّ کے صیغے کلام کے شروع میں ہوں اور پہلے مصلّی مزکّی اور حاجی کا ذکر نہ ہو تو پھر بھی ان کا فاعل ضمیر ہی ہوگا کیونکہ ماقبل ھو ضمیر کا مرجع اگرچہ صراحتاً ذکر نہیں ہے لیکن حکماً ذکر ہے کیونکہ کتاب الصلوۃ' کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الحج کا عنوان بتلا رہا ہے کہ ان کاموں (صلوۃ' زکوۃ' حج) کو کرنے والا مصلّی مزکّی' حاجی ہی ہو سکتا ہے۔

فائدہ بعض مقامات میں یہ دو صیغے کلام کے درمیان میں ہوں گے پھر بھی ان کا فاعل ظاہر ہوگا۔ بشرطیکہ بعد میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو ماقبل مبتدا' موصول وغیرہ کی طرف لوٹنے والی ہو۔

جیسے: قرآن کریم میں ہے وعداللّٰہ المؤمنین والمؤمناتِ جنّٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر اور حدیث پاک میں ہے من سلم المسلمون من لّسانہ و یدہ اور نورالایضاح میں کتاب الطھارۃ کے شروع میں مثال موجود ہے۔ المیاہ الّتی یجوز التطھیر بھا اب بھا میں ھا ضمیر الّتی اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ہے اسی وجہ سے التطھیر فاعل ظاہر ہے۔ اور قدوری (کتاب المسافر) میں ہے السفرالّذی یتغیّرُ بہ الاحکام۔

میرے محترم عزیز طلباء

الحمد اللہ اس تفصیل سے جملہ فعلیہ کو حل کرنے کا طریقہ اور اس کا خاکہ ذہن میں بیٹھ گیا ہوگا۔ لیکن جب تک ان قواعد کا مثالوں کے اندر اجراء نہ ہو اس وقت تک قاعدہ و قانون کی وضاحت مشکل ہے اس لیے میں اپنے محترم عزیز طلباء کو کچھ وقت کے لئے جامعہ محمدیہ لئے چلتا ہوں جہاں قرآن کریم کی آیات میں جملہ فعلیہ کے حل کے لئے اجراء اور مشق کریں گے۔

سوال کا طریقہ :۔

اجراء شروع کرنے سے پہلے سوال کرنے کا طریقہ سمجھ لیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر ماضی کا صیغہ ہو تو اس میں دو سوال ہوں گے۔ یہ صیغہ دو میں سے ہے یا بارہ میں سے۔ دو میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ واحد مذکر غائب کا ہے یا واحد مؤنث غائب کا جیسے :۔ خَلَقَ. نَصَرَتْ بارہ میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ باقی بارہ صیغوں میں سے ہے اور ان صیغوں کا فاعل پکا ضمیر ہے اور وہ ضمیر مرفوع متصل بارز ہے جیسے :۔ خَلَقْتُ وغیرہ اس کا فاعل تُ ضمیر ہے اگر دو میں سے ہو تو پھر دوسرا سوال یہ ہوگا کہ یہ صیغہ شروع میں ہے یا درمیان میں۔ اگر شروع میں ہے تو پھر اس کا فاعل ظاہر ہوگا جیسے :۔ خَلَقَ اللّٰہ اور اگر درمیان میں ہو تو پھر اس کا فاعل ضمیر ہوگا اور درمیان میں ہونے کے چھ مطلب ماقبل پڑھ چکے ہیں۔ اور اگر **مضارع کا** صیغہ ہے تو پھر تین سوال ہوں گے۔ یہ صیغہ دو (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب) میں سے ہے یا بارہ میں سے۔ اگر بارہ ۱۲ میں سے ہے تو پھر دوسرا سوال ہوگا۔

تین میں سے ہے یا نو میں سے۔ تین میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ واحد مذکر حاضر یا واحد متکلم یا جمع متکلم کا ہے اور ان میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔ یعنی ہمیشہ چھپی ہوئی ہوگی۔ جیسے :۔ تَعْلَمُ میں اَنْتَ اَعْلَمُ میں اَنَا نَعْلَمُ میں نَحْنُ ضمیر پوشیدہ ہوگی۔

(تو ایک مرد یا میں ایک مرد یا ایک عورت یا ہم سب مرد یا ہم سب عورتیں یہ انہی ضمیروں کے معنے ہیں) اور نو ۹ میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ چار تثنیہ کے صیغوں میں سے ہے۔ جیسے یَضرِبَانِ وغیرہ یا دو جمع مذکر کے صیغوں میں سے ہے جیسے یَتَسَاءَ لُونَ وغیرہ یا دو جمع مؤنث کے صیغوں میں سے ہے۔ جیسے یقتُلنَ وغیرہ یا واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے جیسے تَضرِبِینَ۔ ان نو (۹) صیغوں کے اندر ہمیشہ ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ اور وہ آنکھوں سے نظر آئے گی۔ اور اگر دو (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب) میں سے ہو تو پھر تیسرا سوال ہوگا کہ یہ کلام کے شروع میں ہے یا درمیان میں اگر شروع میں ہے تو پھر فاعل ظاہر ہو گا۔ جیسے :۔ یَفعَلُ اللّٰہ ما یَشَاء اور اگر درمیان میں ہو تو پھر فاعل ضمیر ہوگا جیسے :۔ واللّٰہ یَعصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

اجراء :۔

حضرت استاذ المکرم :۔ قرآن پاک سے جملہ فعلیہ کی مثالیں نکالو ؟

طلباء کرام :۔ قَتَلتَ نَفساً. خلق اللّٰہ سبع سموات. یقیمون الصلوٰۃ. لَنَنصُرُ رسلنا. واللّٰہ لا یھدی القوم الظلمین.

مثال نمبرا — قَتَلتَ نَفساً.

اُستاذِ محترم — قَتَلتَ نَفساً دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد — بارہ میں سے ہے

اُستاذ — اسکا فاعل کون ہے ؟

شاگرد — (تَ) ضمیر ہے۔

اُستاذ یہ کون سی ضمیر ہے؟

شاگرد مرفوع، متصل، بارز

اُستاذ مرفوع کیوں ہے؟

شاگرد فاعل کی علامت ہے

اُستاذ متصل کیوں ہے؟

شاگرد فعل یعنی اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

اُستاذ بارز کیوں ہے؟

شاگرد کیوں کہ آنکھوں سے نظر آرہی ہے۔

اُستاذ نفساً کیا فاعل ہے؟

شاگرد نہیں اُستاذ جی

کیونکہ آپ نے ہمیں پہلے ضابطہ یاد کرایا تھا کہ ماضی کے بارہ صیغوں میں فاعل پکا ضمیر ہوگا اور وہ ضمیر بارز کی ہوگی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔ وہ ضابطہ ہمیں یاد ہے اس لئے ہم عرض کرتے ہیں نفساً مفعول ہے نہ کہ فاعل۔ فاعل تو اسکا تَ ضمیر ہے۔

سوال کیا مفعول معہٗ ہے؟

شاگرد نہیں کیونکہ مفعول معہٗ تو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہوتا ہے یہاں تو نفساً سے پہلے کوئی واؤ نہیں۔

اُستاذ نفساً اچھا مفعول فیہ ہوگا؟

شاگرد نہیں کیونکہ مفعول فیہ میں جگہ یا وقت والا معنیٰ ہوتا ہے یہاں ان دونوں معنوں میں سے کوئی بھی نہیں۔

اُستاذ نفساً مفعول مطلق ہے؟

شاگرد نہیں کیونکہ مفعول مطلق تو اسی فعل کی مصدر ہوتی ہے۔ یہ تو قتل فعل کی مصدر نہیں۔

اُستاذ تو نفساً کیا مفعول لہٗ ہے ؟

شاگرد اُستاذ جی نہیں کیونکہ مفعول لہٗ تو وہ مصدر ہوتی ہے جس میں علت اور سبب والا معنی ہو تو یہاں تو کوئی علت اور سبب والا معنی نہیں۔

اُستاذ جب ان چار مفعولوں میں سے بھی کوئی نہیں تو پھر کیا ہے ؟

شاگرد یہ مفعول بہ ہے کیونکہ اس پر قتل والا فعل واقع ہو رہا ہے۔

اُستاذ :۔جب آپ کو فعل فاعل اور مفعول بہ کی پہچان ہو گئی تو اب ترکیب آسان ہو گئی۔ لہٰذا ترکیب کرو۔

شاگرد قَتَلْتَ فعل تاء ضمیر فاعل نفساً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شاگرد ؟ اُستاذ جی آپ نے الٹے سیدھے سوال کیوں کئے یعنی نفساً مفعول معہ ٗ ہے یا مفعول فیہ یا مفعول مطلق وغیرہ ہے۔سیدھا پوچھ لیتے کہ یہ مفعول بہ ہے یا کہ نہیں۔

اُستاذ حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا کہ جب کسی الٹے ورق کو سیدھا کرنا ہو تو پہلے اس کو الٹا کرو پھر اس کو سیدھا کرو تو سیدھا ہو جائے گا۔بندہ نے بھی حضرت کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے آپ کے ذہن میں جو الٹے اور ٹیڑھے احتمالات تھے ان کو ٹیڑھے سوال کر کے صاف کیا تاکہ صحیح احتمال ذہن نشین ہو جائے۔

﴿ماضی کے بارہ صیغوں کی مشترکہ ترکیب﴾

قَتَلاَ (الف) ضمیر فاعل کی ہے	ظَلَمْتُمْ (تم) ضمیر فاعل کی ہے۔
قَالُوْا (واؤ) ضمیر فاعل کی ہے	جَعَلْتَ (تَ) ضمیر فاعل کی ہے۔
قالتا (الف) ضمیر فاعل کی ہے	جَعَلْتِ (تِ) ضمیر فاعل کی ہے۔
ضَرَبْنَ (نون) ضمیر فاعل کی ہے	جَعَلْتُمَا (تما) ضمیر فاعل کی ہے۔
قَتَلْتَ (ت) ضمیر فاعل کی ہے	ضَرَبْنَا (نا) ضمیر فاعل کی ہے
اَکْمَلْتُ (تُ) ضمیر فاعل ہے	عَلِمْتُنَّ (تُنَّ) ضمیر فاعل کی ہے

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: ماضی کے بارہ صیغوں کی مشترکہ ترکیب سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ شرح مأۃ عامل کی نوع اول یعنی حروف جارہ کی بحث میں جملہ فعلیہ کی ان مثالوں (مررتُ بزیدٍ' کتبتُ بالقلم' اشتریتُ الفرس بسرجہ' اشتریتُ العبد بالفرس' سرتُ من البصرة الی الکوفة' اخذتُ من الدراهم وغیرہ) میں فاعل تُ ضمیر ہے۔ شرح مأۃ عامل کے اندر جملہ فعلیہ کی جہاں بھی مثالیں مذکور ہیں ان کے اندر فاعل کی پہچان جملہ فعلیہ کی ترکیب کو حل کرنے کے مذکورہ طریقہ سے کرلیں۔

مثال نمبر ۲ — خَلَقَ اللّٰہُ سَبعَ سَمٰوٰتٍ

اُستاذ محترم — خَلَقَ دو میں سے ہے یا بارہ میں سے؟

شاگرد — دو میں سے ہے یعنی واحد مذکر غائب

اُستاذ محترم — شروع میں ہے یا درمیان میں؟

شاگرد — شروع میں ہے

اُستاذ محترم — اس کا فاعل ظاہر ہوگا یا ضمیر؟

شاگرد — ظاہر ہوگا۔

اُستاذ محترم — وہ کون ہے؟

شاگرد — لفظ اللہ

اُستاذِ محترم — سبع سمٰوٰتٍ کیا ہے؟

شاگرد — یہ مفعول بہٖ ہے کیونکہ باقی چار مفعولوں کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی۔

اُستاذ — ترکیب کریں؟

شاگرد — خَلَقَ فعل لفظ اللہ فاعل سَبعَ سمٰوٰتٍ مفعول بہٖ ہے تو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثال نمبر ۳ : يُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

اُستاذ يقميون دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد بارہ میں سے

اُستاذ تین میں سے ہے یا نو میں سے ؟

شاگرد نو میں سے۔ کیونکہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس کا فاعل واوٗ ضمیر بارز کی ہے۔

اُستاذ الصلوٰة مفعول مطلق ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ یہ مصدر تو ہے لیکن ماقبل والے فعل کا مصدر نہیں۔

اُستاذ مفعول فیہ ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ اس میں جگہ اور وقت والا معنی نہیں۔

اُستاذ مفعول لہٗ ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ اس میں علت اور سبب والا معنی نہیں۔

اُستاذ مفعول معہٗ ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ واوٗ بمعنی مع کے بعد نہیں

اُستاذ پھر کیا ہے ؟

شاگرد مفعول بہ ہے کیونکہ جب چاروں مفعولوں میں سے نہیں ہے تو پھر مفعول بہ ہو گا۔

اُستاذ اب ترکیب کریں

شاگرد يقيمون فعل واوٗ ضمیر فاعل الصلوٰة مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ و يقيمون الصلوٰة کا معنیٰ کیا ہے ؟

شاگرد — ان سب مردوں نے نماز کو قائم کیا۔

اُستاذ — یقیمون کونسا صیغہ ہے ؟

شاگرد — مضارع کا ہے کیونکہ اس کے شروع میں حروفِ اتین میں سے یا ہے۔

اُستاذ — آپ نے معنیٰ تو ماضی والا کیا ہے ؟

شاگرد — اُستاذ جی مجھ سے غلطی ہو گئی میں دوبارہ معنیٰ کرتا ہوں

اُستاذ — اچھا دوبارہ ترجمہ کرو۔

شاگرد — وہ سب مرد نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اُستاذ محترم — اب معنیٰ ٹھیک ہے کیونکہ اب آپ نے صیغے کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

مثال نمبر ۴ — لَنَنصُرُ رُسُلَنَا۔

اُستاذِ محترم — دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد — بارہ میں سے۔

اُستاذ — تین میں سے ہے یا نو میں سے ؟

شاگرد — تین میں سے ہے یعنی جمع متکلم۔

اُستاذ — اس کا فاعل ظاہر ہوگا یا ضمیر ؟

شاگرد — ضمیر۔

اُستاذ — کونسی ضمیر ہے ؟

شاگرد — مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہو گی اور وہ نحنُ ہے اور رُسُلَنَا مفعول بہ ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ ترکیب کے بعد ترجمہ کریں۔

شاگرد البتہ ہم مدد کریں گے اپنے رسولوں کی۔

مثال نمبر ۵ واللّٰہ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الظّٰلمین۔

اُستاذ محترم لا یھدی دو میں سے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد دو میں سے۔

اُستاذ شروع میں ہے یا درمیان میں ؟

شاگرد درمیان میں ہے کیونکہ مبتدا کی خبر ہے۔

اُستاذ اس کا فاعل ظاہر ہے یا ضمیر ؟

شاگرد اس کا فاعل ھو ضمیر ہے۔

اُستاذ ھو کا معنی ہے (وہ) اور وہ کا لفظ تب استعمال ہوتا جب مرجع پہلے ذکر ہو۔ تو یہاں مرجع کون ہے ؟

شاگرد ما قبل مبتدا ہے یعنی لفظ اللّٰہ

اُستاذ القوم الظلمین ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے ؟

شاگرد موصوف صفت مل کر مفعول بہ ہے کیونکہ باقی چار مفعولوں کی تعریف اس پر صادق نہیں ہوتی۔

فائدہ مُہمّہ (اولیٰ)

کل چودہ ضمیریں ہیں ان میں سے غائب کی چھ ضمیریں راجع (لوٹنے والی) ہوتی ہیں اور ان کے لیے مرجع (لوٹنے کی جگہ) کا ہونا ضروری ہے آگے ضمیر کا مرجع تین قسم پر ہے۔

لفظی۔ معنوی۔ حکمی

مرجع لفظی :۔ جو ماقبل صراحۃً ذکر ہو۔

جیسے اَلْکَلِمَتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ھی اسم و فعل و حرف"

مرجع معنوی :۔ جو ما قبل صراحتاً ذکر نہ ہو۔ مرجع معنوی کی تین صورتیں ہیں

نمبر۱ مفرد جمع کے ضمن (پیٹ) میں موجود ہو

جیسے :۔ المرفوعات ھو مَا اشتَمَلَ علیٰ علم الفاعلیّہِ

اب ھو ضمیر مرفوعٌ کی طرف لوٹ رہی ہے جو مرفوعات کے ضمن میں موجود ہے اسی طرح المَنصُوباتُ ھومَا اشتَمَل الی اخرہ اور المجرورات ھو ما اشتعمل میں بھی ھو ضمیر کا مرجع معنوی ہے۔

نمبر۲ مشتق منہ، مشتق کے ضمن میں موجود ہو جیسے اِعدلوا ھُوَاقربُ للتقوٰی اب ھُو ضمیر اس عدل کی طرف لوٹ رہی ہے جو اِعْدِلُو (مشتق) کے پیٹ میں چھپا ہوا ہے۔

نمبر۳ اس ضمیر کا مرجع رانڈِشِ کلام (کلام کے چلانے) سے سمجھا جائے۔

وَلا بویہِ لِکُلّ واحِدٍ منھم السّدسُ اب ابویہ کی ضمیر کا مرجع میت ہے۔ جو رانڈشِ کلام سے سمجھا جارہا ہے۔ کیونکہ ماقبل وراثت کا ذکر ہے تو وراثت مُردوں کی ہوتی ہے نہ کہ زندوں کی۔

مرجع حکمی :۔ جو معھودفی الذھن ہو یعنی ذہن کے اندر موجود ہو۔ اور اس ضمیر کے بعد ایک جملہ ہوگا وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرے گا اب اگر یہ ضمیر مذکر کی ہو تو اس کو ضمیر شان اور اگر مؤنث کی ہو تو اس کو ضمیر قصہ کی کہیں گے۔ مثال : قُل ھو اللّٰہ احد

یہ ھو ضمیر شان کی ہے اور مابعد جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہے اگر ضمیر غائب سے پہلے مرجع کی ان تین قسموں سے کوئی بھی قسم موجود نہ ہو تو پھر اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔ یعنی مرجع کے ذکر سے پہلے ضمیر کا ذکر کرنا لازم آئے گا۔ یہ کلام عرب میں ناجائز ہے۔ (بشرطیکہ اضمار قبل الذکر لفظاً بھی ہو اور رُتبۃً بھی)

مثال ضربته: اس مثال میں اضمار قبل الذکر ہے۔ کیونکہ ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اس کو مارا تو اب (اس کو) کا لفظ تب استعمال ہو گا جب پہلے پتہ ہو کہ کس کی پٹائی ہوئی ہے۔ للذا اگر یوں کہا جائے۔ زید" ضَرَبتُہٗ" یہ مثال جائز ہے کیوں کہ ضمیر غائب کا مرجع پہلے ذکر ہے اور وہ ہے زید" ۔ ضمیر متکلم اور مخاطب ماقبل کی طرف راجع نہیں ہوتی۔ کیونکہ ضمیر متکلم و مخاطب کی جس ذات پر دلالت کرتی ہے وہ بالکل سامنے موجود ہے۔

مثال ضَرَبْتُ میں نے مارا ضَرَبْتَ تو نے مارا

اب یہ دونوں ضمیریں جس ذات پر دلالت کر رہی ہیں وہ بالکل سامنے مدرسہ میں موجود ہے۔ نہ کہ باہر سڑک پر اس لئے ضَرَبَ کا صیغہ تب استعمال کریں گے جب فاعل یعنی پٹائی کرنے والا سامنے موجود نہ ہو۔ بلکہ پٹائی کر کے بھاگ گیا ہو۔ اب اگر مارنے والے کا علم ہے تو ضمیر بھی راجع کر سکتے ہیں بشر طیکہ فعل سے پہلے اس کا نام ذکر کیا جائے۔ اور یوں کہا جائے زَید" ضَرَبَ تو یہ جملہ اسمیہ بن جائے گا۔

اور فعل کے بعد اسم ظاہر یعنی اس فاعل کا نام بھی ذکر کر سکتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ" تو یہ جملہ فعلیہ بن جائے گا کیونکہ اسمِ ظاہر بھی ضمیر غائب کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جہاں ضمیر غائب استعمال کر سکتے ہیں تو وہاں اسمِ ظاہر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن ضَرَبْتَ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ مارنے والا آپ کے سامنے موجود نہیں ہے لیکن جب طلباء زید کو پکڑ کر لے آئیں تو اب حضرت استاذ صاحب زید" ضَرَبَ یا ضَرَبَ زید" یعنی غائب کا صیغہ استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ ضَرَبْتَ یعنی مخاطب کا صیغہ استعمال کریں گے اور یوں پوچھیں گے۔

أضَرَبْتَ عمرواً کیا تو نے عمرو کی پٹائی کی؟

فائدہ ثانیہ :۔ فعلوں کی گردانوں کے اندر غائب کے چھ صیغوں میں مثلاً ضَرَبَ میں هُوَ

ضَرَبَا میں الف ضَرَبُوا میں واؤ ضَرَبَتْ میں هِیَ

ضَرَبَتَا میں الف ضَرَبْنَ میں نون ضمیر ہمیشہ ما قبل کی طرف راجع ہو گی۔

یعنی جن افراد نے مثلاً مارنے والا کام کیا ہے ان کا ما قبل صراحتاً یا اشارتاً یا دلالتاً ذکر ضرور ہو گا اور یہ ضمیر انہی ما قبل مذکورہ افراد کی طرف راجع ہو گی۔

مثال الرّجال ضربُوا اور اسی طرح فعل مضارع، نفی جحد بلم، موکد بلن ناصبہ، امر اور نہی کی گردانوں میں غائب کے چھ صیغوں میں سے جو بھی ضمیر ہے وہ ہمیشہ ما قبل کی طرف راجع ہو گی۔

مثال : یَضرِبُ یَخلُقُ میں هو یَضرِبانِ میں الف

یَضرِبُون میں واوَ یَضرِبْنَ میں نون

یہ سب ضمیریں ما قبل کی طرف راجع ہوں گی۔

مثال : اللّٰه یَخلُقُ ما یَشاءُ اب یخلق کی ھو ضمیر ما قبل لفظِ اللہ کی طرف راجع ہے۔

باقی متکلم اور مخاطب کے صیغوں کی ضمیر ما قبل کی طرف راجع نہیں ہوتی کیونکہ ان میں ضمیر جس کام کرنے والی ذات پر دلالت کرتی ہے وہ سامنے موجود ہوتی ہے۔ اور ضمیر تب راجع کی جاتی ہے جب وہ کام کرنے والی ذات سامنے موجود نہ ہو۔

نکتہ :۔ مثلاً ضَرَبَا کا معنیٰ ہے ان دو مردوں نے مارا اب اس ضَرَبَا میں "مارا" یہ صرف ضَرَبَ فعل کا معنیٰ ہے اور "ان دو مردوں نے" یہ الف ضمیر کا معنیٰ ہے۔ اسی طرح ضَرَبْتَ "مارا" یہ ضَرَبَ فعل کا معنیٰ ہے "تو ایک مرد نے" یہ تَ ضمیر کا معنیٰ ہے۔ باقی صیغوں کے اندر بھی فعل اور ضمیروں کے جدا جدا معنیٰ کی پہچان کر لی جائے اور پہچان کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنے بھی کام ہیں مثلاً کھانا، پینا، پڑھنا، جانا یہ سب فعل کے معنیٰ ہیں اور ذات خواہ مرد ہو یا عورت، غائب ہو یا مخاطب یا متکلم یہ سب ضمیر کے معنیٰ ہیں۔

فائدہ ثالثہ :۔ فعلوں کی گردانوں میں معلوم کے صیغوں میں جو ضمیر فاعل بن رہی تھی۔اگر یہی صیغے مجہول کے ہوں تو پھر یہی ضمیر مفعول مالم یُسمّ فاعلہٗ یعنی نائب فاعل بن جائے گی اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں ضَرَبَ (مارا اُس ایک مرد نے) ضَرَبَا (مارا ان دو مردوں نے) ضَرَبُوْا (مارا ان سب مردوں نے) معلوم کے صیغوں میں یہ ضمیر پٹائی کرنے والی تھی۔ یعنی پٹائی کرنے والے افراد پر دلالت کر رہی تھی۔ تو مجہول کے صیغوں میں یہ ضمیر مار کھانے والی ہو گی یعنی مار کھانے والے افراد پر دلالت کرنے والی ہو گی

جیسے :۔	ضُرِبَ	ضُرِبَا	ضُرِبُوا
	مارا گیا وہ ایک مرد۔	مارے گئے وہ دو مرد۔	مارے گئے وہ سب مرد

نوٹ : فعل مجہول میں بارہ صیغوں کا نائب فاعل پکا ضمیر ہو گا اور دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب) کا نائب فاعل کبھی ظاہر ہو گا اور کبھی ضمیر اگر شروع میں ہو تو ظاھر جیسے خُلِقَ الانسانُ عجولاً اور درمیان میں ہو تو ضمیر ہو گا جیسے من یُحرمُ الرِفقَ یُحرَمُ الخَیرَ (مشکوٰۃ شریف ص۴۳۱) نائب فاعل کی باقی تفصیل کو فاعل کی تفصیل پر قیاس کر لیں۔

فائدہ رابعہ :۔ **اسمائے صفات**

یعنی اسم فاعل۔اسم مفعول۔اسم تفضیل۔صفتِ مشبہ۔صیغہ مبالغہ۔ان کے اندر ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہو گی اور وہ کل چھ ضمیریں ہیں۔ھو ھما ھم ھی ھما ھنّ

اسمِ فاعل :۔ ضارِبٌ میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار

ضارِبان میں ھُما ضمیر تثنیہ مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار

ضارِبُون میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار

ضَارِبَۃٌ'' میں ھِیَ ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضارِبتانِ میں ھما ضمیر تثنیہ مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضاربات'' میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضوارِبُ میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضُرَّب'' میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضُوَیْرِب'' میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضُوَیْرِبۃ'' میں ھِیَ ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضَرَبَۃ'' سے لے کر ضُرُوب'' تک تمام صیغوں میں ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہو گی۔

اسمِ مفعول :۔

مضروب'' میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مضروبان میں ھُما ضمیر تثنیہ مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مضروبُون میں ھم ضمیر جمع مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مضروبۃ'' میں ھی ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مضروبَتان میں ھما ضمیر تثنیہ مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مضروبات'' میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مَضاریبُ میں ھُم اور ھُنَّ ضمیر ہے کیونکہ یہ جمع مکسر کا صیغہ مشترک بین المذکر والمؤنث ہے
مُضَیرِیب'' میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
مُضَیرِیبَۃ'' میں ھی ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار

مصدر اسم ظرف اسمِ آلہ میں ضمیر نہیں ہوتی۔ فعل تعجب میں اختلاف ہے۔ اسی طرح اسمِ تفضیل وغیرہ کی ضمیروں کو اسمِ فاعل وغیرہ کی ضمیروں پر قیاس کر لیں۔

اھم بات: اسمائے صفات سے پہلے کوئی ضمیر مرفوع منفصل کی آجائے تو ان کے اندر وہ ضمیر نہیں ہوگی۔ جو پہلے تھی بلکہ وہ ہوگی جو پہلے ہے۔ جیسے اَنَا عابد میں ھو ضمیر نہیں ہوگی بلکہ اَنَا ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار ہوگی۔

نحنُ اَقربُ میں ھو ضمیر نہیں ہوگی بلکہ نحن ضمیر مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار ہوگی۔

فائدہ خامسہ :۔ فعل مجہول کی تعریف :۔ جس کے فاعل کو حذف کردیا جائے اور مفعول کو اس کی جگہ پر کھڑا کردیا جائے۔ اس کی آسان تعبیر یہ ہے۔ فعل مجہول اس کو کہتے ہیں جس میں کام کرنے والا معلوم نہ ہو جیسے :۔ قُتِلَ زیدٌ'' (زید قتل کیا گیا) اب زید کو قتل کرنے والا معلوم نہیں۔ یا کام کرنے والا معلوم تو ہو لیکن مذکور نہ ہو جیسے :۔ خُلِقَ الانسانُ عجُولاً اب انسان کو پیدا کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) سب کو معلوم ہے لیکن آگے اللہ پاک کا نام مذکور نہیں اس لئے فعل مجہول کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

فائدہ سادسہ :۔ فعل متعدی اور لازمی کے درمیان فرق معلوم کرنے کا آسان طریقہ :۔

فعل لازمی وہ ہے جس کے پائے جانے کے لیے ایک آدمی یا ایک چیز کا ہونا بھی کافی ہے۔

مثال جاء زید'' ذھب زید''

اب آنا جانا ایسے فعل ہیں کہ ان کے پائے جانے کے لئے ایک آدمی کا ہونا بھی کافی ہے۔

فعل متعدی :۔ وہ ہے جس کے پائے جانے کیلئے کم از کم دو آدمیوں کا یا دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

مثال :۔ قتل ضرب وغیرہ

فعل متعدی ہیں کیونکہ ضرب والا فعل تب پایا جائے گا جب ایک مارنے والا اور ایک مار کھانے والا موجود ہو اسی طرح قتل والا فعل دنیا میں تب پایا جائے گا جب ایک قتل کرنے والا اور ایک قتل ہونے والا موجود ہو۔ مثال :۔ قتل زید'' عمروا اسی کو نحوی حضرات یوں بیان کرتے ہیں۔

فعل لازمی وہ ہے جو فاعل پر پورا ہو جائے مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو اور فعل متعدی وہ ہے جو فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ مفعول بہ کی ضرورت ہو۔ کَرُمَ (کریم ہوا وہ ایک آدمی) فعل لازمی ہے۔ اَکْرَمَ (اکرام کیا اُس ایک آدمی نے) یہ فعل متعدی ہے کیونکہ اس کے پائے جانے کیلئے کم از کم دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک اکرام کرنے والا دوسرا وہ جس کا اکرام کیا جائے۔

ایک اور فرق:۔ فعل متعدی کے معنیٰ میں عام طور پر اردو ترجمہ میں لفظ "نے" آئے گا جیسے ضَرَبَ زید عمرواً (زید نے عمرو کو مارا۔) اور فعل لازمی کے ترجمہ میں لفظ "نے" نہیں آئے گا جیسے قامَ زید"۔ زید کھڑا ہوا

فاعل کی معنوی نشانی: جسمیں کام کرنے کی صلاحیت ہو۔ جیسے :اکل الکمثریٰ یحیٰ۔ یحیٰ نے امرود کھایا۔ اب یہاں یحیٰ فاعل ہے نہ کہ کمثری کیونکہ کھانے کی صلاحیت یحیٰ میں ہے نہ کہ امرود میں۔

فائدہ سابعہ:۔ نحو میر' ھدایۃ النحو' کا فیہ اور نحو کی اکثر کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ملے گی۔ کہ فاعل دو قسم پر ہے اسم ظاہر (مظہر)۔ اسم ضمیر (مضمر) یہ بات صرف دو صیغوں (واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب) کے متعلق ہے یعنی ان دو صیغوں کا فاعل اسم ظاہر بھی ہو گا اور اسم ضمیر بھی۔ باقی بارہ صیغوں کا فاعل تو ہمیشہ ضمیر ہو گا۔

فائدہ ثامنہ:۔ جملہ فعلیہ کی اقسام:۔

نمبر ا۔ مصدّرہ (شروع کیا ہوا) بافعال المطلقہ: (افعال مطلقہ سے مراد وہ افعال ہیں جو افعال قلوب اور افعال ناقصہ وغیرہ کے علاوہ ہیں)۔

(۱) فعل معلوم کی مثال:۔ خَلَقَ اللّٰہ (۲) فعل مجہول کی مثال:۔ خُلِقَ الانسانُ ضَعِیفاً

نمبر ۲۔ مصدّرہ بِافعال القلوب:۔ مثال: ولا تَحسَبَنّ اللّٰہَ غافِلاً عمّا یَعمَلُ الظّٰلِمُوْن۔ (پ ۱۳)

نمبر ۳۔ مصدّرہ بافعال الناقصہ:۔ مثال: وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیماً حَکِیْماً۔

نمبر ۴۔ مصدّرہ بافعال المقاربہ:۔ مثال: عسیٰ رَبُّنَا اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْراً مِّنْھَا۔

نمبر ۵۔ مصدّرہ با فعال المدح و الذم:۔ مثال: فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْر۔

نمبر ۶۔ مصدّرہ با فعال التعجب:۔ مثال: اَسْمِعْ بِھِمْ و اَبْصِرْ۔ (ای ایَّ شئی اسمعَھُمْ و ابصرَھُمْ)

جملہ اسمیہ کی علامات وحل کرنے کا طریقہ

جملہ اسمیہ کی تعریف:۔ جس کا پہلا جز اسم ہو دوسرا جز خواہ اسم ہو یا فعل۔

مثال اللّٰہ سمیعٌ علیمٌ۔ مُحَمّدٌ رّسُولُ اللّٰہ۔ اللّٰہ یَبسُطُ الرزق لمَن یّشاء

علامات

نمبر۱ ضمیر مرفوع منفصل جہاں بھی آ جائے وہ ہمیشہ مبتدا بنے گی اور اس کے بعد جو لفظ ہوگا وہ خبر بنے گا۔ بشرطیکہ وہ ضمیر مرفوع منفصل ضمیر مرفوع متصل کی تاکید کیلئے نہ ہو اور فصل کے لیے نہ ہو جیسا کہ: ضَرَبْتَ انتَ نَفسُكَ ضَرَبْتُ انا و زیدٌ. اورخبر کے معنیٰ میں ''ہے'' ۔''ہیں'' اور ''ہوں'' کے الفاظ آتے ہیں۔

مثالیں هُو الاَوّلُ والاٰخرُ و الظاهرُ والباطنُ

هواللّٰه الخالقُ البارئُ المصوّرُ له الاسماءُ الحُسنٰى

هی اسمٌ و فعلٌ و حرفٌ. هومعربٌ و مبنیٌّ

نمبر۲ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم آ جائے تو شروع والا اسم مبتدا ہوگا اور دوسرا اسم خبر ہوگا۔ کلام کے شروع میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں سے کوئی نئی بات شروع ہو۔

مثالیں اللّٰه سمیعٌ علیمٌ۔ الدنیا سجنُ الموٴمنِ و جنّتُ الکافر۔ القرآن حجةٌ لّكَ او علیك

نمبر۳ کلام کے شروع میں مضاف ومضاف الیہ آ جائیں اور ان کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم آ جائے تو یہ آپس میں مبتدا خبر بنیں گے۔

مثال خیارا لشرطِ جائزٌ فی البیع۔ صدقة الفطر واجبةٌ علی الحرّ المسلمِ

نمبر ۴ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد کوئی فعل آجائے وہ ہمیشہ مبتدا خبر بنیں گے۔

مثالیں اَلْبَیْعُ یَنعقدُ بالایجابِ والقبولِ ۔ النّکاحُ یَنعقِدُ بالایجابِ و القبولِ

نمبر ۵ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد جار مجرور آجائیں تو یہ ہمیشہ مبتدا خبر بنیں گے۔ بشرطیکہ اس جار مجرور کے بعد کوئی اور لفظ خبر بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

مثالیں الشرکۃ علی ضربینِ (ای قسمین) (قدوری کتاب الشرکۃ)

الطّلاقُ علی ثلثۃٍ اَوجُہٍ (قدوری کتاب الطلاق)

الصُّلحُ علی ثلثۃِ اَضْرُبٍ (قدوری کتاب الصلح)

فائدہ :۔ اس نشانی سے معلوم ہوا کہ شرح مأۃ عامل میں وہ حروف جارہ جن کے بعد ان کے معنے جار مجرور کی شکل میں ذکر ہیں تو وہ حروف جارہ مبتدا ہیں اور ان کے معانی خبر ہیں جیسے :

الباءُ للالصاقِ ۔ منْ لابتداءِ الغایۃ ۔ اِلی لِانتہاءِ الغایۃ ۔ الواؤ للقسم ۔

فائدہ :۔ جار مجرور خبر کے مقام میں ہوں تو ظرف مستقر خبر ہونگے اور ان کا متعلق محذوف نکالیں گے اور ان کا متعلق اسم بھی نکال سکتے ہیں اور فعل بھی اور متعلق تذکیر و تانیث ۔ افراد ۔ تثنیہ جمع میں مبتدا کے مطابق ہوگا۔ یعنی اگر مبتدا مذکر یا مؤنث ہے۔ تو خبر کا متعلق بھی مذکر یا مؤنث ہو گا۔ لیکن متعلق کا اعراب خبر کے مطابق ہوگا۔ لہٰذا وہ خبریں جو مرفوع ہوتی ہیں۔ مثلاً مبتدا کی خبر۔ حروف مشبہ بالفعل کی خبر۔ لائے نفی جنس کی خبر۔ تو انکا متعلق بھی مرفوع ہوگا اور وہ خبریں جو منصوب ہیں مثلاً افعال ناقصہ اور ما و لا مشبہتان بلیس کی خبر۔ تو انکا متعلق بھی منصوب ہوگا۔

مثال زیدٌ فی الدارِ ای ثَبَتَ اَو ثابتٌ فی الدار

سوال آپ نے دو متعلق کیوں نکالے ہیں؟

جواب اس لئے کہ جب ظرف مستقر خبر کے مقام میں واقع ہو تو اسکے متعلق میں اختلاف ہے اور دو مذہب ہیں۔ بصریوں اور کوفیوں کا۔ بصری کہتے ہیں ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے اور کوفی

کہتے ہیں ہم اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔ لھٰذا ہم نے دونوں مذہبوں کی رعایت کرتے ہوئے دو متعلق نکالے ہیں۔

سوال مذکر کیوں نکالے ہیں؟

جواب اس لئے کہ مبتدا مذکر ہے۔

سوال آپ نے متعلق (ثابتٌ) پر رفع کیوں پڑھا ہے؟

جواب اس لئے کہ مبتدا کی خبر مرفوع ہوتی ہے تو اس کا متعلق بھی مرفوع ہوگا۔ اسی پر فاطمة فی الدار کی مثال کو قیاس کرلو لیکن یہاں پر متعلق مؤنث نکالیں گے کیونکہ مبتدا مؤنث ہے اصل عبارت یوں ہوگی۔ فاطمة فی الدار ای ثبتت فی الدار أو ثابتةٌ" فی الدار

فائدہ وہ حروف جارہ جو مبتدا بن رہے ہیں اور ان کے بعد انکے معنے جو جار مجرور کی شکل میں ظرف مستقر خبر کے مقام میں ہیں۔ مثلاً الباء للالصاق تو ان کا متعلق مؤنث نکالیں گے کیوں کہ حروف سب کے سب مؤنث سماعی ہیں اور اصل عبارت یوں ہوگی۔

الباء للالصاق ای ثَبَتَتْ أوْ ثابتةٌ" لِلاِلصاق۔

فائدہ خطبوں کے مقام میں جہاں بھی الحمدُ کے لفظ کے بعد جار مجرور کا وقوع ہوا ہے یہ سب آپس میں مبتدا خبر ہیں۔ مثال: الحمدُ للّٰہ رب العلمین۔ الحمد لولیه۔

نمبر ٦ اسم اشارہ کے بعد بغیر الف کے کوئی اسم آجائے تو اسم اشارہ مبتدا ہوگا اور بعد میں بغیر الف لام کے جو اسم ہے وہ خبر ہوگا۔ بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

مثالیں هٰذَا ذِکْرٌ مُبٰرکٌ" أنزَلْنٰهُ۔ هذا کتبٌ" أنزلْنٰه۔ فهذه فوائدُ وافیه (شرح جامی)۔

نمبر ٧ کلام کے شروع میں جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوگا اور بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہوگا۔

مثال لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الأرْضِ (پ٣)

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ" صَدَقُوْا (پ٢١) فی القرآنِ اربعةَ عَشَرَ سَجْدَةً

نمبر ٨ کتابوں میں جتنے بھی عنوانات ہیں وہ عام طور پر خبر ہیں مبتدا محذوف کیلئے یا خود مبتدا ہیں اور انکی خبر محذوف ہے۔

مثالیں: کتاب الصلوٰة۔ ای هذا کتابُ الصلوٰة او کتاب الصلوٰة هذا۔ کتاب الطهارة۔ کتاب الحج۔ باب الاذان۔ وغیرهم کی مثالوں کو اسی مثال پر قیاس کرلیں۔

نمبر۹ نام کے بعد کوئی اسم بغیر الف لام کے آ جائے خواہ وہ اسم معرفہ ہو یا نکرہ ہو تو یہ مبتدا خبر بنیں گے۔

مثالیں واللّٰه عليمٌ بذاتِ الصّدور۔ محمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ ابراهيم خليل اللّٰه۔ اسمٰعيل ذبيحُ اللّٰه۔موسیٰ كليم اللّٰه۔عيسیٰ روح اللّٰه ۔آدم صفیّ اللّٰه

نمبر۱۰ پہلے ایک چیز کی تقسیم ہو یا کسی چیز کی تعداد بیان ہو پھر اس کے بعد اس شے کی تفصیل ہو تو تفصیل میں ہر شے خبر ہو گی مبتدا محذوف کیلئے۔

مثالیں:۔الاسمُ علیٰ نوعينِ معربٌ و مبنیّ (ای احدهما مُعْرَبٌ' وثانيهما مبنیٌّ)

المياه التی يجوز التطهيربها سبعةٌ مياهٍ ماءُ السماءِ وماءُ البحر وماءٌ ذاب من الثلجِ (ایْ احدها ماءُ السماء و ثانيها ماء البحر۔ الخ)

نمبر۱۱ جزا کے مقام میں فاء جزائیہ کے بعد جار مجرور آ جائیں تو خبر مقدم ہونگے بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہو گا۔

مثال من جاء بالحسنةِ فله عشرُ اَمْثالها۔ من صلّٰی قائماً فهو افضل ومن صلّٰی قاعداً فلهٗ نصف اجر القائم ومن صلّٰی قائماً فله نصف اجر القاعِدِ۔(تحفۃ الاخیار)

نمبر۱۲ انّ و اَنَّ وغیرہ کے بعد متصل کوئی جار مجرور آ جائے تو وہ خبر مقدم ہو گا اور مابعد والا لفظ اسمِ مؤخر ہو گا۔

مثال انّ فی ذالكَ لعبرةً لأُولی الابصارِ۔ اِنّ من البيانِ لسِحراً انّ من الشعر لحكمةً ۔اِنّ اِلينا اِيابهم ثمّ انَّ علينا حسابهم

نمبر۱۳ معرّفات جتنے بھی ہیں وہ مبتدا ہوتے ہیں۔اور تعریف مکمل خبر ہوتی ہے۔

مثال الكلمةُ لفظٌ وضع لمعنیً مفرد۔ الكلامُ ما تضمّن كَلِمَتَيْنِ بالاسنادِ

نمبر۱۴ انّما کے بعد کوئی اسم آ جائے وہ ہمیشہ مبتدا ہو گا اس کے بعد جو لفظ ہو گا وہ اس کی خبر ہو گا۔

اِنّما الهكم اله واحد۔ اِنّما المؤمنون اخوة۔ اِنّما انا بشرمثلكم

نمبر۱۵ اَمّا کے بعد کوئی اسم آ جائے تو وہ مبتدا ہو گا قائمقام شرط کے اور فا کے بعد والا اسم خبر ہو گا قائمقام جزا کے۔ بشرطیکہ امّا کے بعد والا اسم ظرف یعنی بعدُ وغیرہ کا لفظ نہ ہو

اَمّا المقدّمَةُ فَفِی المبادی الّتی يجبُ تقديمها (ھدایۃ النحو)

نمبر ۱۶ جہاں پر مبہم جار مجرورہ کالفظ بول کر مراد لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنی اور اس کے بعد اس کی تفسیر کی جائے تووہ جار مجرور مبتدا ہوگا۔ اس کی جو تفسیر ہے وہ خبر ہوگی۔

مثال فی سبیل اللّٰہ منقطِع الغزاۃِ ۲۔ فی الرّقابِ ان یُعَان المکاتبوُن

نمبر ۱۷ لَیْسَ یعنی افعال ناقصہ کے بعد جار مجرور آجائے تووہ خبر مقدم ہوگا۔ اس کے بعد والا اسم اسم مؤخر ہوگا بشرطیکہ ضمیر اس کا اسم نہ ہو۔

مثال لَیسَ فی المَذٰی وَالوَدْی غُسْل (قدوری کتاب الطہارۃ)

نمبر ۱۸ نَحْو کالفظ ما قبل مبتدا محذوف کے لیے خبر اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اس کا مبتدا مثالہا یا مثالہ محذوف نکالتے ہیں۔

مثال نَحو قولہ تعالیٰ اِنّکُم ظلمتم انفسکم باتّخاذکم العجل ۔نَحو کَتَبتُ بِالقَلمِ

نمبر ۱۹ مبتدا کے بعد فعل آجائے تووہ فعل اس کی خبر بنے گا۔

مثال واللّٰہ خَلَقَ کل دابّۃٍ من ماءٍ

نمبر ۲۰ مبتدا کے بعد اَنْ آجائے تووہ اَنْ مَع الفعل بتاویل مصدر خبر بنے گا مبتدا کے لئے۔

مثال افضلُ الصّدقۃ ان تشبعَ کبداً جائعاً (زاد طالبین)

نمبر ۲۱ مثال کے شروع میں جو بھی (کاف) کالفظ آتا ہے وہ ثَبَتَ یا ثَابِتٌ کے ساتھ متعلق ہو کر خبر بنتا ہے مبتدا محذوف مثالہا یا مثالہ کے لئے ہے۔

مثال کالخلِّ

نمبر ۲۲ ـــّ یہ استیناف کی نشانی ہے۔ یعنی نئی بات شروع ہونے کی علامت ہے اس علامت کے نیچے کوئی جار مجرور آجائے تووہ خبر مقدم ہوگا۔ بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہوگا۔

مثال وفیّ اللسان الدیۃ و فیّ شعرِ الرّأس الدیۃُ (قدوری کتاب الدیات ص ۲۰۲)

نمبر ۲۳ حرف بول کر اس سے مراد حرف کالفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنی اور اس کے بعد ایسا جار مجرور آجائے جو اس حرف کے اصطلاحی معنی کو بیان کر رہا ہے تو یہ بھی آپس میں مبتداء خبر بنیں گے۔

مثال: فان للاستقبال۔لَنْ لتاکید نفی المستقبل۔ اِنْ للشرط و الجزاء

فائدہ :۔ مذکورہ مثالوں میں ان حروف کا معنی مراد نہیں بلکہ لفظ مراد ہے مثلاً "اِنْ" کا معنی ہے "اگر" تو یہاں یہ مراد نہیں بلکہ لفظ "اِنْ" مراد ہے اور فعل اور حرف بول کر جب اس سے مراد فعل اور حرف کا لفظ لیا جائے تو وہ اسم بن جاتا ہے بلکہ فعل اور حرف کا لفظ اپنے مسمّٰی کے لیے علم بن جاتا ہے۔ لہٰذا فعل اور حرف کے لفظ کا مبتداء اور فاعل وغیرہ بننا صحیح ہو جائے گا۔

نمبر ۲۵ جب فعل بول کر اس سے مراد فعل کا لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنی اور اس کے بعد کوئی ایسا لفظ آجائے جو فعل کے صیغے کی پہچان کروا رہا ہے تو وہ بھی آپس میں مبتدا خبر بن جائیں گے۔

مثال . ضَرَبَ صیغۃُ ماضٍ ' یضربُ صیغۃُ مضارعٍ .

جملہ اسمیہ کا اجراء

اُستاذ : جملہ اسمیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد : اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُرآنَ . انّما المؤمنون اخوۃٌ . انّ من البیانِ لسحرا .

اُستاذ : پہلی مثال میں اَلرَّحمٰنُ ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے ؟

شاگرد : مبتدا۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مبتدا ہے ؟

شاگرد : جملہ اسمیہ کی علامت نمبر ۴ سے معلوم ہوا اور وہ یہ ہے کہ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد کوئی فعل ہو تو ہو آپس میں مبتدا خبر بنتے ہیں باقی علّمَ القُرآنَ کی ترکیب جملہ فعلیہ کے حل سے معلوم ہو گئی۔ وہ یوں عَلَّمَ دو میں سے ہے اور درمیان میں سے ہے کیونکہ مبتدا کی خبر بن رہا ہے تو اسکا فاعل ھو ضمیر ہے اور القُرآن مفعول بہ ہے کیونکہ باقی چار مفعولوں کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی۔

اُستاذ : جب مبتدا خبر کی پہچان ہو گئی تو اب پوری ترکیب کریں۔

شاگرد : الرَّحمٰنُ مبتدا۔ عَلَّمَ فعل ۔ ھُوَ ضمیر فاعل۔ القُرآن مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کے لیے پھر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ : اِنّما المؤمِنونَ اخوة''. اس میں المؤمنون ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے؟
شاگرد : مبتدا۔
اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟
شاگرد : علامت نمبر ۱۴ سے معلوم ہوا اور وہ علامت یہ ہے کہ انما کے بعد کوئی بھی اسم آجائے تو وہ ہمیشہ مبتدا ہو گا اس کے بعد جو لفظ ہو وہ خبر ہو گا۔
اُستاذ : مختصر ترکیب کریں۔
شاگرد : اِنّما کلمہ حصر۔ المؤمنونَ مبتدا۔ اخوۃ'' خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
اُستاذ : ترجمہ کریں۔
شاگرد : بے شک سب مومن (آپس میں) بھائی ہیں۔
اُستاذ : اِنّ من البیان لسحراً۔ مِنِ البیانِ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟
شاگرد : خبر مقدم۔
اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟
شاگرد : علامت نمبر ۱۲ سے۔
اُستاذ : علامت نمبر ۱۲ کیا ہے؟
شاگرد : اِنّ۔ اَنّ اور دیگر حروف مشبہ بالفعل کے بعد کوئی بھی جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم اور بعد والا اسم مؤخر ہو گا۔

فائدہ : جملہ اسمیہ چار قسم پر ہے

۱۔ مصدّرہ بالمبتدا۔ مثال۔ هُوَ الْاَوَّلُ و الاٰخِرُ و الظَّاهِرُ والباطِنُ۔
۲۔ مصدّرہ بالحروف المُشَبَّهَةِ بالفعل۔ مثال: اِنّ اللّٰهَ عَلِيم'' حكيم''۔
۳۔ مصدّرہ بالحرفین ماولا المشبہتان بلَیس۔ مثال :۔ ما هٰذا بشراً۔ لاَ رَجُلٌ اَفضلَ مِنْكَ
۴۔ مصدّرہ بالمنصوب بلا لّتی لِنَفِي الجنس۔ مثال :۔ لاَ رَجُلَ فی الدّار

فائدہ : لائے نفی جنس کی علامات

مصدر۔ اسم فاعل۔ اسم مفعول صفتِ مشبہ وغیرہ پر جو لا داخل ہوتا ہے یہ عام طور پر لائے نفی جنس ہوتا ہے۔

مصدر کی مثال :۔ لاَ رَيْبَ فِيْهِ ۔ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ
اسم فاعل کی مثال :۔ لاَ مُرْسِلَ لَه'۔ لاَ هادِيَ لَه'
اسم مفعول کی مثال : لا مَعْبُوْدَ اِلاّ هُوَ۔ لاَ مَسْجُوْدَ الاَّ هُوَ
صفت مشبہ کی مثال : لا حَكِيْمَ الاّ ذو تَجرِبَة۔ لا حليمَ الاّ ذو عسرة

﴿جملہ شرطیہ کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ﴾

فائدہ نمبر۱ اِن اور لَو یہ دونوں حرف عام طور پر شرط کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اور مَن۔ ما۔ این۔ متیٰ۔ ایّ "۔انّی۔ اذما۔ حیثما۔ مهما۔ اَینَما۔ اِذا وغیرہ یہ اسماء کبھی کبھی شرط کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

فائدہ نمبر۲ حروف شرط ہوں یا اسمائے شرطیہ ہوں یہ ہمیشہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر۳ شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوگی کیونکہ شرط تعلیق کے لئے ہے اور تعلیق زمانہ میں ہوتی ہے اور زمانہ فعل میں ہوتا ہے اس لئے شرط ہمیشہ فعل ہوگی لیکن جزاء کبھی جملہ اسمیہ ہوگی۔ اور کبھی جملہ فعلیہ۔ آگے عام ہے خواہ وہ جزاء مذکور ہو یا محذوف ہو۔

فائدہ مھمّہ : شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا تین قسم پر ہے۔ واجب۔ جائز۔ ممتنع

واجب :۔ دس مقامات میں شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا واجب (ضروری) ہے۔

نمبر۱ شرط کی جزاء جملہ اسمیہ ہو۔

مثال فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهٗ فأُولئكَ هُمُ المُفْلِحُون (پ۸) وَمَنْ تَشَبَّه بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤ)
ومَنِ اشْتَرٰی شیئاً لَمْ یَرَهٗ فالبَیْعُ جائزٌ" (هدیه ثالث ص ۲۵)

نمبر۲ امر ہو۔

مثال فاذا قرأت اِلقرآنَ فَاستعذ بِاللّٰه من الشَيطٰنِ الرّجيم
اِذا قُمْتُمْ الی الصلوٰة فَاغْسِلُوْا وُجُوهَكُمْ (الاية)
اذا اكل اَحَدُكُمْ فَلْيأكُلْ بيمينه وَاذا شَرِبَ فَلْيَشْرِب بِيَمِيْنِهٖ

نمبر ۳ نہی ہو۔

مثال وَاِن علمتمُوھُنَّ مؤمنٰتٍ۔ فلاتَرجِعُوھُنَّ اِلی الکُفاّرِ (پ۲۸)
وَمَن کانَ یُومِنُ باللّٰه والیَوْمِ الاٰ خِرِ فلا یؤذِجَارَہ'

نمبر ۴ دعاء ہو۔

اِنْ اَکرَمْتنِی فجَزَاكَ اللّٰهُ خَیْراً اِنْ اشربتنِی فجَزَاكَ اللّٰهُ خیْراً
اِن اَطعَمْتَنِی فجَزَاكَ اللّٰهُ خَیْراً اِن عَلّمتنِی فجَزَاكَ اللّٰهُ خیْراً

نمبر ۵ : ماضی کے شروع میں قد ہو آگے عام ہے خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو۔

مثال قد مذکور کی وَاِنْ یُکذِبُوكَ فَقَدْ کُذِبَتْ رُسل'' مِّنْ قبلِكَ (پ۲۲)
مَنْ اطاعنِی فَقَدْ اطاعَ اللّٰهَ۔ وَمَنْ عَصَانی فقد عصی اللّٰهَ

مثال قد محذوف کی :اِنْ کَان قَمِیصُه' قُدَمِنْ دُبرٍ فَکَذَبَتْ وھُو مِن الصّٰدِقِیْنَ ای فَقدکَذبت

نمبر ۶ شرط کی جزاء ماضی کا وہ صیغہ ہو جس کے شروع میں حرف نفی ہو۔

مثال فَاِنْ لمْ تَفعَل فما بلّغتَ رِسٰلَتَه' (پ۶)

نمبر ۷ مضارع کے شروع میں سین ہو۔

مثال وَاِنْ تعاسرتُمْ فَسَتُرضِعُ له اُخرٰی

نمبر ۸ مضارع کے شروع میں سوف ہو۔

مثال فَاِنْ استَقرّمکانه' فسوفَ تَرٰنِی۔ (پ۹)

نمبر ۹ مؤکد بالن ناصبہ کا صیغہ ہو۔

مثال وَمَنْ یَّبتَغِ غیْرَ الاسلام دیناً فَلَنْ یُّقبل منه وھوفی الاٰ خِرۃِ من الخٰسرین۔

نمبر ۱۰ فعل جامد ہو یعنی فعل غیر متصرف (جسکی بالکل گردان نہ آتی ہو یا صرف ماضی آتی ہو) جیسے نعم ۔ بئس ۔ لیس وغیرہ

مثال اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقاتِ فَنِعِمّا ھی (پ۳)
من حَمَلَ علَینا السّلاحَ فَلَیس مِنّا (بخاری)

فائدہ جملہ اسمیہ میں فاء کی جگہ پر کبھی اذا بھی آجاتا ہے

مثال واذا دُعُوْا اِلی اللّٰه و رسوله لِیَحکُمَ بَیْنَهُمْ اِذا فَرِیق' منهم مُعْرِضُون (پ۱۸)

جائز :۔ دو مقام میں شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا جائز ہے یعنی فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔

۱۔ مضارع مثبت ہو۔ ۲۔ مضارع منفی ہو۔

عقلی صورتیں کل چار بن گئیں

۱۔ جزاء مضارع مثبت ہو اور اس پر فاء داخل ہو۔

مثال: ومن كفر فأُمتِّعُه' قليلاً۔ ومن عاد فَيَنتَقِمُ اللّٰهُ منه

۲۔ جزاء مضارع مثبت ہو لیکن اس پر فاء داخل نہ ہو۔

مثال: إنْ تَنصُرُوا اللّٰه يَنصُرْكُمْ (پ۲۶) وَمَنْ يُّطعِ اللّٰه وَرسُوله' يُدخِلْه' جنّتٍ تجري من تحتها الانهٰر (پ۴)

۳۔ جزا مضارع منفی کا صیغہ ہو اور اس پر فاء داخل ہو۔

مثال: وَمَنْ جاء بالسيّئَةِ فَلاَ يُجْزٰى اِلاّ مِثلَها (پ۸)

۴۔ جزا مضارع منفی کا صیغہ ہو اور اس پر فاء داخل نہ ہو۔

مثال: وَاِن تدعُوْ هُم اِلَى الهُدىٰ لا يتّبعُو كُمْ (پ۹)

وَاِنْ تدعُ مثقَلَةٌ اِلى حِمْلِهَا لا يُحمَلْ مِنه' شئيٌ

ممتنع :۔ دو مقام میں شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا منع ہے۔

۱۔ ماضی مثبت بغیر قد کے ہو یعنی قد نہ ملفوظ ہو اور نہ مقدر

مثال: اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحسنتم لا نفسكم (پ۱۵)

مَنْ صلّى عليَّ واحدةً صلّى اللّٰه عليه عشراً

مَنْ بَنىٰ لِلّٰهِ مسجدًا بَنَى اللّٰهُ له' بيتاً في الجَنَّةِ

۲۔ نفی جحد بلم کا صیغہ ہو۔

مثال: مَنْ لَمْ يَشكُرِالنَّاسَ لَم يَشكُرِ اللّٰهَ

من قتَلَ مِعاهدًا لَم يَرَحْ رائحة الجَنّةِ

اھم نکتہ :۔ اسی لئے بندہ کی بات یاد رکھنا کہ عام استعمال میں جزاء اگر ماضی کا صیغہ ہو یا نفی جحد بلم کا صیغہ ہو تو وہ ہوگی جس کے شروع میں واوٌ ۔ فاء۔ ثم وغیرہ نہ ہو یعنی حروفِ عاطفہ میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ لہٰذا اگر شرط کے بعد ماضی یا نفی جحد بلم کے صیغہ کے شروع میں واوٌ فاء ثم وغیرہ ہوں تو سمجھ لو کہ یہ صیغہ جزاء نہیں ہے بلکہ جزاء آگے آرہی ہے اور یہ واوٌ فاء ثم وغیرہ حروفِ عاطفہ میں سے ہیں اور ان کے بعد والے فعل کا عطف ہوگا ما قبل فعل شرط پر۔ اس قسم کی مثالیں ھدایہ وقدوری اور دیگر عربی کتب میں کثرت سے موجود ہیں لہٰذا ان میں سے دو مثالیں نمونہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

مثال وانَ تلا ھا (ای آیۃ السجدۃ) فسَجَدَ ثم دَخَلَ فیِ الصلوٰۃ فتلا ھا سجدلھا (ھدایہ ص ۱۲۴)

اب اس جملہ میں جزاء ''سَجَدَ لھا'' ہے کیونکہ اس کے شروع میں فاء' واوٌ' ثم وغیرہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ما قبل والے فعل یعنی فسَجَدَ ثمّ دخل فی الصلوٰۃ۔ فتلا ھا یہ شرط کے لیے جزاء نہیں بن سکتے کیونکہ جزاء اگر ماضی کا صیغہ ہو تو وہ ہوگی جس کے شروع میں واوٌ' فاء' ثم وغیرہ نہ ہو اور یہاں تو ایک ماضی (دخل) پر ثم داخل ہے اور باقی دو ماضی کے صیغوں (فسَجَدَ ' فتلا ھا) پر فاء داخل ہے لہٰذا یہ فاء اور ثم عاطفہ ہونگے اور ان کے بعد والے فعل کا عطف ہوگا ما قبل فعل شرط ''تلا ھا'' (جو ان کا مدخول ہے) پر۔

مثال۲ ومن تلا سجدۃ فلَمْ یسجُدْھا. حتّٰی دَخَلَ فی صلوۃ فاعَادھا و سَجَدَ اَجزأتہ' السَّجْدَۃُ عن التّلاوَتَین (ھدایہ اول ص ۱۲۴)

اب اس مثال میں جزاء ''فلَمْ یسجُدھا'' نہیں ہے۔ کیونکہ جزاء اگر نفی جحد بلم کا صیغہ ہو تو وہ ہوگی جس کے شروع میں واوٌ فاء وغیرہ نہ ہو۔ اور یہاں تو نفی جحد بلم کے صیغہ پر فاء داخل ہے تو معلوم ہوا کہ یہ فاء جزائیہ نہیں ہے بلکہ فاء عاطفہ ہے اور اس کے بعد والے فعل (لم یسجدھا) کا عطف ما قبل فعل شرط (تلاَ سَجْدَۃً) پر ہے اور اس کی جزاء اجزَأتہٗ السَّجدۃُ عن التلاوتین ہے کیونکہ ما قبل ہم نے عرض کیا تھا کہ اگر جزاء ماضی کا صیغہ ہو تو وہ ہوگی کہ جسکے شروع میں واوٌ' فاء' ثم وغیرہ حروف عاطفہ میں سے کوئی بھی نہ ہو اور چونکہ اس (اجزأتہ') کے شروع میں بھی واوٌ' فاء' ثم وغیرہ حروف عاطفہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو لہٰذا یہی جزاء ہوگی۔

﴿جملہ شرطیہ کی آسان تعریف﴾

وہ ہے جسمیں کسی کام کو لٹکا (معلّق) دیا جائے۔ آگے لٹکانے کی دو صورتیں ہیں۔

نمبر 1 عام طور پر جزاء والے فعل کو لٹکا دیا جاتا ہے شرط والے فعل کے ساتھ

اِنْ دَخَلْتِ الدّار فانت طالق (اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے۔) لہذا جزاء والے فعل (وقوع طلاق) کو لٹکا دیا گیا ہے شرط والے فعل کے ساتھ یعنی دخول دار کے ساتھ

نمبر ۲ اور کبھی شرط والے کام کو لٹکا دیا جاتا ہے جزاء والے فعل کے ساتھ

قُل اِن کُنتم تُحبّون اللّٰه فَاتّبِعونِي۔ آپ ﷺ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر میری اتباع کرو۔ اب اللہ پاک جل جلالہ نے شرط والے کام (اپنے ساتھ محبت) کو لٹکا دیا ہے۔ جزاء والے فعل (اتباع النبی ﷺ) کے ساتھ۔

فائدہ: بعض فقہی مثالوں میں شرط کی مثال مستفتِي کی طرح ہے یعنی شرط میں مسئلہ کا ذکر ہوگا اور جزاء کی مثال مفتی کی طرح ہے یعنی جزاء میں اس مسئلہ کا حل ذکر ہوگا۔

مثال اذا عجز المریضُ عَنِ الْقِیَامِ صلّٰی قاعِدایَرکع و یسجدُ۔

اب یہاں شرط (اذا عجز المریض عن القیام) میں مسئلہ اور حادثہ کا ذکر ہے کہ مثلاً ایک طالبعلم بیمار ہو جائے اور کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو وہ کیا کرے تو جزاء (صلّٰی قاعداً یَرکعُ و یسجد) کے اندر مسئلہ کا حل ذکر ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا گویا کہ شرط کی مثال مستفتِي کی طرح ہوگی۔ اور جزاء کی مثال مفتی کی طرح ہوگی۔

اِن کی اقسام مشہورہ

اِن پانچ قسم پر ہے۔

نمبر۱۔ اِن شرطیہ۔

مثال۔ اِن تَنصروا اللّٰہ ینصرکم

تنبیہ :۔ کبھی ان شرطیہ لائے نافیہ کیساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور اِلاَّ استثنائیہ کی شکل میں لکھا ہوا ہوتا ہے اسکو الا استثنائیہ ہرگز نہ سمجھنا بلکہ یہ ان شرطیہ ہے اور نون کا لام میں ادغام ہوا ہے۔

۱۔ اِلاَّ تَنْصُرُوہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ(پ۱۰) ۲۔ اِلاَّ تَنفِرُوا یُعَذِّبْکُمْ(پ۱۰)

۳۔ وَاِلاَّ تَغْفِرْلِی وَتَرْحَمْنِی اَکُن مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ(پ۱۱)

۴۔ وَاِلاَّ تَصرِفُ عَنِّی کَیْدَھُنَّ اَصبُ اِلَیھِنَّ(پ۱۲)

اور کبھی اِن شرطیہ کے بعد ما زائدہ ہوگا اور نون کا میم میں اِدغام ہوگا۔

مثال وَاِمَّا تَرَیِنَّ من البشرِ اَحَدًا فَقُوْلِی (الآیۃ)

نمبر۲ ان نافیہ اسکی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد اکثر الا استثنائیہ ہوگا۔ اور یہ کبھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے

مثال اِنِ الْکَافِرُوْنَ اِلاَّ فِیْ غُرُوْرٍ۔ اِن ھُوَ اِلاَّ ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِین اور کبھی جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے

مثال اِنْ اَرَدْنا اِلاَّ الْحسنٰی۔ اِن یَدْعُون من دونہٖ الا اناثاً۔(پ۱۵)

اور کبھی ان نافیہ کے بعد الاّ استثنائیہ نہیں ہوگا۔

مثال اِنْ عِندکم منْ سُلْطٰنٍ بِھٰذا (پ۱۱)۔قُل اِنْ اَدرِی اَقریبٌ ام بعید مَّا تُوعَدُوْنَ (پ۲۹)

نمبر۳ اِنْ مخففہ من المثقلہ یعنی مشدد (اِنَّ) کو ساکن (اِنْ) کر دیا گیا ہو۔

یہ کبھی جملہ اسمیہ پر داخلہ ہوتا ہے۔ آگے عام ہے خواہ عمل کرے یا نہ کرے۔

مثال عمل کرنے کی۔ وَاِنْ کُلاًّ لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ (فی قراء ۃ واحدۃ)

اور مثال عمل نہ کرنے کی وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔

اور کبھی جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے

مثال وَاِنْ وَجَدْنَا اَكْثَرَ هُمْ لَفَاسِقِيْنَ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ
وَاِن كا دُوْالَيَفتِنُو نَك

فائدہ اِنْ مُخَفَّفَه مِنَ الْمثقّلَه کی نشانی یہ ہے کہ اس کے بعد لام ابتدائیہ تاکید یہ واقع ہوگا اور یہ اکثر افعال ناقصہ، افعال مقاربہ اور افعال قلوب پر داخل ہوتا ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

نمبر۴ ان زائدہ یہ اکثر ما نافیہ کے بعد کبھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور کبھی جملہ فعلیہ پر۔

مثال جملہ اسمیہ کی ما ان زیدٌ قائم'' مثال جملہ فعلیہ کی۔ ما ان اتيتُ بشيٍ انْت تكرَ هه''

ان وصلیہ کی تعریف

جس میں نقیض شرط اولی بالجزاء ہو۔ یعنی جو شرط کلام میں ذکر ہے اس کے ساتھ بھی جزاء کا تعلق ہے اور اس کے لئے بھی یہ جزاء بن سکتی ہے لیکن اس کی نقیض کے ساتھ جزاء کا تعلق زیادہ ہے یعنی بطریقِ اَولیٰ ہے۔ اس کو عام سادہ زبان میں یوں سمجھو کہ حضرت استاذ محترم نے عید کی تعطیلات کے لئے طلباء میں اعلان فرمایا تو ایک مستغرق فی التعلیم طالب علم نے کھڑے ہو کر کہا اقرأ الدرسَ ولو فی یومِ العید ۔ میں تو سبق پڑھوں گا اگر چہ عید ہی کا دن کیوں نہ ہو۔ اب اقرأ الدرسَ یعنی میں سبق پڑھوں گا جزاء ہے اور عید کا دن شرط ہے اور اس کی نقیض عید کے علاوہ باقی دن ہیں اب جزاء (سبق پڑھنا) کا تعلق عید کے دن کے ساتھ بھی ہے کہ میں سبق پڑھوں گا اگر عید کا دن ہو لیکن اس کی نقیض عید کے علاوہ باقی ایام کے ساتھ بطریق اَولیٰ ہے یعنی باقی ایام میں تو میں بطریق اَولی سبق پڑھوں گا۔

نمبر۲ بلّغوا عنّی ولو آیۃ (تم میرا پیغام پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت ہو) اب بلغوا عني یعنی تم میرا پیغام پہنچاؤ یہ جزاء ہے۔ لو آیۃً یعنی ایک آیت یہ شرط ہے اب اس شرط کی نقیض مثلاً دو تین یا چار آیتیں ہیں تو اب جزاء کا تعلق مذکورہ شرط کے ساتھ بھی ہے یعنی تم میرا پیغام پہنچاؤ اگر چہ ایک آیت ہو لیکن اس شرط کی نقیض (یعنی ایک سے زائد آیات) کے ساتھ زیادہ اور بطریق اولی ہے۔ یعنی اگر تین چار آیتیں ہوں تو پھر میرا پیغام بطریق اولی پہنچاؤ۔

فائدہ نمبر ۱ :۔ ان وصلیہ نقیض شرط کے لیے وقوع حکم میں تاکید اور مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے جیسے : اَکْرِم اَخَاکَ وان کان جاھلاً تو اپنے بھائی کا اکرام کر اگرچہ وہ جاہل ہو اور اگر وہ بھائی جاہل نہ ہو بلکہ عالم ہو تو پھر بطریق اولیٰ اکرام کر۔ لہٰذا وہ مثال درست نہیں ہو گی جس میں جزاء والا حکم نقیض شرط کے لیے مبالغہ کے ساتھ اور بطریق اولیٰ ثابت نہ ہو جیسے : اَکْرِم اَخَاکَ وان کان عالماً اب یہ مثال درست نہیں ہے کیونکہ اسمیں جزاء والا حکم (اکرام الاخ) نقیض شرط (ان کانَ جاھلاً) کے لیے بطریق اولیٰ ثابت نہیں یعنی یوں نہیں کہا جاتا کہ تو اپنے بھائی کا اکرام کر اگرچہ وہ عالم ہو اور اگر عالم نہ ہو بلکہ جاہل ہو تو پھر تو بطریق اولیٰ اکرام کر۔

فائدہ نمبر ۲ :۔ ان وصلیہ کی نشانی یہ ہے کہ اس کے نیچے وصلیہ کا لفظ لکھا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بعد اسکی جزاء ذکر نہیں ہوتی بلکہ ماقبل والا جملہ ہی اس کی جزاء محذوف پر دلالت کرتا ہے اس کو آسانی سے یوں سمجھ لیں کہ گویا ماقبل والا جملہ ہی اس کی جزاء ہے۔

فائدہ نمبر ۳ :۔ جہاں ان وصلیہ کے بعد لٰکِنَّ آجائے تو یہ ان وصلیہ شرطیہ بن جاتا ہے اور اس کی جزاء لٰکِنَّ سے پہلے محذوف ہوتی ہے اور وہ ہے لاَ یَضرُّنا اور یہ لٰکِنَّ لانَّ کے معنے میں ہوتا ہے اور یہ دلیل ہوتا ہے جزاء محذوف لاَ یَضرُّنا کے لیے۔

مثال نمبر ۱۔ فَصَحَّ اداءُ ہٗ لانَّ الترتیبَ و ان کان فرضاً بینه (ای الوتر) و بینَ العشاءِ لٰکِنَّ ادّی الوتر بزعم انه صلی العشاء بالوضوءِ (شرح وقایہ ص ۱۸۲ باب قضاء الفوائت)

مثال نمبر ۲۔ فَخَرَجَ بِه مثل تادیباً فی قولك ضربتهٗ تادیباً فانّهٗ وَاِنْ کَانَ مِمَّافَعَلَهٗ فاعل فعل مذکورِ لکنّه لَیسَ مِمّا یشتمِل علیه معنے الفعلِ (شرح جامی بحث مفعول مطلق ص ۹۵)

فائدہ نمبر ۳۔ اُردو ترجمہ کرتے وقت ان وصلیہ کے معنی میں "اگرچہ" کا لفظ آتا ہے۔

فائدہ نمبر ۴۔ فعل شرط کے بعد مضارع کے کئی صیغے آرہے ہوں ان میں سے ایک پر فا دوسرے پر اَو اور تیسرے پر سوفَ داخل ہو تو جزاء کی ابتدا اس مضارع کے صیغہ سے ہو گی جس پر سوف داخل ہو جیسے :۔ وَمَن یُقاتلُ فی سبیل اللّٰه فَیُقتَلْ اَو یَغلِبْ فَسَوْفَ نُؤتیه اجراً عظیماً۔

فائدہ نمبر ۵۔لَو کی جزاء پر عام طور پر لام ابتدائیہ تاکیدیہ داخل ہوتا ہے جیسے :۔لونشاء لجعلنہ حطاماً فظلتم تفکّھون اور کبھی لام ابتدائیہ تاکیدیہ کے بغیر آتی ہے جیسے :۔لونشاء جعلنہ اجا جاً فلو لا تشکرون اور کبھی لو شرطیہ کی جزاء پر لفظ ما داخل ہوتا ہے۔ جیسے فلوشاء ربّکَ ما فعلوہٗ(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مغنی اللبیب ص ۲۹۳ ج ۱ التہذیب فارسی ص ۲۰۹)

﴿جملہ شرطیہ کے اجراء کا طریقہ﴾

اُستاذ : میرے محترم عزیز طلباء قرآن کریم ' احادیث نبویّہ اور دیگر کُتب عربیہ سے جملہ شرطیہ کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : قرآنِ کریم سے :اِنْ تنصرُوا اللّٰہ ینصرْکُمْ ۔ اِن جنحوا للسّلْم فاجنح لھا ۔ واِنْ یُریدوا خیانتك فقد خانو اللّٰہ من قبلُ۔ فاِنْ شہدُوْ فلا تشہَد معھُمْ ۔ فاِذا قرأت القرآن فاستعِذْ باللّٰہ من الشیطٰن الرَّجیم۔

احادیث نبویّہ سے :مَنْ توا ضع لِلّٰہ رفعہُ اللّٰہُ۔ مَنْ تشبّہ بقوم فھو منھم ۔ من بنیٰ لِلّٰہ مسجدا بنی اللّٰہُ لہ' بیتا فی الجنّۃ۔

دیگر کُتب عربیّہ درسیّہ سے :۔ومن رای ھلال رمضان و حدہ صام۔ اِذَا اذّن المؤذّن نون یوم الجمعۃ الأزانَ الاول ترك الناس البیع والشرا۔ ومنْ رای ھلال الفطر وحدہ' لم یفطر(ترمذی)

اُستاذ : فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم۔ یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد : یہ جملہ شرطیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ شرطیہ ہے؟

شاگرد : اس کے شروع میں اسماء شرطیہ میں سے اذا شرطیہ داخل ہے۔

اُستاذ : جملہ شرطیہ کتنے جملوں سے مل کر بنتا ہے؟

شاگرد : جملہ شرطیہ دو جملوں سے مل کر بنتا ہے۔اس کے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزاء کہتے ہیں۔

اُستاذ : یہاں پر کونسا جملہ شرط ہے اور کونسا جملہ جزاء ہے؟

شاگرد : فَاِذَا قرأت القرآن یہ جملہ شرط ہے فَاسْتَعِذْبِاللّٰہ من الشیطٰن الرَّجیم یہ جملہ جزاء ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ فَاسْتَعِذْبِاللّٰہ من الشیطٰن الرَّجیم یہ جملہ جزاء ہے؟

شاگرد : یہ قاعدہ ہے کہ جب شرط کی جزاء امر کا صیغہ ہو تو اس کے اوپر فا کا داخل کرنا ضروری ہے تو یہاں بھی فاستعذ امر کا صیغہ ہے لہٰذا یہ ما قبل جملے کے لیے جزاء بنتا ہے۔

اُستاذ : اس جملے کی مختصر ترکیب کریں۔

شاگرد : فا قرآنیہ اذا اسمِ شرط قرأت فعل۔ تَ ضمیر فاعل' القرآن مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط۔ فا جزائیہ۔ اِستَعِذْ فعل اَنتَ ضمیر فاعل با جار لفظ اللّٰہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے اِستَعِذْ فعل کے ساتھ۔ من جار' الشیطٰن موصوف الرجیم صفت۔ موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر مجرور ہوا جار کے لیے اور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے استعذ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

اُستاذ : اس جملے کا معنیٰ کیا ہے؟

شاگرد : جب آپ قرآن پاک پڑھنے کا ارادہ کریں تو پناہ مانگیں اللہ پاک کی ذات کے ساتھ شیطان مردود سے

اُستاذ : ان تَنْصُرُوا اللّٰہ یَنْصُرْکُمْ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد : جملہ شرطیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ شرطیہ ہے؟

شاگرد : اس لیے کہ اس کے شروع میں ان شرطیہ ہے

اُستاذ : اس کی جزاء کونسی ہے؟

شاگرد : یَنْصُرْکُمْ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کی جزاء یَنْصُرْکُمْ ہے؟

شاگرد : یہ قاعدہ ہے کہ جب شرط کی جزاء فعل مضارع کا صیغہ ہو تو اس کے شروع میں فا کا لانا جائز ہے یعنی لا بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی لا سکتے تو یہاں فا داخل نہیں ہے۔

اِن اورلَو وصلیّہ کااجراء

اُستاذ: میرے محترم عزیز طلباء اِن ' اورلَو ' وصلیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد: نمبرا۔لَنْ تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْأً وَّ لَوْ كَثُرَتْ

نمبر۲۔بَلِّغُوْ عَنِّي وَلَوْآيَةً

نمبر۳۔فَاَنْ لِلاِسْتِقْبَالِ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ

اُستاذ۔ مثال نمبر ۳ کی مختصر ترکیب کریں۔

شاگرد۔ فا تفصیلیہ اَنْ باارادہ لفظ مبتدا۔لِلاِسْتقبال ظرف مستقر متعلق ہے ثَبَتَت فعل یاثابِتة" اسم فاعل مقدر کے ساتھ۔ثَبَتَتْ فعل هِيَ ضمیر فاعل (راجع بسوئے مبتدا) فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتدا کی۔"یا کہ" ثَابِتَة" صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهٖ (سہارا پکڑے ہوئے ہے اپنے مبتدا پر اور اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے) هِيَ ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتدا۔ثابتة" صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کی۔مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ برائے مبالغہ (بر قول ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی) اِنْ وصلیہ شرطیہ دَخَلَتْ فعل هِيَ ضمیر فاعل راجع بسوئے اَنْ۔عَلیٰ جار اَلْمَاضِيْ مجرور تقدیراً جار مجرور مل کر متعلق ہوئے دَخَلَتْ فعل کیساتھ۔دَخَلَتْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہوا اور اسکی جزاء ماقبل جملہ کے قرینے کی وجہ سے محذوف ہے اور وہ یہ ہے۔فَاَنْ لِلاِسْتقبالِ تو اب اصل عبارت یوں ہو گی وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ فَاَنْ لِلاِسْتِقْبَالِ۔تو شرط اپنی جزاء محذوف سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

عندالزمخشری :۔واؤ حالیہ ہے اور مابعد شرطاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ اپنی جزاء محذوف سے مل کر حال ہوئی اس ضمیر سے جو لِلاِسْتِقْبَالِ ظرف کے اندر مستتر ہے (کیونکہ ظرفِ مستقر بھی فعل یا شبہ بالفعل کی طرح عامل ہوتی ہے لہٰذا فعل یا شبہ بالفعل کی طرح اس میں بھی ضمیرِ مستتر ہو سکتی ہے جیسے :۔زَیدٌ" فِي الدَّارِ قائماً ایک ترکیب کے مطابق قائِماً

کو نصب "فی الدَّارِ" نے دیا ہے۔ "فی الدَّارِ" کے اندر ھُوَ ضمیر ذوالحال اور قائماً حال ہے) یا کہ حال ہے اس ھِیَ ضمیر سے جو ظرفِ مستقر کے متعلّق (ثَبَتَتْ یا ثَابِتَةٌ) کے اندر مستتر ہے۔ ھِیَ ضمیر ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوئی ظرف (لِلاِستقبال) کیلئے یا ثَبَتَتْ فعل یا ثَابِتَةٌ" اسم فاعل کے لیے پھر ظرف اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی اسی طرح ثَبَتَتْ فعل یا ثَابِتَةٌ" اسم فاعل اپنے متعلّق سے مل کر خبر ہوئے مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عند الجزری :۔ واوٗ عاطفہ ہے۔ اِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ۔ جملہ شرطیہ معطوف اور ما قبل نقیض شرط مقدر (اِنْ لَّمْ تَدْخُل عَلَی الْمَاضِیِ) معطوف علیه . تو اصل عبارت یہ ہوگی اِنْ لَّمْ تَدْخُل عَلَی الْمَاضِیِ فَاَنْ لِلاِسْتقبالِ (معطوف علیہ) وَ اِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ فَاَنْ لِلاِسْتقبَالِ (معطوف) معطوف "علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

عند الرضي :۔ واوٗ اعتراضیہ ہے فَاَنْ لِلاِستقبالِ جزاء مقدم ہے۔ وَ اِنْ دخَلَتْ عَلَی الماضی شرط مؤخر ہے (کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ شرط اور جزاء کے درمیان اگر واوٗ آجائے تو وہ واوٗ اعتراضیہ ہوگی اور شرط اور جزاء دونوں الگ الگ جملے معترضے ہونگے)۔

اُستاذ : بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً کی ترکیب کرو۔

شاگرد : بَلِّغُوْا فعل۔ واوٗ ضمیر بارز فاعلِ 'عَنْ جار 'نون وقایہ' یَا ضمیر متکلم مجرور محلاً جار مجرور مل کر متعلّق ہوئے بَلِّغُوْا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلّق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ واؤ برائے مبالغہ لَو شرطیہ وصلیہ آیَةً خبر ہے کَانَتْ فعل محذوف کی ھی ضمیر اس کا اسم ہے راجع بسوئے تبلیغ (اور یہ مرجع معنوی ہے کیونکہ مشتق منہ (تبلیغ) مشتق (بَلِّغُوْا) کے ضمن میں موجود ہے لہٰذا کَانَتْ فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہوا اور اس کی جزاء فَبَلِّغُوْا عَنِّيْ محذوف ہے (اور دال بر جزاء محذوف جملہ متقدمہ (بَلِّغُوْا عَنِّی) ہے جو عوضِ جزاء ہے یا مثل عوضِ جزاء ہے) شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

فائدہ نمبر ۱۔ اِنْ یا لَوْ وصلیہ کے ما قبل واوٗ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ ۱۔ عند الزمخشری واوٗ حالیہ ہے ۲۔ عند الجزری واوٗ عاطفہ ہے۔ ۳۔ عند الرضی واوٗ اعتراضیہ ہے۔ ۴۔ بقول ملّا علی قاریؒ واوٗ مبالغہ کیلئے ہے

فائدہ نمبر ۲۔ مذکورہ واوٗ میں عام تراکیب میں آسانی کے لیے ملّا علی قاریؒ کے قول کو اختیار کیا جائے۔

جملہ قسمیہ کو حل کرنے کا طریقہ

قسم کا لغوی معنی ہے پکا کرنا۔ جہاں قسم ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

ا۔ مُقسِم (قسم اٹھانے والا) ۲۔ مُقسَم بہٖ (جس ذات کا نام لے کر قسم اٹھائی جائے)

۳۔ حرف قسم (جس حرف کے ساتھ قسم اٹھائی جائے) ۴۔ جواب قسم (جس مقصد کے لیے قسم اٹھائی جائے)

مثال تاللّٰہِ لا کیدنّ اصنامکم بعدَ ان تولّوا مُدبِرِین

اس مثال میں مقسم حضرت ابراہیم علیہ السلام، مقسم بہ اللہ جلّ جلالہ، حرفِ قسم تاء اور جوابِ قسم لا کیدنّ اصنامکم ہے۔

حروف قسم : با۔ تا۔ واؤ وغیرہ ہیں۔

ضابطہ :۔ ہر قسم کے لیے جواب قسم کا ہونا ضروری ہے آگے جواب قسم دو حال سے خالی نہیں۔ جملہ اسمیہ ہوگا یا جملہ فعلیہ ہوگا اگر جملہ اسمیہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ مثبتہ ہوگا یا منفیہ اگر مثبتہ ہو تو اس کی ابتداء میں انّ ہوگا یا لام ابتدائیہ تاکیدیہ ہوگا یا دونوں ہوں گے جیسے :

یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔ والعصر ان الانسان لفی خسر۔ واللّٰہ اِنّ زیدًا قائم"۔ وَاللّٰہ لزید" قائم اور اگر منفیہ ہو تو اس کی ابتداء میں ما یا لا یا اِن نافیہ ہوگا

مثال واللّٰہ مَا زید" قائماً۔ واللّٰہ لا زید فی الدار ولا عمرو۔ واللّٰہ اِن زید" قائم"

اور اگر جملہ فعلیہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں۔ مثبتہ ہوگا یا منفیہ

اگر مثبتہ ہو تو اس کے شروع میں لام تاکید اور قد دونوں ہونگے یا اکیلا لام ہوگا جیسے

واللّٰہ لَقَدْ قَامَ زَید" وَاللّٰہ لاَ فعلَنّ کذا

اور اگر منفیہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں ماضی منفی ہوگا یا مضارع منفی

اگر فعل ماضی منفی ہو تو اس کے شروع میں 'ما' کا لفظ ہوگا جیسے :۔ واللّٰہ ما قَامَ زید"

اور اگر مضارع منفی ہو تو اس کے شروع میں ما یا لا یا لفظ لَن ہو گا جیسے :۔

واللّٰه ما افعَلَنَّ کذا۔ واللّٰهِ لاافعَلَنَّ کذا۔ واللّٰه لن اَفعَلَ کذا۔

حروفِ قسم کے اندر اصل باء ہے اسی لیے اس کا استعمال عام ہے۔

واؤ قسم کے استعمال کے لیے تین شرطیں ہیں۔

۱۔ فعل قسم محذوف ہو۔فلا یقال اُقسِمُ و اللّٰهِ۔

بخلاف الباء. فتستعمل مع الفعل المذکور فیقال اقسمت باللّٰه

۲۔ سوال کے مقام میں استعمال نہ ہو۔فلا یقال واللّٰه اخبرنی بخلاف الباء۔

فَیُقَالُ بِاللّٰه اَخبِرنی

۳۔ اسم ظاہر پر داخل ہو فلا یُقال وَکَ۔ بخلاف الباء فیقال بِکَ

اور تاء قسم کے استعمال کے لیے بھی یہی تین شرطیں ہیں مگر تھوڑا سا فرق ہے کہ اس کا مدخول ہمیشہ اسم اللہ جل جلالہ ہو گا جیسے تاللّٰه لاکیدن اَصنَامَکُم (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شرح الشرح ماۃ عامل ص ۳۹)

﴿جملہ قسمیہ کا اجراء﴾

اُستاذ : جملہ قسمیہ کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : والعصر اِنّ الانسانَ لَفِی خُسر. والضحیٰ والیلِ اذا سجٰی ماودّعك ربُّك وَماَ قلیٰ. تااللّٰه لاکیدنَّ اصنامکم۔

اُستاذ : دوسری آیۃ میں یہ کونسا جملہ ہے ؟

شاگرد : جملہ قسمیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ قسمیہ ہے ؟

شاگرد : اس کے شروع میں واؤ قسمیہ ہے۔

اُستاذ : جہاں قسم ہو وہاں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے ؟

شاگرد : وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مقسم۔ مقسم بہ۔ حرف قسم۔ جوابِ قسم

اُستاذ : اس مثال میں ان چاروں چیزوں کو ثابت کریں۔

شاگرد : مُقسم اللہ تعالیٰ ہیں۔ الضحی (چاشت کا وقت) اور الّیل اذا سجیٰ (رات جس وقت چھا جائے) معطوف و معطوف الیہ مل کر مقسم بہ ہیں۔ حرف قسم واؤ ہے۔
جوابِ قسم مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قلیٰ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جواب قسم ہے؟

شاگرد : جواب قسم کے ضابطہ سے معلوم ہوا۔ کیونکہ جواب قسم کے ضابطہ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اگر جوابِ قسم فعل ماضی منفی کا صیغہ ہو تو اس کے شروع میں ما کا لفظ ہوگا۔

اُستاذ : یہی چار چیزیں والعصرِ انّ الانسانَ لفی خسر کی مثال میں ثابت کریں۔

شاگرد : مقسم اللہ تعالیٰ ہیں۔ مقسم بہ العصر (زمانہ) ہے حرفِ قسم واؤ ہے۔
جواب قسم اِنَّ الاِنسَانَ لَفِیْ خُسرٍ ہے۔

اُستاذ : آپ کو جوابِ قسم کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : جواب قسم کے ضابطہ سے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جب جواب قسم جملہ اسمیہ مثبتہ ہو تو اس کے شروع میں اِنَّ ہوگا یا لام ابتدائیہ تاکیدیہ ہوگا۔ یا دونوں ہونگے تو یہاں پر بھی دونوں ہیں۔

اُستاذ : اس جملہ کی مختصر ترکیب کریں؟

شاگرد : واؤ قسمیہ جار۔ العصرِ مجرور بالکسرہ لفظاً جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے اُقسمُ فعل محذوف کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم ہوا۔ اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ناصب الاسم و رافع الخبر۔ الانسان اس کا اسم ہے اور لفی خسر ظرفِ مستقر ثبت یا ثابت" کے ساتھ متعلق ہو کر اس کی خبر ہے۔ تو اِنّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب قسم ہوا۔ قسم اپنی جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ باقی جملہائے قسم کی تراکیب کو اسی پر قیاس کر لیں۔

جملہ ندائیہ کو حل کرنے کا طریقہ

ندا کا لغوی معنی ہے "پکارنا"

جہاں ندا ہو۔ وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

نمبر ا۔ منادِی ۲۔ منادیٰ ۳۔ حرفِ ندا ۴۔ جواب ندا

منادِی پکارنے والے کو کہتے ہیں۔ مُنادیٰ جس کو پکارا جائے۔

حرف ندا۔ جس حرف کے ساتھ پکارا جائے۔ جواب ندا۔ جس مقصد کے لیے پکارا جائے۔

مثال یٰیَحیٰ خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ

اب اس مثال میں منادی اللہ تعالیٰ۔ منادیٰ یحیٰ علیہ السلام۔ حرفِ ندا یا ہے اور جوابِ ندا خُذِ الکِتٰبَ بقوّةٍ ہے۔ حروفِ ندا پانچ ہیں۔ یا۔ أیَا۔ هَیَا۔ أی۔ همزه مفتوحه

ان حروفِ ندا میں یا کثیر الاستعمال ہے۔

منادیٰ کی اقسام واحکام

منادیٰ منصوب ہوگا۔ (تین مقام میں)

ا۔ منادیٰ مضاف ہو جیسے :۔ یا عبدَ اللّٰه۔ یا رسول اللّٰه

۲۔ منادیٰ مُشابہ بالمضاف ہو جیسے :۔ یا طالعاً جبلاً

مُنادیٰ مُشابہ بالمُضاف اُس کو کہتے ہیں کہ منادیٰ مضاف تو نہ ہو لیکن مضاف کے مشابہ ہو یعنی جس طرح مضاف کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اسی طرح مُنادیٰ کا معنی دوسرے کلمے کو ملائے بغیر مکمل نہیں ہوتا جیسے طالِعاً کا معنی ہے چڑھنے والا یہ معنی جَبَلاً کے ملائے بغیر مکمل نہیں ہوگا۔

۳۔ مُنادیٰ نکرہ غیر معینہ ہو جیسے نابینا آدمی تُم کو کہے کہ یا رجلاً خذ بیدی

لیکن اگر بینا شخص کہے تو وہ یوں کہے گا یا رجلُ خذبیَدِیْ۔ اب یہ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر علامت رفع ہوگا۔

۴۔ مُنادیٰ مفرد معرفہ ہو تو وہ مبنی بر علامت رفع ہو گا جیسے یا زیدُ۔یا نُوحُ۔یا ابراہیمُ یعنی وہ مُنادیٰ حرف ندا کے داخل ہونے سے پہلے جس حالت (ضمہ' الف' واؤ) پر معرب تھا۔ حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد بھی اسی حالت پر مبنی ہو گا۔

سوال یا زیدان اور یا زیدون میں تو مُنادیٰ مفرد نہیں ہے بلکہ تثنیہ اور جمع ہے۔ تو ان کو مفرد کہنا کیسے صحیح ہو گا۔

جواب مفرد چار چیزوں کے مقابلہ میں آتا ہے :۔

مفرد مرکب کے مقابلہ میں	مفرد تثنیہ و جمع کے مقابلہ میں
مفرد مضاف و مشابہ بالمضاف کے مقابلہ میں	مفرد جملے کے مقابلے میں

یہاں مُنادیٰ کی بحث میں مفرد مضاف و مشابہ بالمضاف کے مقابلہ میں ہے یعنی یہاں مفرد ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ مضاف یا مشابہ بالمضاف نہ ہو آگے عام ہے خواہ وہ واحد' تثنیہ' جمع ہو وہ سب مفرد میں داخل ہے۔

فائدہ :۔ کلام عرب میں بالخصوص قرآن پاک میں پہلی اور آخری قسم کا منادیٰ زیادہ استعمال ہوا ہے۔

فائدہ :۔ جب منادیٰ معرف باللام ہو تو اس مُنادیٰ اور حرف ندا کے درمیان مذکر کے لیے اَیُّھا اور مؤنث کے لیے اَیَّتُھا کے لفظ کا فاصلہ لائیں گے۔ بشرطیکہ وہ الف لام عوضی بھی نہ ہو اور لازم بھی نہ ہو اگر ہوا تو پھر فاصلہ نہیں لائیں گے جیسے :۔ یا اللّٰہ اب اس میں الف لام عوضی ہے کیونکہ اِلٰہٌ' کے ہمزہ سے بدل کر آیا ہے اور لازم بھی ہے کیونکہ لاہٌ' کا کلمہ الف لام کے بغیر نثر کلام میں نہیں پایا گیا۔

مطابقی مثال : یایھا الرَّسول بلغ ما انزل الیك من رَبِّكَ یا اَیَّتُھَا النَّفسُ المطمئنَّةُ یا یھا الناس اتَّقوا ربَّكُم

فائدہ: کبھی حرف ندا کو حذف کر کے اُس کے عوض میں آخر میں میم مشدد لاتے ہیں۔

جیسے اللّٰھمّ۔ اصل میں یا اللّٰہ تھا۔

فائدہ کبھی حرف ندا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے ربّنا۔ دعا کے مقام میں جہاں بھی رَبّنا اور ربِّ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے اصل میں یا رَبّنَا اور یا رَبّی تھا یہاں مُنَادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ربّنا منادیٰ منصوب لفظاً اور ربِّ منادیٰ منصوب تقدیراً ہے۔ کیونکہ یہ سولہ قسموں میں سے غیر جمع مذکر سالم مضاف الیٰ یاء المتکلم ہے اور اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

مثال: رَبَّنَا ظَلَمنَا اَنفُسنَا وَ اِن لَّم تَغفِرلَنا و تَرحَمنَالَنَکُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِین۔ رَبِّ زِدنِی عِلمًا۔

﴿جملہ ندائیہ کا اجراء﴾

اُستاذ: محترم طلباء جملہ ندائیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد: یا ایُّھا المُزَّمِّل قُمِ اللّیل اِلاَّ قَلِیلاً. یٰنوح اھبط بسلٰم منا و برکٰت علیک یاابراھیم قد صدّقت الرؤیا۔

اُستاذ: یا ایُّھا المُزَّمِّل قُمِ اللّیل اِلاَّ قَلِیلاً. یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد: جملہ ندائیہ ہے۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: اس کے شروع میں یا حرف ندا داخل ہے۔

اُستاذ: جہاں حرفِ ندا ہو وہاں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟

شاگرد: چار چیزوں کا۔ منادی۔ منادیٰ۔ حرف ندا۔ جواب ندا۔

اُستاذ: اس مثال میں چار چیزوں کو ثابت کرو۔

شاگرد : اس آیۃ کریمہ میں منادِی اللہ تعالیٰ ہیں اور منادیٰ' المزمل ہے حرف ندایاء ہے۔جواب ندا قم الّیل الا قلیلا الایۃ۔

اُستاذ : یاء حرف نداور منادیٰ المزمّل کے درمیان ایُّھا کا فاصلہ کیوں لائے ہیں۔

شاگرد : یہ قاعدہ ہے کہ جب منادیٰ معرّف باللام ہو تو اس پر جب حرف ندا داخل کیا جائے تو منادیٰ اور حرفِ ندا کے درمیان مذکر کے لیے ایّھا وغیرہ اور مؤنث کے لیے ایّتھا کا فاصلہ لاتے ہیں۔

اُستاذ : کیوں ؟

شاگرد : تاکہ اجتماع آلتی تعریف کا لازم نہ آئے۔کیونکہ الف لام اور یاء حرفِ ندا دونوں نکرہ کو معرفہ بنانے کے آلے ہیں۔

اُستاذ : اس کی ترکیب کرو۔

شاگرد : یاء حرف ندا قائمقام' اَدْعُوْ کے۔ اَدعو فعل اَنا ضمیر فاعل۔ اَیُّ مبنی علی الضم موصوف ھا حرفِ تنبیہ مبنی بر سکون۔ المزمّلُ صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر منادیٰ ہو کر مفعول بہ کے ہوا اَدعو فعل کے لیے۔ادعو فعل انا ضمیر فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ندا۔قم فعل انت ضمیر فاعل الّیل مستثنیٰ منہ الاّ حرف استثناء قلیلاً مستثنیٰ الّیل مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر مفعول فیہ ہوا قم فعل کے لیے۔قم فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا پھر ندا اپنے جوابِ ندا سے مل کر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔جہاں بھی قرآن کریم میں ایسی آیات آئیں کہ جن کے اندر منادیٰ کے شروع میں اَیُّھایا ایّتُھا کا لفظ ہو تو ان کی تراکیب کو اسی آیت کی ترکیب پر قیاس کرلیں۔

اُستاذ : یا اِبراھیم قد صدقت الرؤیا یہ کونسا جملہ ہے ؟

شاگرد : جملہ ندائیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ ندائیہ ہے ؟

شاگرد : اس کے شروع میں یا حرف ندا داخل ہے۔

اُستاذ: جہاں حرفِ ندا ہو وہاں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟

شاگرد: چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔مُنادی۔مناذٰی۔حرفِ ندا۔جوابِ ندا۔

اُستاذ: اس مثال میں ان چار چیزوں کو بیان کریں۔

شاگرد: منادی اللہ تعالیٰ۔مُناذِی حضرت ابراہیم علیہ السلام۔حرفِ ندا یا اور جوابِ ندا قد صدّقت الرؤیا ہے۔

اُستاذ: اس جملہ ندائیہ کی مختصر ترکیب کریں۔

شاگرد: یا حرفِ ندا قائم مقام اَدْعُو فعل کے۔اَدْعُوا فعل۔أنا ضمیر فاعل۔ابراہیم منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضمہ ہو کر مفعول بہ ہوا اُدعو فعل کے لیے اَدْعُو فعل اَنا ضمیر فاعل اور منادی مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ندا۔قد حرف تحقیق مع التقریب۔صدّقت فعل ت ضمیر فاعل الرؤیا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب ندا (مقصود بالندا) ہوا ندا اپنے جواب ندا سے مل کر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

جار مجرور کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ

ظرف کا قاعدہ:۔ ظرف دو قسم پر ہے

ا۔ظرف حقیقی:۔ ظرف زمان اور ظرف مکان کو ظرف حقیقی کہتے ہیں۔

۲۔ظرف مجازی:۔ جار مجرور کو ظرف مجازی کہتے ہیں۔

جار مجرور کو ظرف مجازی اس لیے کہتے ہیں کہ ظرف کا معنی ہے برتن تو حرف جر کا مدخول بھی فعل اور شبہ بالفعل کے معنی کے لیے بمنزلہ برتن کے ہوتا ہے جیسے:۔ ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم

اب علیٰ کا مدخول قلوبھم ' ختم کے لیے بمنزلہ ظرف اور برتن کے ہے کیونکہ وہ مہر کفار کے دلوں پر جا لگی ہے۔

ظرف مجازی دو قسم پر ہے:۔(اسی طرح بعض ظروف حقیقی جیسے۔ قبل۔ بعد وغیرہ بھی دو قسم پر ہیں) ا۔ظرف مستقر ۲۔ظرف لغو

ظرف مستقر: ظرف مستقر وہ ظرف ہے کہ جس کا متعلق محذوف ہو آگے عام ہے خواہ افعالِ عامہ میں سے ہو یا افعال خاصہ میں سے ، عند البعض ظرف مستقر کی تعریف یہ ہے کہ ظرف مستقر وہ ظرف ہے کہ جس کا متعلق محذوف ہو اور افعال عامہ میں سے ہو۔

افعال عامہ کی تعریف:۔ مالا یخلو عنہ فعل"

یعنی افعال عامہ وہ ہیں جن سے کوئی بھی فعل خالی نہ ہو۔ افعال عامہ آٹھ ہیں۔ چار مشہور اور چار غیر مشہور ہیں۔

چار مشہور کو شاعر نے شعر میں ذکر کیا ہے:۔

افعال عامہ چہاراند نزدِ اربابِ عقول
کون است وجود است وثبوت وحصول

چار غیر مشہور یہ ہیں:

تلبّس لصوق لسوق لذوق ان چاروں کا "معنی" "ملنا" ہے۔

افعال خاصہ کی تعریف :۔ مَا یَخلُوا عنه فعل''

افعالِ خاصہ وہ ہیں جن سے کوئی فعل خالی ہو۔ ان آٹھ افعال عامہ کے علاوہ باقی سب افعال خاصہ ہیں کیونکہ ان آٹھ کے علاوہ جتنے بھی افعال ہیں وہ ضرور کسی نہ کسی فعل سے خالی ہیں جیسے :۔ ضَرَبَ. نَصَرَ مثلاً یہ اَکَلَ اور شَرِبَ والے فعل سے خالی ہیں لیکن افعالِ عامہ سے کوئی بھی فعل خالی نہیں ہے۔ وجود۔ ثبوت۔ کون۔ حصول سے دُنیا کا کوئی بھی فعل خالی نہیں۔

مثال : قِرَاءۃ'' پڑھنا ایک فعل ہے اس میں یہ چاروں فعل موجود ہیں۔
پڑھنا ہے یہ ''کون'' ہے پڑھنا ثابت ہے یہ ''ثبوت'' ہے
پڑھنا حاصل ہے یہ ''حصول'' ہے پڑھنا موجود ہے یہ ''وجود'' ہے

ظرف لغو :۔ ظرف لغو وہ ظرف ہے جس کا متعلق مذکور ہو آگے عام ہے خواہ افعال عامہ میں سے ہو یا افعال خاصہ میں سے عندالبعض ظرف لغو وہ ہے جس کا متعلق افعال خاصہ میں سے ہو خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو۔

ظرف لغو کی علامات : فعل کے بعد، اسم فاعل کے بعد، اسم مفعول کے بعد، اسم تفضیل کے بعد، صفتِ مشبہ کے بعد اور مصدر کے بعد جو بھی جار مجرور آجائے تو وہ جار مجرور اسی فعل یا اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ کے ساتھ متعلق ہوں گے جو پہلے ذکر ہے۔

جیسے :۔ ختمَ اللّٰه علٰی قلُوبهم۔ اِنّی جاعِلٌ فِي الأَرضِ خلیفةً۔ اَلّذی جعل لَکُمُ الارضَ یہ سب ظرف لغو ہیں کیونکہ ان کا متعلق ما قبل مذکور ہے۔

ظرفِ لغو کی وجہ تسمیہ :۔ ظرف لغو کو ظرف لغو اس لیے کہتے ہیں کہ لغو کا معنی ہے محروم ہونا تو ظرف لغو کو بھی ظرفِ لغو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے عامل کی جگہ قرار پکڑنے سے محروم رہتی کیونکہ عامل خود ما قبل مذکور ہوتا ہے۔

ظرفِ مستقر کی وجہ تسمیہ :۔ ظرف مستقر کو مستقر اس لیے کہتے ہیں کہ مستقر مشتق ہے استقرار سے اور استقرار کا معنی ہے قرار پکڑنا۔ تو ظرفِ مستقر بھی اپنے عامل کی جگہ پر قرار پکڑ لیتی ہے اسی لیے اس کو ظرفِ مستقر کہتے ہیں جیسے :۔ الحمدُ ثبت للّٰه۔ ثبت عامل کو حذف کر دیا اور ظرفِ مستقر کو اسکی جگہ کھڑا کر دیا۔

ظرف مستقر کے مقامات کا بیان

ظرف مستقر چار مقام میں واقع ہوتی ہے خبر۔ صلہ۔ صفت۔ حال

خبر کے مقام میں تب ہو گی جب پہلے مبتدا ہو۔

صلہ کے مقام میں تب ہو گی جب پہلے اسم موصول ہو۔

صفت کے مقام میں تب ہو گی جب پہلے موصوف ہو

حال کے مقام میں تب ہو گی جب پہلے ذوالحال ہو۔

مقامِ خبر :۔ اگر ظرف مستقر خبر کے مقام میں ہو تو اس کے متعلَّق میں اختلاف ہے اور دو مذہب ہیں۔

بصریوں کا اور کوفیوں کا

بصری :۔ بصری حضرات کہتے ہیں کہ ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے کیونکہ ظرفِ مستقر اپنے عامل کی جگہ پر واقع ہوئی ہے اور اصل عمل کرنے میں فعل ہے اس لیے ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے۔ جیسے: الحمد للہ (ای ثَبَتَ لِلّٰہ) اور کوفی نحوی کہتے ہیں ہم اس کا متعلق اسم نکالیں گے کیونکہ ظرفِ مستقر خبر کے مقام میں واقع ہوئی ہے اور اصل خبر میں افراد ہے تو اسم بھی مفرد ہوتا ہے نہ کہ جملہ۔ لہٰذا کوفیوں کے نزدیک تقدیرِ (اصل) عبارت یوں ہو گی۔ الحمدُ لِلّٰہِ (ای ثابت'' لِلّٰہِ)

مقامِ صلہ :۔ ظرف مستقر اگر صلے کے مقام میں ہو تو پھر اس کا متعلق فعل نکالیں گے کیونکہ صلہ جملہ ہوتا ہے اور فعل بھی اپنے فاعل سے مل کر جملہ ہوتا ہے جیسے :۔

والذین من قبلکم (ای ثَبَتُوا من قبلکم)

مقامِ صفت :۔ ظرف مستقر اگر صفت کے مقام میں ہو تو اکثر اس کا متعلق فعل اور بعض اسم نکالتے ہیں جیسے :۔ علیٰ معنی فی نفسھا (ای ثَبَتَ اَوثابِتٍ فی نفسھا)

مقامِ حال :۔ ظرف مستقر اگر حال کے مقام میں واقع ہو تو اکثر اس کا متعلق فعل اور بعض اسم نکالتے ہیں جیسے :۔ فالّلفظِيّةُ مِنها علىٰ نوْعَينِ (اى ثَبتَت اَوْ ثابِتَتًا مِنها)

فائدہ :۔ جو بھی جار مجرور ہو بشرطیکہ وہ جار مجرور زائد نہ ہو وہ یا تو ظرفِ مستقر ہو گا (اگر چار مقام میں واقع ہو) یا ظرفِ لغو ہو گا (اگر چھ چیزوں کے بعد واقع ہوا)

حروفِ جارّہ کی وجہ تسمیہ :۔ حروف جارہ کو جارہ اس لیے کہتے ہیں کہ جارہ مشتق ہے جَرّ سے اور جرّ کا معنی ہے کھینچنا۔ چونکہ حروفِ جارّہ بھی ما قبل فعل یا شبہ بالفعل کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچا دیتے ہیں اسی لیے ان کو حروف جارہ کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حرف جر کی مثال قلی کی طرح ہے جیسے قلی کا کام ہوتا ہے اسٹیشن سے سامان اٹھا کر گاڑی تک پہنچانا اسی طرح حرف جر کا کام بھی یہی ہے کہ ما قبل فعل یا شبہ بالفعل کے معنی کو اٹھا کر اپنے مدخول تک پہنچانا جیسے خَتَمَ اللّٰہ علی قلوبھم اب علیٰ نے یہاں خَتَمَ کے معنی (مُہر) کو اٹھا کر اپنے مدخول قلوبھم تک پہنچا دیا۔ اب معنی یہ ہو گا کہ اللہ پاک نے مہر لگائی ان کے دلوں پر اگر علیٰ کا لفظ موجود نہ ہوتا تو یہ مہر کتاب پر لگ سکتی تھی کپڑے پر بھی لگ سکتی تھی لیکن علیٰ نے اس مہر کا تعلق دنیا کی تمام چیزوں سے کاٹ کر اپنے مدخول کے ساتھ جوڑ دیا کہ یہ مہر کفار کے دلوں پر لگی ہے۔

فائدہ :۔ اگر جار مجرور سے پہلے فعل، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ متعدد متعلق ذکر ہوں تو یہ جار مجرور اسی کے ساتھ متعلق ہونگے جس کے ساتھ متعلق کرنے سے معنی ٹھیک ہو جیسے :۔

قد نریٰ تقلّبَ وَجْھك فى السماء۔ اب اس مثال میں جار مجرور کے متعلق میں دو احتمال ہیں۔ قد نریٰ (فعل) ہو گا یا تَقلّبَ (مصدر) ہو گا۔ اب اگر قد نریٰ فعل کے ساتھ متعلق کریں تو معنی ہو گا تحقیق ہم آسمان میں دیکھ رہے ہیں یہ معنی ٹھیک نہیں کیونکہ یہاں پر مقصودِ باری تعالیٰ اپنی رؤیة فى السماء کو بیان کرنا نہیں اور اگر جار مجرور کو تَقلّبَ مصدر کے ساتھ متعلق کریں تو حرف جر تَقلّبَ والے معنی کو اپنے مدخول السماء کے ساتھ ملا دے گا اور معنی یوں ہو گا تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے چہرہ (انور) کے پھرنے کو آسمان کی طرف۔ اب معنی ٹھیک ہو گا۔

جار مجرور کا اجراء

اُستاذ: جار مجرور کی مثالیں نکالو؟

شاگرد: وَاِذقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ ولا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ

اُستاذ: تیسری آیت میں اِلَی المرافِقِ یہ ظرف مستقر ہے یا ظرفِ لغو؟

شاگرد: ظرف لغو ہے۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: ظرف لغو کی نشانی سے معلوم ہوا کیونکہ آپ نے ہمیں ظرف لغو کی نشانی یاد کروائی تھی کہ فعل کے بعد اسم فاعل کے بعد اسم مفعول وغیرہ کے بعد جو بھی جار مجرور آجائے وہ اسی فعل وغیرہ کے ساتھ متعلق ہوگا۔ اسی لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ الیٰ المرافقِ ظرفِ لغو ہے اور فاغسلوا فعل کے ساتھ متعلق ہے۔

اُستاذ: وجوھکُم کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے؟

شاگرد: جی نہیں کیونکہ ایک تو یہ اسمِ جامد ہے اور اسم جامد بغیر (تاویل کے) متعلق نہیں بن سکتا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر آپ الی المرافق کو وجوھکم کے ساتھ متعلق کریں بھی تو معنی میں فساد لازم آئے گا کیونکہ حرف جر کا کام یہ ہے کہ وہ جس لفظ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اس کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچادیتا ہے اب معنی یہ ہوگا تمہارے چہرہ کہنیوں تک ہے (تو کیا لوگوں کا چہرہ کہنیوں تک لمبا ہوتا ہے؟) حالانکہ چہرہ کی لمبائی کہنیوں تک نہیں بلکہ ٹھوڑی کے نیچے تک ہے۔ اسی طرح ایدیکم کے ساتھ متعلق نہیں کر سکتے کیونکہ پھر مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے ہاتھ کہنیوں تک ہیں حالانکہ ہاتھ کی

لمبائی کہنی تک نہیں بلکہ کندھے تک ہے۔ للذا جب یہ دونوں کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا تو پھر مان لیں کہ فاغسلو کے ساتھ متعلق ہے اور اس کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچارہا ہے تو معنی یوں ہو گا کہ دھوؤں تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک یعنی الیٰ نے دھونے والے معنی کو اپنے مدخول المرافق تک پہنچادیا۔

اُستاذ : شرح مأۃ عامل نوع اول میں الباء للالصاق میں للالصاق ' اللام للاختصاص میں للاختصاص اورالواو للقسم میں للقسم ظرف مستقر ہیں یا ظرفِ لغو۔

شاگرد : ظرفِ مستقر ہیں۔

اُستاذ : ظرفِ مستقر کسے کہتے ہیں؟

شاگرد : جس کا متعلق محذوف ہو۔

اُستاذ : ظرف مستقر کتنے مقام میں واقع ہوتی ہے ؟

شاگرد : چار مقام میں۔

اُستاذ : یہاں کس مقام میں ہے ؟

شاگرد : خبر کے مقام میں ؟

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ خبر کے مقام میں ہے ؟

شاگرد۔ جملہ اسمیہ کی علامت نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم اور اس کے بعد جار مجرور آجائے تو وہ ہمیشہ مبتدا خبر بنیں گے۔

اُستاذ : ان کا متعلق محذوف کیا نکالیں گے ؟

شاگرد : اس کے دو متعلق نکالیں گے ثَبَتَتْ یاثَابِتَۃٌ" کیونکہ ظرفِ مستقر جب خبر کے مقام میں ہو تو اس کے دو متعلق محذوف نکالتے ہیں بصریوں کے نزدیک فعل اور کوفیوں کے نزدیک اسم۔
للذا مختصر ترکیب یہ ہے کہ ثَبَتَتْ یاثَابِتَۃٌ" اسم فاعل اور ان دونوں میں ھِیَ ضمیر فاعل ہے تو یہ دونوں اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوئے مبتدا (الباء ' اللام ' الواو) کی اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

عدد کی مفید بحث

(یعنی ممیز تمیز کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ)

عدد کا لغوی معنی ہے گننا۔ اصطلاح میں عدد کی دو تعریفیں ہیں۔

نمبر ۱ اَلعَدَدُ ما یعدُّ بِہٖ

عدد وہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کو شمار کیا جائے۔ ان حضرات کے نزدیک عدد ایک سے شروع ہوتا ہے۔

نمبر ۲ اَلعَدَدُ نِصفُ مَجمُوعِ الحَا شِیَتَینِ

دو حاشیوں کے مجموعے کا آدھا

مثال دو عدد ہے کیونکہ یہ دو حاشیوں کے مجموعہ کا آدھا ہے کیونکہ دو کے نیچے کا حاشیہ ایک ہے اور اوپر کا تین ہے ان دونوں حاشیوں کو جمع کریں تو مجموعہ چار ہے اور چار کے مجموعہ کا آدھا دو ہے۔ ان حضرات کے نزدیک عدد دو سے شروع ہوتا ہے کیونکہ ایک کا اوپر والا حاشیہ ہے نیچے والا نہیں۔

ہر عدد میں ابہام ہوتا ہے اس کے بعد جو لفظ عدد کے ابہام کو دور کرے اس کو تمیز کہتے ہیں۔

مثال مثال کے طور پر قرآن پاک میں موجود ہے۔

اِذقال یُوسُفُ لابیہ یاابتِ اِنّی رأیتُ اَحَدَ عَشَرَ

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے فرمایا کہ میں نے دیکھے گیارہ اب گیارہ کے اندر ابہام ہے۔ گیارہ کیا دیکھے جب کوکباً کہا تو اب ابہام دور ہو گیا۔ کہ گیارہ سے مراد ستارے ہیں اور تعبیر میں گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں۔

آگے عدد باعتبار تمیز کے تین قسم پر ہے۔

عددِ اقل :۔ تین سے لے کر دس تک اس کو عدد اقل کہتے ہیں

عددِ اوسط :۔ گیارہ سے لے کر ننانوے تک اس کو عدد اوسط کہتے ہیں۔

عددِ اعلیٰ :۔ سو سے لے کر مالا نہا یۃ تک اس کو عددِ اعلیٰ کہتے ہیں۔

﴿تمیز کے اعراب کے بارہ میں اہم ضوابط﴾

عددِ اقل :۔ عدد اقل کی تمیز ہمیشہ جمع مجرور ہو گی۔ خلاف العقل ہو گی۔ بشر طیکہ عدد اقل کی تمیز خود مائۃ کا لفظ نہ ہو۔ اگر عددِ اقل کی تمیز خود ماۃ کا لفظ ہوا تو پھر مفرد مجرور ہو گی۔ جیسے کہ ثَلٰثُ مأۃٍ.

عددِ اقل کی تمیز خلاف العقل ہو گی خلاف العقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمیز مذکر ہے تو عدد کو مؤنث لائیں گے اور اگر تمیز مؤنث ہے تو عدد کو مذکر لائیں گے۔

مثال　ثَلٰثَۃُ رِجالٍ　اور اگر تمیز مؤنث ہے تو عدد کو مذکر لائیں گے۔　ثلاثُ نسوۃٍ

قرآن مجید میں سب کی مثالیں موجود ہیں

مثال	تین کی	ثَلٰثَۃَ قروءٍ.
مثال	چار کی	أربعۃ أشھرٍ
مثال	پانچ کی	بِخَمسۃِ اٰلفٍ من الملئِکۃِ منزلین
مثال	چھ کی	فِیْ سِتَّۃِ أیّامٍ ثم استویٰ علی العرش
مثال	سات کی	سبعَ لیالٍ
مثال	آٹھ کی	ثَمانیَۃَ أیامٍ
مثال	نو کی	تِسعَۃُ رَھطٍ
مثال	دس کی	من عَشَرَۃِ مسٰکین

فائدہ :۔ ایک اور دو (واحد۔ اثنان) اپنی تمیز کے ساتھ ذکر نہیں ہوتے۔ کیونکہ ایک اور دو کا معنی خود ان کی تمیز سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ رَجُلٌ" (ایک مرد)۔ رجلانِ (دو مرد)

اب ایک اور دو والا معنیٰ رَجَلٌ" اور رجلانِ سے حاصل ہے

عدد اوسط :۔ عددِ اوسط کی تمیز مفرد منصوب ہوگی۔

١١	–	١٢
٢١	–	٢٢
٣١	–	٣٢
۴١	–	۴٢
۵١	–	۵٢
٦١	–	٦٢
٧١	–	٧٢
٩١	–	٩٢

ان سب اعداد کی تمیز موافق العقل ہوگی یعنی تمیز مذکر ہو تو عدد کی دونوں جزئیں مذکر ہوں گی۔ اگر تمیز مؤنث ہو تو عدد کی دونوں جز ئیں مؤنث ہوں گی۔

بالترتیب مثال یہ کہ :

أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً	احدٰی عشرةَ امرأةً
إِثْنا عَشَرَرَجُلاً	اثنتا عشرةَ امرأةً
أَحَدُوَ عِشْرُوْن رَجُلاً	احدٰی و عشرون امرأةً
إِثْنَانِ وَ عِشْرُوْن رَجُلاً	اثنتان و عشرون امرأةً
احدوَ تِسعونَ رَجلاً	احدٰی و تسعون امرأةً
إِثْنَانِ و تسعون رجلا	اثنتان و تسعون امرأةً

١٣	سے لے کر	١٩	تک
٢٣	سے لے کر	٢٩	تک
٣٣	سے لے کر	٣٩	تک
۴٣	سے لے کر	۴٩	تک
۵٣	سے لے کر	۵٩	تک
٦٣	سے لے کر	٦٩	تک
٧٣	سے لے کر	٧٩	تک
٨٣	سے لے کر	٨٩	تک
٩٣	سے لے کر	٩٩	تک

کی تمیز خلاف العقل ہو گی۔ اگر تمیز مؤنث ہو تو عدد کی دو جزؤوں میں سے پہلی جزء مذکر ہو گی اور اگر تمیز مذکر ہو تو عدد کی پہلی جزء مؤنث ہو گی

مثالیں بالترتیب :۔ مثال تیرہ کی ثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلاً ثَلٰثَ عشرةَ اِمرءَ ةً

مثال تئیس کی ثلثةوعشرون رَجُلاً ثلث وعشرون اِمرأةً

قرآنی امثلہ:۔ اَحدَ عَشَرَ کوکباً فانفَجَرَت' منهُ اثنتا عشرة عيناً

فائدہ :۔ آٹھ عقود اکیلے استعمال ہوں یا کسی عدد کے ساتھ مل کر استعمال ہوں۔ ہمیشہ ایک ہی حال پر رہیں گے خواہ اس کی تمیز مذکر ہو یا مونث وہ آٹھ عقود یہ ہیں

عشرون	ثلثون	اربعون	خمسون
ستون	سبعون	ثمانون	تسعون

جیسے :۔ عشرون رجلاً۔ عشرونَ اِمراةً

عددِ اعلیٰ :۔ عدد اعلیٰ کی تمیز مفرد مجرور ہو گی

مأ ة رَجلٍ۔ مأةَ عامٍ ثمَّ بعثه'۔ اَلْفَ سَنَةٍ۔ مئتى درهمٍ

فائدہ :۔ مقامِ تمیز کے اندر عدد اعلیٰ سے مراد صرف پانچ عدد ہیں مأة'' مئتان الف''.الفانِ آلافٍ

فائدہ :۔ ممیّز اور تمیز کا ترجمہ مُمیّز سے شروع کرنا ہے۔

مثال احدعشر کوکباً (گیارہ ستارے)

فائدہ :۔ بدانکہ مراتب اعداد یہ ہیں۔ اکائی دہائی سینکڑہ ہزار' دس ہزار' لاکھ دس لاکھ' کروڑ دس کروڑ' ارب دس ارب' کھرب دس کھرب' نیل دس نیل' پدم دس پدم' سنکھ دس سنکھ' مہاسنکھ۔

اعداد۔واحد" اثنان ثلثة" اربعة" خمسة ستة" سبعة" ثمانية" تسعة عَشَرَة"
أَحَدَ عَشَرَ اثنا عشر ثلاثة عشر اربعة عشر خمسة عشر ستّة عشر سبعة عشر ثمانية عشر تسعة عشر عشرون احد" و عشرون اثنان و عشرون ثلثة و عشرون اربعة و عشرون خمسة و عشرون ستة و عشرون سبعة و عشرون ثمانية و عشرون تسعة" و عشرون ثلثون اربعون خمسون ستون سبعون ثمانون تسعون مائة مائتانِ ثلثُ مائةٍ اربع مائةٍ خمس مائةٍ ستَ مائةٍ سبع مائةٍ ثمان مائةٍ تسع مائةٍ الف" الفان ثلثةُ آلافٍ اربعة آلافٍ خمسة آلافٍ ستّةُ آلافٍ سبعة آلافٍ ثمانية آلافٍ تسعة آلافٍ عَشَرة آلافٍ۔ مِائة الفٍ لاکھ الف الفٍ یاملیوُن دس لاکھ عَشرةُ مليون کروڑ مائة مِليون دس کروڑ الف مِليون ارب عَشرة آلافِ مِليون دس ارب مائة الف مِليون کھرب الفُ الفِ مِليُون یابليُون دس کھرب عَشرة بِليون نیل مائة بِليون دس نیل الفُ بليون پدم عَشرةُ آلافِ بليون دس پدم مائة الف بليون سنکھ الف الف بليون یاتِرلیُون دس سنکھ عَشرة تِرلِیُون مَہَا سنکھ۔
نقطوں کے لحاظ سے بھی فرق معلوم کر لیا جائے اگر ایک کی دائیں جانب ایک نقطہ ہو تو یہ عدد دس کا ہے اگر دو ہوں تو ایک سو کا اگر تین ہوں تو ایک ہزار کا اگر چار ہوں تو دس ہزار کا اگر پانچ ہوں تو ایک لاکھ کا اگر چھ ہوں تو دس لاکھ کا۔ اسی طرح ایک ایک نقطہ زیادہ ہونے سے عدد زیادہ ہو گا یہاں تک کہ ایک مہا سنکھ میں ایک کی دائیں جانب اُنیس نقطے ہوں گے جس کو عربی میں عشرة تِرلِیُون کہتے ہیں۔

﴿ممیّز تمیز کا اجراء﴾

اُستاذ : ممیّز تمیز کی مثالیں نکالو۔

شاگرد : ووٰعدناموسی ثلثین لیلۃً والمطلّقات یَترَبّصنَ بانفسهنّ ثلثة قروءٍ۔

اُستاذ : پہلی مثال میں ثلثین یہ کونسا عدد ہے؟

شاگرد : عدد اوسط ہے۔

اُستاذ : اس کی تمیز کیا ہوتی ہے؟

شاگرد : عدد اوسط کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

اُستاذ : ثلثین لَیلَۃً ممیّز تمیز مل کر پورا جملہ ہوتے ہیں یا جملہ کا جز۔

شاگرد : جملے کا جز ہوتے ہیں۔

اُستاذ : یہاں کونسی جز ہیں؟

شاگرد : یہ ممیّز تمیز مل کر وٰعدنا کے لیے دوسرا مفعول بن رہے ہیں۔

اُستاذ : مکمل ترکیب کریں۔

شاگرد : واؤ قرأنیہ۔ وٰعدنا فعل نا ضمیر فاعل موسٰی مفعول اول ثلثین اسم عدد مبہم ممیّز ناصب التمیز لیلۃً تمیز منصوب بالفتحہ لفظاً۔ ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مفعولِ ثانی ہوا وٰعدنا فعل کیلئے۔ وٰعدنا فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

اُستاذ : شرح مأۃ عامل سے ممیّز تمیز کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : وَهِیَ (اَلْحُرُوْفُ الجارۃُ) سبعۃَ عَشَرَ حَرْفاً۔ وَ هِیَ سِتَّۃُ حُرُوفٍ۔
وَهِیَ اَرْبَعَۃُ اَحْرُفٍ۔ وَهِیَ خَمْسَۃُ اَحرُفٍ۔ وَهِیَ تِسْعَۃُ اَسْمَاءٍ۔

اُستاذ : ستةٌ'' یہ کونسا عدد ہے ؟

شاگرد : یہ عددِ اَقل ہے۔

اُستاذ : اس کی تمیز کیا ہوتی ہے ؟

شاگرد : اس کی تمیز جمع مجرور اور خلاف العقل ہوتی ہے یعنی اگر تمیز مذکر ہے تو عدد مؤنث ہو گا اور اگر تمیز مؤنث ہے تو عدد مذکر ہو گا جیسا کہ اس مثال (ستةُ أحرُفٍ) میں اسکی تمیز جمع مجرور ہے اور خلاف العقل ہے۔

اُستاذ : میرے عزیز طالب علم آپ کے ذہن میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے ممیز تمیز کی یکمشت بہت سی مثالیں مل جائیں ؟

شاگرد : جی ہاں قرآن کریم میں جہاں سے سورتوں کی ابتداء ہوتی ہے اور ان کی ابتدا میں ایک سطر لکھی ہوتی ہے جس میں رکوع اور آیات کی تعداد کا بیان ہوتا ہے وہاں اسم عدد مبہم ممیز اور اس کی تمیز کی اکٹھی ۱۱۴ مثالیں مل جائیں گی وہاں خوب ممیز تمیز اور عدد کی بحث کا اجرا ہو سکتا ہے۔

اُستاذ : نمونہ کے طور پر کسی سورۃ کی ابتدائی سطر پیش کرو۔

شاگرد : سورۃ الفاتحہ کے شروع میں لکھا ہے سورة الفاتحه مكية و هي سبعُ آياتٍ۔ سورۃ الرحمٰن کے شروع میں لکھا ہے سورةُ الرحمن مدنية و هي ثمان و سبعون آيةً و ثلث ركُوعاتٍ۔

فائدہ : جب سو سے زائد کسی عدد کی کوئی لفظ تمیز واقع ہو تو اعراب کے اندر تمیز کے ساتھ والے عدد کا اعتبار ہو گا یعنی اگر وہ عدد اقل ہے تو اسکی تمیز جمع مجرور ہو گی جیسے عندي مأة و ثلاثةُ رجالٍ۔ اور اگر عدد اوسط ہے اس کی تمیز مفرد منصوب ہو گی جیسے عندي مأة واحد عشر رجلاً اور اگر عدد اعلیٰ ہے تو پھر اس کی تمیز مفرد مجرور ہو گی۔ جیسے :۔عندي الف'' و مأةُ رجلٍ۔

﴿اسمِ متمکّن کا اعراب﴾

اسمِ متمکن کا اعراب تین قسم پر ہے۔ نمبر ۱۔ رفع نمبر ۲۔ نصب نمبر ۳۔ جر

نمبر ۱ رفع:۔ تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ ضمہ۔ واوٗ۔ الف

نمبر ۲ نصب:۔ چار چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ فتحہ۔ کسرہ۔ الف۔ یاء۔

نمبر ۳ جر:۔ تین چیزوں کے ساتھ آتی ہے۔ کسرہ۔ فتحہ۔ یاء

اسمِ متمکن اعراب کی اقسام کے لحاظ سے سولہ قسم پر ہے۔ پھر آگے سولہ اقسام دو قسم پر ہیں

نمبر ۱ آٹھ اقسام کا اعراب بالحرکت ہے اور اعراب بالحرکت تین ہیں:۔ ضمہ۔ فتحہ۔ کسرہ

نمبر ۲ آٹھ اقسام کا اعراب بالحرف ہے اور اعراب بالحرف تین ہیں:۔ واوٗ۔ الف۔ یا

اعراب بالحرکت:۔ وہ اقسام جن کا اعراب بالحرکت ہے وہ یہ ہیں۔

		رفع	نصب	جر
۱۔	مفرد منصرف صحیح	ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	کسرہ (لفظی)
	مثال	جاءنی زیدٌ	رأیتُ زیداً	مررتُ بزیدٍ

مفرد وہ ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ کیونکہ یہاں مفرد تثنیہ اور جمع کے مقابلہ میں ہے اور جہاں مفرد تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں ہو وہاں مفرد واحد کے معنیٰ میں ہوگا۔ منصرف وہ ہے جس پر تینوں حرکتیں سمیت تنوین کے پڑھی جائیں۔ حقیقت میں یہ منصرف کی تعریف نہیں ہے بلکہ یہ منصرف کا حکم ہے۔ ابتدائی طلباء کی آسانی کے لیے حکم کو قائم مقام تعریف کے کر دیا گیا ہے۔ اور منصرف کی اصل تعریف عنقریب غیر منصرف کی تعریف سے بالمقایسہ (قیاس کے ذریعہ) معلوم ہوگی۔

نوٹ:۔ نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو لہٰذا نحویوں کے نزدیک ہفت اقسام میں سے صحیح۔ مہموز۔ مثال۔ اجوف۔ مضاعف اور اسی طرح ناقص اور لفیف کے وہ کلمات جن کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے صلوٰۃٌ، زکوٰۃٌ، مذغوۃٌ، مزمیۃٌ، ویلٌ، یومٌ۔ یہ سب اقسام صحیح میں داخل ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ نحویوں کے نزدیک ہفت اقسام نہیں بلکہ دو اقسام ہیں نمبر ۱ صحیح نمبر ۲ معتل (یعنی جس کے آخر میں حرف علت ہو)

۲۔ مفرد منصرف جاری مجری صحیح ضمہ (لفظی) فتحہ (لفظی) کسرہ (لفظی)

مثال جاء نی دلوٌ رَأیتُ دلواً مررتُ بدلوٍ

جاری مجریٰ صحیح (قائم مقام صحیح) وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت تو ہو لیکن ماقبل ساکن ہو جیسے دَلوٌ نَحوٌ

فائدہ:۔ جس مفرد کے آخر میں واؤ یا یاء مشدد آ جائے وہ جاری مجریٰ صحیح ہوتا ہے جیسے مدعوٌّ، مَرمیٌّ، مغنَوِیٌّ

۳۔ جمع مکسر منصرف ضمہ (لفظی) فتحہ (لفظی) کسرہ (لفظی)

مثال جاء نی رجالٌ رَأیتُ رجالاً مررتُ برجالٍ

جمع مکسر وہ ہے جس میں واحد کی بناء (وزن) سلامت نہ رہے۔ اور جمع مکسر میں مکسر جمع کی صفت بحالہ نہیں بلکہ صفت بحال متعلقہ ہے۔ ای جمع مکسر بناء واحدہ۔ اور منصرف کی قید لگا کر جمع اقصیٰ کو نکال دیا کیونکہ وہ بھی جمع مکسر ہوتی ہے لیکن غیر منصرف۔

۴۔ جمع مؤنث سالم ضمہ (لفظی) کسرہ (لفظی) کسرہ (لفظی)

مثال جاء نی مسلماتٌ رَأیتُ مسلماتٍ مررتُ بمسلماتٍ

جمع مؤنث سالم وہ ہے جس کے آخر میں الف، تا ہو۔

۵۔ غیر منصرف ضمہ (لفظی) فتحہ (لفظی) فتحہ (لفظی)

مثال جاء نی احمدُ رَأیتُ احمدَ مررتُ باحمدَ

۶۔ اسم مقصور ضمہ (تقدیری) فتحہ (تقدیری) کسرہ (تقدیری)

مثال جاء نی موسیٰ رَأیتُ موسیٰ مررتُ بموسیٰ

اسم مقصور وہ ہے کہ جسکے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ مذکور ہو یا محذوف مثال مذکور کی موسیٰ، عیسیٰ مثال محذوف کی مدعاً، مرمیً، لِمَعْنیً (اصل میں مدعوانٌ تھا بقانون یدعیان تدعیان مدعوٌ میں واؤ کو یاء سے بدلا مدعیٌ ہو گیا، پھر یاء کو الف سے بدلا تو مدعانٌ ہو گیا، پھر الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو مدعاً ہو گیا)

۷۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ضمہ (تقدیری) فتحہ (تقدیری) کسرہ (تقدیری)

مثال جاء نی غلامی رَأیتُ غلامی مررتُ بغلامی

غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم یعنی جمع مذکر سالم کا صیغہ نہ ہو اور مضاف ہو یا ضمیر متکلم کی طرف

۸۔ اسم منقوص ضمہ (تقدیری) فتحہ (لفظی) کسرہ (تقدیری)

مثال جاء نی القاضی رَأیتُ القَاضیَ مررتُ بالقاضی

اسم منقوص وہ ہے جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو خواہ مذکور ہو یا محذوف۔ مثال مذکور کی القاضی۔ مثال محذوف کی قاضٍ، رامٍ، اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ۔

اعراب بالحرف:۔ وہ آٹھ اقسام جن کا اعراب بالحرف ہے وہ یہ ہیں۔

	رفع	نصب	جر
۱۔ اسمائے ستہ مکبّرہ موحّدہ مضاف الی غیر یاء المتکلم	واؤ (لفظی)	الف (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ ابوك	رَأیتُ اباك	مَرَرْتُ بابيك

اسمائے ستہ سے مراد یہ چھ اسماء ہیں۔ اب ،اخ، حم، ھن، فم، ذومال۔ ان کے اعراب بالحرف لفظی حقیقی کے لیے چار شرطیں ہیں۔ ۱۔ مکبّر ہوں مصغر نہ ہوں اگر مصغر ہوئے تو ان کا اعراب پہلی قسم والا ہوگا۔ جیسے جاء نی اُخیٌّ ۔ ۲۔ موحدہ ہوں یعنی واحد ہوں تثنیہ جمع نہ ہوں۔ اگر تثنیہ جمع ہوئے تو ان کا اعراب تثنیہ جمع والا ہوگا۔ جیسے جاء نی ابوان و جاء نی اٰباء ۔ ۳۔ مضاف ہوں اگر مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب پہلی قسم والا ہوگا۔ جیسے جاء نی ابٌ ۔ ۴۔ مضاف بھی غیر یاء متکلم کی طرف ہوں۔ آگے غیر یاء متکلم سے مراد عام ہے خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر۔ ضمیر سے مراد عام ہے غائب کی ہو جیسے جآءَ وَاَباھم۔ مخاطب کی ہو جیسے مَا کَانَ ابو کِ امرءَ سَوءٍ۔ جمع متکلم کی ہو جیسے قالو ۹ یا اَبانا۔

عرض:۔ تثنیہ اور ملحق بالتثنیہ، جمع اور ملحق بالجمع کی اقسام پڑھنے اور پڑھانے سے قبل انکی مختصر تعریف اور تشریح صفحہ نمبر ۱۳۸ اور ۱۳۹ پر ملاحظہ فرمالیں۔

	رفع	نصب	جر
۲۔ مثنّٰی	الف (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ مُسْلِمَانِ	رَأیتُ مُسلِمَینِ	مَرَرْتُ بِمُسلِمَینِ
۳۔ اثنان واثنتان	الف (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ اثنانِ	رَأیتُ اِثْنَیْنِ	مَرَرْتُ بِاِثْنَیْنِ
۴۔ کلا وکلتا مضاف الی المضمر	الف (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ کلاھما	رَأیتُ کلَیهِمَا	مَرَرْتُ بِکلَیهِمَا
۵۔ جمع مذکر سالم	واؤ (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ	رَأیتُ مُسْلِمِینَ	مَرَرْتُ بِمُسْلِمِینَ
۶۔ اُولُو	واؤ (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ اُولُومالٍ	رَأیتُ اُولِی مالٍ	مَرَرْتُ باُولِي مالٍ
۷۔ عشرون تا تسعون	واؤ (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ عِشْرُوْن	رَأیتُ عشرینَ	مَرَرْتُ بِعشْرِین
۸۔ جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم	واؤ (تقدیری)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ مسلمیَّ	رَأیتُ مسلمِیَّ	مَرَرْتُ بِمُسلِمیَّ

﴿اعراب کی سولہ اقسام﴾

اعراب کی سولہ اقسام دو قسم پر ہیں:۔

خاصہ اور عامہ:۔ خاصہ وہ ہیں جو مخصوص الفاظ کے ساتھ خاص ہوں۔ یعنی وہ الفاظ پائے جائیں گے تو وہ اقسام پائی جائینگی ورنہ نہیں۔ خاصہ کے اندر پانچ اقسام داخل ہیں۔

نمبر۱ اسمائے ستہ مکبرہ موحّدہ مضافہ الی غیر یاءِ المتکلم

نمبر۲ کلا و کلتا نمبر۳ اثنان و اثنتان

نمبر۴ عشرون سے لے کر تسعون تک نمبر۵ أولوُ

عامہ:۔ وہ اقسام ہیں جو مخصوص الفاظ کے ساتھ خاص نہ ہوں یعنی بہت سارے الفاظ کے اندر وہ اقسام پائی جائیں باقی گیارہ اقسام عامہ میں داخل ہیں۔ پھر عامہ دو قسم پر ہے۔

منصرف۔ غیر منصرف

منصرف میں دس اقسام داخل ہیں:۔ چار جمع ہیں۔۱۔ جمع مکسر ۲۔ جمع مؤنث سالم ۳۔ جمع مذکر سالم ۴۔ جمع مذکر سالم جو مضاف ہو یائے ضمیر متکلم کی طرف اور ایک قسم تثنیہ ہے باقی پانچ قسموں میں دیکھو آخر میں کوئی حرف علت ہے یا نہیں اگر حرف علت نہ ہو تو مفرد منصرف صحیح اور اگر آخر میں حرف علت ہے تو پھر اگر وہ حرف علت واؤ یا یاء ما قبل ساکن ہے تو مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح ہے۔ اور اگر آخر میں الف ہو تو اسم مقصور ہے۔ اور اگر آخر میں حرف علت یاء ما قبل مکسور ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں۔ وہ یاء متکلم کی ہوگی یا کہ نہیں اگر ہو یعنی یاء کا میرے یا میرا والا معنی ہو تو وہ غلامی والی قسم ہے یعنی غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم اور اگر یاء متکلم کی نہ ہو تو اسم منقوص ہے۔

﴿اسم متمکن کے اعراب کے بارے میں سوال کرنے کا انداز﴾

سیقول السّفھاءُ

اُستاذ	السفھاءُ یہ عامہ میں سے ہے یا خاصہ میں سے؟
شاگرد	عامہ میں سے
اُستاذ	آپ کو کیسے معلوم ہوا؟
شاگرد	کیونکہ خاصہ کی پانچ اقسام ہیں اور یہ ان پانچ اقسام میں سے کسی میں بھی داخل نہیں۔
اُستاذ	یہ عامہ کی اقسام میں سے منصرف ہے یا غیر منصرف۔
شاگرد	منصرف ہے کیونکہ اس میں غیر منصرف کے نو اسباب میں سے کوئی سبب نہیں ہے۔
اُستاذ	منصرف کی کونسی قسم ہے۔ واحد تثنیہ جمع؟
شاگرد	جمع ہے۔
اُستاذ	کونسی جمع ہے؟
شاگرد	جمع مکسّر ہے۔
اُستاذ	میں کہتا ہوں یہ جمع مؤنث سالم ہے؟
شاگرد	جی نہیں کیونکہ اُس کے آخر میں الف تا ہوتی ہے۔
اُستاذ	جمع مذکر سالم ہے؟
شاگرد	نہیں کیونکہ اُس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہوتا ہے۔
اُستاذ	جمع اقصیٰ ہے؟
شاگرد	نہیں کیونکہ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے پہلے دو حرفوں پر فتحہ اور تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ کی ہوتی ہے۔
اُستاذ	الحمدللہ آپکو جمع کی اقسام یاد ہیں۔ تو اب آپ بتائیں کہ جمع مکسر کا اعراب بالحرکت ہوگا یا اعراب بالحرف؟
شاگرد	اعراب بالحرکت ہوگا یعنی رفع ضمہ لفظی نصب فتحہ لفظی اور جر کسرہ لفظی کے ساتھ ہوگا۔

﴿غیر منصرف﴾

ہر اُس اسم کو کہتے ہیں جس میں غیر منصرف کے نو اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو قائم مقام دو سببوں کے ہو۔ منع صرف کے نو اسباب یہ ہیں :۔

عدل۔ وصف۔ تانیث۔ معرفہ۔ عجمہ۔ جمع۔ ترکیب۔ وزن فعل۔ الف نون زائد تان

عدل :۔ عدل کے لغوی معنی ہیں "پھیرنا" (اسی معنی کی طرف محرم آفندی والے نے اشارہ کیا ہے وهو فی اللغة الصرف۔ ویقال اسم معذول" ای مصروف" محرم آفندی ص ۷۹ ج ۱)

اصطلاح میں عدل ہر اُس اسم کو کہتے ہیں جو اپنی قانونی شکل سے نکل کر غیر قانونی شکل کی طرف چلا جائے۔ سمیت باقی رکھنے مادہ اور معنیٰ اصل کے یعنی اصلی حروف بھی باقی رہیں اور اصلی معنیٰ بھی۔ جیسے :۔ عمر ۔ ثُلٰث ۔ مثلث

عدل دو قسم پر ہے **عدل تحقیقی۔** **عدل تقدیری**

عدل تحقیقی :۔ ایک اسم کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود ہو۔

جیسے :۔ ثُلٰث۔ مَثلَث۔ یہ ثلٰثۃ" ۔ ثلٰثۃ" سے نکلے ہیں اور ان کے اندر عدل تحقیقی ہے کیونکہ ان کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ ہمارے پاس دلیل موجود ہے اور وہ دلیل انکے (ثُلٰث۔ مَثلَث) معنیٰ کے اندر تکرار ہے کیونکہ (ثُلٰث۔ مَثلَث) دونوں کا معنیٰ ہے (تین۔ تین) اور قاعدہ یہ ہے کہ معنیٰ کا تکرار یہ مستلزم ہوتا ہے لفظ کے تکرار کو تو معلوم یہ ہوا کہ یہ اصل میں ثلٰثۃ" ۔ ثلٰثۃ" تھے پھر ان سے نکل کر ثُلٰث۔ مَثلَث بنے ہیں۔

عدل تقدیری : ایک اسم کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی اور دلیل ہمارے پاس موجود نہ ہو۔ جیسے عُمَر۔ زُفر یہ کلام عرب میں غیر منصرف پائے گئے حالانکہ نحویوں کے نزدیک غیر منصرف وہ ہوتا ہے جس میں دو سبب ہوں یا ایک دو کے قائم مقام ہو اب ان کے

اندر ایک سبب علم موجود ہے۔ دوسرا سبب موجود نہیں اب اگر ان کو ایک سبب کی وجہ سے غیر منصرف پڑھیں تو نحویوں کا قانون ٹوٹتا ہے تو نحویوں نے اپنے قانون کو بچانے کے لیے انکے اندر دوسرا سبب عدل فرض کر لیا اور یوں کہا کہ عمر اور زفر اصل میں عامرؔ. زافرؔ تھے ان سے نکل کر عمر اور زفر بنے ہیں۔ اب ان کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور دلیل نہیں۔

وصف :۔ وصف کا لغوی معنی ہے "بیان کرنا"

اصطلاحی تعریف :۔ کون الاسم دالاً علی ذاتٍ مبهمةٍ ماخوذ ةٍ مع بعض صفاتها.
وصف ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو مبهم ذات مع الوصف پر دلالت کرے۔ جیسے اَحْمَرُ ہر اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے لئے حمرة" ثابت ہے۔

عجمہ :۔ لغت میں "گونگا" ہونے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں عجمہ ہر اس لفظ کو کہتے ہیں جس کا بنانے والا غیر عربی ہو آگے عجمہ کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

۱۔ علمیت في العجمه یعنی عجمی زبان میں علم ہو۔ آگے عجمی زبان میں علم ہونا دو قسم پر ہے۔

۱۔ حقیقی ۲۔ حکمی

حقیقی: ایک لفظ عجمی زبان میں بھی علم ہو اور جب اس کو عربی زبان کی طرف نقل کیا گیا ہو تو بطور علم ہی کے استعمال کیا گیا ہو جیسے :۔ ابراهيم

حکمی : ایک لفظ عجمی زبان میں تو علم نہ ہو لیکن جب عربی زبان کی طرف بغیر تصرف کے نقل کیا گیا ہو تو بطور نام ہی کے استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے قالون اب قالون عجمی زبان میں ہر عمدہ چیز کو کہتے ہیں لیکن جب اس کو عربی زبان کی طرف نقل کیا گیا تو پھر یہ نام رکھ دیا گیا ایک عمدہ قرأت کرنے والے قاری صاحب کا۔

۲۔ وجود احد الامرین (ا) متحرك الاوسط ، مثال شتر (ب) زائد على الثلثة ۔ مثال ابراهيم

جمع :۔ یہاں جمع سے مراد جمع اقصیٰ ہے۔ جمع اقصیٰ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس کلمہ سے جمع اقصیٰ بنائی جائے اس کے پہلے دو حرفوں پر فتحہ دیا جائے تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ کی لائی جائے۔ اس کے بعد دیکھیں گے ایک حرف ہے یا دو حرف یا تین حرف ہیں اگر ایک ہے یعنی ایک مشدد حرف ہے تو بر حال چھوڑ دینگے جیسے دوابٌّ اگر دو حرف ہیں تو پہلے حرف کو کسرہ دوسرے کو بر حال چھوڑیں گے جیسے مضربؒ" سے مضاربُ اور اگر تین حرف ہوں تو پہلے کو کسرہ اور دوسرے حرف کو یاء ساکنہ سے بدل دینگے اور تیسرے کو بر حال چھوڑ دینگے جیسے :۔مصباح" سے مَصَابِیح

تانیث :۔ ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس میں تانیث کی علامت ہو۔

تانیث دو قسم پر ہے۔ ۱۔ لفظی ۲۔ معنوی

لفظی :۔ جس میں تانیث کی علامت لفظاً موجود ہو جیسے :۔فاطمة . خديجة

معنوی :۔ جس میں تانیث کی علامت لفظاً نہ ہو جیسے :۔زینب

آگے تانیث لفظی دو قسم پر ہے ۱۔بالتاء ۲۔بالالف

تانیث لفظی بالتاء :۔ جس کے آخر میں تا ہو جیسے :۔ طلحۃ

تانیث لفظی بالالف :۔ جس کے آخر میں الف ہو خواہ الف مقصورہ ہو جیسے :۔حُبلیٰ یا الف ممدودہ ہو جیسے :۔حمراءُ

معرفہ :۔ جس کو واضع نے کسی معین چیز کے لیے وضع کیا ہو۔ معرفہ کی سات اقسام میں سے یہاں پر علم مُراد ہے۔

ترکیب :۔ یہاں ترکیب سے مراد مرکب منع صرف ہے۔

مرکب منع صرف کی تعریف :۔ دو اسموں کو واضع نے الگ الگ معنوں کے لیے وضع کیا ہو بعد میں آنے والے نے دونوں کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرف کا نہ ہو۔

جیسے بَعْلَبَكُّ ۔ معدی کرب ۔ حضر موت

وزن فعل :۔ ایک کلمہ ہو تو اسم لیکن فعل کے وزن پر ہو جیسے احمد۔ اشرف۔ اکبر

الف نون زائد تان :۔ وہ اسم جس کے آخر میں الف نون زائد تان ہو۔ جیسے عثمان۔ فرحان

﴿غیر منصرف کے نو اسباب کو ذہن نشین کرنے کا آسان طریقہ﴾

غیر منصرف کے نو اسباب کو چار حصوں میں تقسیم کریں

نمبر ۱ علم اور وصف ان دو سببوں میں سے ہر ایک سبب کو سبب معین کہا جاتا ہے یعنی یہ دونوں ایسے سبب ہیں جو دوسرے اسباب کے ساتھ غیر منصرف کا سبب بننے میں تعاون اور مدد کرنے والے ہیں جیسے: عجمہ' ترکیب' تانیث بالتاء یہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتے جب تک کہ ان کو علم کا تعاون شامل نہ ہو۔

نمبر ۲ باقی بچے سات ان میں سے ڈیڑھ سبب یعنی جمع اقصیٰ اور آدھی تانیث (تانیث بالالف) یہ اکیلے (یعنی جمع اقصیٰ اکیلی اور تانیث بالالف اکیلی) قائم مقام دو سببوں کے ہیں جیسے دو روپے کا نوٹ دیکھنے میں تو ایک ہے لیکن حقیقت میں قائم مقام دو روپے کے ہے۔

نمبر ۳ باقی بچے ساڑھے پانچ ان میں سے اڑھائی کو نکال لیں یعنی عجمہ' ترکیب اور آدھی تانیث (یعنی تانیث لفظی بالتاء اور تانیث معنوی) ان میں دوسرا سبب ہمیشہ علم ہوگا کیونکہ ان میں علم ان کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے شرط ہے اور یہ اڑھائی سبب مشروط ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ مشروط بغیر شرط کے نہیں پایا جاتا جیسے وضو شرط ہے نماز کے لئے تو نماز بغیر وضو کے نہیں پائی جاتی۔ (اگر پانی پر قادر ہو)

نمبر ۴ باقی تین سبب رہ گئے عدل' وزنِ فعل' الف نون زائد تان۔ ان میں دوسرا سبب ہمیشہ علم ہوگا یا وصف۔

فائدہ :۔ علم اور وصف آپس میں جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ علم چاہتا ہے خصوص کو اور وصف چاہتی ہے عموم کو اور عموم خصوص کے درمیان منافات ہے یعنی یہ آپس میں ضد ہیں۔

نقشہ برائے اجتماع اسبابِ منع صرف

جمع اقصیٰ۔ تانیث بالالف

- جمع اقصیٰ — ضوارب
- تانیث بالالف — حبلی

عجمہ۔ ترکیب۔ تانیث بالتاء

- عجمہ — علم — ابراہیم
- ترکیب — علم — بعلبك
- تانیث بالتاء — علم — طلحة

عدل۔ وزن فعل۔ الف نون زائد تان

- عدل — وصف — ثُلث
- عدل — علم — عمر
- وزن فعل — وصف — احمر
- وزن فعل — علم — احمد
- الف نون زائد تان — وصف — سکران
- الف نون زائد تان — علم — عثمان

غیر منصرف کلمات کی علامات :۔

۱۔ وہ اسم جس کے آخر میں تائے تانیث آجائے وہ ہمیشہ غیر منصرف ہوگا۔ جیسے طلحة ، حنظلة ، ابوھریرة

۲۔ وہ اسم جس کے آخر میں الف نون زائد تان آجائیں وہ ہمیشہ غیر منصرف ہوگا۔ جیسے عثمان، فرحان، عمران

۳۔ جو صیغہ افعل کے وزن پر استعمال ہو وہ بھی غیر منصرف ہوگا۔ جیسے احمد، اشرف، افضل، أضرَبُ ، أعلَمُ

۴۔ تمام انبیاءؑ کے نام غیر منصرف ہیں سوائے چھ ناموں (محمد ﷺ، صالحؑ ، شعیبؑ، ہودؑ، لوطؑ ، نوحؑ) کے۔

۵ مساجد اور مصابیح کے ہمشکل جو بھی جمع ہو وہ غیر منصرف ہوگی۔ جیسے مسائل، ضوارب، فواتح، مفاتیح

فعل مضارع کا اعراب

فعل مضارع کا اعراب

تین قسم پر ہے نمبر ۱۔ رفع نمبر ۲۔ نصب نمبر ۳۔ جزم

رفع (دو چیزوں کے ساتھ آتا ہے) نمبر ۱۔ ضمہ کے ساتھ نمبر ۲۔ اثباتِ نون اعرابی کیساتھ

نصب (دو چیزوں کے ساتھ آتا ہے) نمبر ۱۔ فتحہ کے ساتھ نمبر ۲۔ اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ

جزم (تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے) نمبر ۱۔ سکون کے ساتھ۔ نمبر ۲۔ حذفِ لام کے ساتھ

نمبر ۳۔ اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ

﴿باعتبارِ اعراب فعل مضارع چار قسم پر ہے﴾

نمبر ۱ مفرد صحیح (نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو) مجرد از ضمیر بارز (ضمیر بارز سے خالی)

رفع	نصب	جزم
ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	سکون

مثال هو يضربُ لن يضربَ لم يضربْ

نمبر ۲ مفرد معتل واوی و یائی مجرد از ضمیر بارز

رفع	نصب	جزم
ضمہ (تقدیری)	فتحہ (لفظی)	حذفِ لام

مثال | ھو یدعوْ و یرمیْ | لن یدعوَ و یرمیَ | لم یدعُ و یرمِ

نمبر۳۔ مفرد معتل الفی مجرد از ضمیر بارز

رفع	نصب	جزم
ضمہ (تقدیری)	فتحہ (تقدیری)	حذفِ لام

مثال | ھو یرضیٰ | لن یرضیٰ | لم یرضَ

نمبر۴۔ صحیح یا معتل مشتمل بر ضمیر بارز

رفع اثباتِ نون اعرابی کیساتھ | نصب و جزم اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ

مثال | ھما یضربانِ و یدعُوانِ و یرضیانِ | لن یضربا و یدعُوا و یرضیا | لم یضربا و یدعُوا و یرضیا

فائدہ: پہلی تین قسمیں (یعنی مفرد صحیح۔ معتل واوی و یائی۔ معتل الفی مجرد از ضمیر بارز) فعل مضارع کے پانچ صیغوں کے لئے ہیں۔ واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب۔ واحد مذکر حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم چوتھی قسم (یعنی صحیح یا معتل مشتمل بر ضمیر بارز) باقی سات یعنی چار تثنیہ' دو جمع مذکر' ایک واحد مؤنث حاضر کے صیغوں کو شامل ہے۔ (جمع مؤنث کے دو صیغوں کے علاوہ کہ وہ مبنی ہیں)

﴿فعل مضارع کے اعراب کا آسان حل﴾

فعل مضارع کے کل چودہ صیغے ہیں ان میں سے دو کو نکال دو (یعنی جمع مؤنث غائب و جمع مؤنث حاضر) باقی بچے بارہ ان میں سے پانچ صیغے لے لو۔ واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب۔ واحد مذکر حاضر۔ واحد متکلم و جمع متکلم اب اگر یہ پانچ صیغے صحیح کے ہیں تو ان کا اعراب پہلی قسم والا ہوگا۔ یعنی رفع ضمہ کے ساتھ۔ نصب فتحہ کے ساتھ۔ جزم سکون کیساتھ تینوں کی مثالیں بالترتیب یہ ہیں کہ:۔ ھُو یَضربُ لَن یضربَ لم یضربْ

اور اگر یہ پانچ صیغے معتل واوی ویائی کے ہوں تو پھر ان کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم حذف لام (کلمہ) کے ساتھ ہو گا تینوں کی مثالیں بالترتیب هُوَ يَدعُوْ هُوَيَرمِىْ لَنْ يَّدْعُوَ لَنْ يَّرْمِيَ لَمْ يَدْعُ لَمْ يَرْمِ اور اگر یہ پانچ صیغے معتل الفی کے ہوں تو پھر ان کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم حذف لام کلمہ کے ساتھ ہو گا: هُوَيَرْضٰى لَنْ يَّرْضٰى لَمْ يَرْضَ

نوٹ :۔ ناقص واوی ویائی ولفیف کا مضارع مجہول بھی معتل الفی میں داخل ہے۔

باقی سات صیغے بچے وہ خواہ صحیح کے ہوں یا معتل واوی ویائی کے ہوں یا معتل الفی کے ان سب کا ایک ہی اعراب ہے رفع اثبات نون اعرابی کے ساتھ اور نصب وجزم اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ۔

مثال رفع کی :۔ هُمَا يَضْرِبَانِ يَدْعُوَانِ يَرْمِيَانِ يَرْضَيَانِ

مثال نصب کی :۔ لَنْ يَضْرِبَا لَنْ يَدْعُوَا ۔ لَنْ يَرْضَيَا

مثال جزم کی :۔ لَمْ يَضْرِبَا ۔ لَمْ يَدْعُوَا ۔ لَمْ يَرْمِيَا

اجراء :۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن

اُستاذ : نَعْبُدُ یہ دو (جمع مؤنث غائب وحاضر) میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد : بارہ میں سے (بارہ سے مراد جمع مؤنث غائب وحاضر کے علاوہ باقی بارہ صیغے ہیں)۔

اُستاذ : پانچ (واحد مذکر ومؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم) میں سے ہے یا سات (ان پانچ اور دو صیغوں کے علاوہ) میں سے ؟

شاگرد : پانچ میں سے ہے کیونکہ یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے۔

اُستاذ : اس کا اعراب کیا ہو گا ؟

شاگرد : اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی کیساتھ اور نصب فتحہ لفظی کیساتھ اور جزم سکون کیساتھ ہو گا کیونکہ یہ جمع متکلم کا صیغہ فعل مضارع کے اعراب کی اقسام میں سے پہلی قسم میں داخل ہے یعنی مفرد صحیح مجرد از ضمیر بارز۔

مرفوعات، منصوبات، مجرورات

مرفوعات :۔

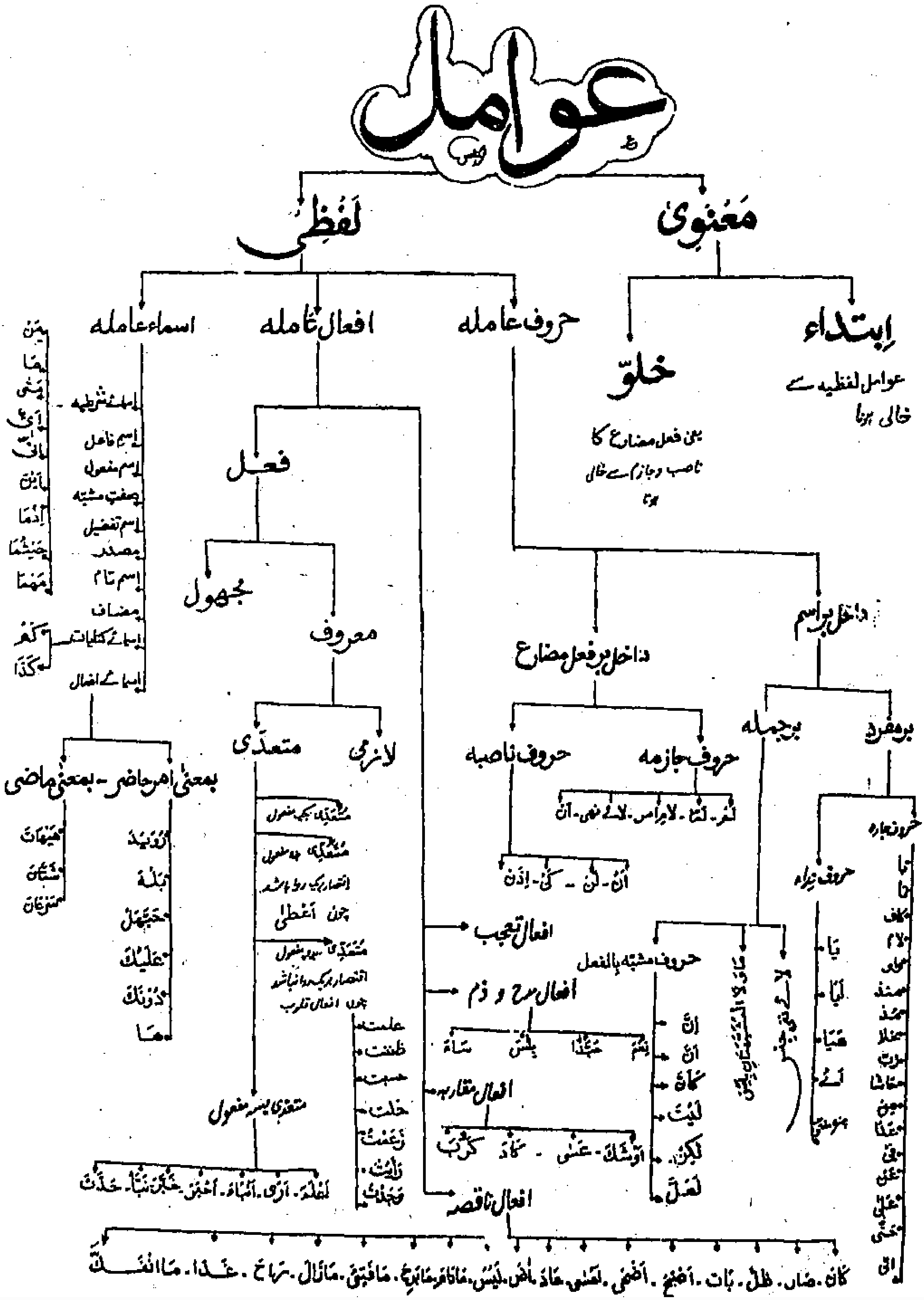
۱۔ مُبتدا
۲۔ خبر
۳۔ فاعل
۴۔ نائب فاعل
۵۔ حروف مشبّہ بالفعل کی خبر
۶۔ لائے نفی جنس کی خبر
۷۔ ماولا مشبّہتان بلَیْسَ کااسم
۸۔ افعال ناقصہ کااسم
۹۔ افعال مقاربہ کااسم

منصوبات :۔

۱۔ مفعول بہ
۲۔ مفعول لہ
۳۔ مفعول معہ
۴۔ مفعول مطلق
۵۔ مفعول فیہ
۶۔ حالُ
۷۔ تمیز
۸۔ حروفِ مشبّہ بالفعل کااسم
۹۔ ماولا مشبہتان بلَیْسَ کی خبر
۱۰۔ افعال مقاربہ کی خبر
۱۱۔ افعال ناقصہ کی خبر
۱۲۔ لائے نفی جنس کااسم
۱۳۔ مستثنیٰ

مجرورات :۔

۱۔ مجرور بحرفِ جر
۲۔ مضاف الیہ
۳۔ مجرور بجرّ جوار



عوامل
لفظی
معنوی
ابتداء
عوامل لفظیہ سے خالی ہونا
خلو
یعنی فعل مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا
حروف عاملہ
افعال عاملہ
اسماء عاملہ
داخل بر اسم
داخل بر فعل مضارع
برمفرد
برجملہ
حروف جارہ
ب ت کاف لام واو منذ مذ خلا رب حاشا من عدا فی عن علی حتی الی
حروف نداء
یا ایا ھیا ای ہمزہ مفتوحہ
حروف مشبہ بالفعل
انّ أنّ کأنّ لیت لکنّ لعلّ
ما ولا المشبہتان بلیس
لائے نفی جنس
حروف جازمہ
لم ـ لما ـ لام امر ـ لائے نہی ـ اِن
حروف ناصبہ
أن ـ لن ـ کی ـ اذن
افعال تعجب
افعال مدح و ذم
نعم حبذا بئس ساء
افعال مقاربہ
کرب ـ کاد ـ عسیٰ ـ اوشک
افعال ناقصہ
کان ـ صار ـ ظل ـ بات ـ اصبح ـ اضحی ـ امسی ـ عاد ـ آض ـ لیس ـ مازال ـ مابرح ـ مافتئ ـ مادام ـ راح ـ غدا ـ ماانفک
فعل
مجہول
معروف
لازمی
متعدی
متعدی بیک مفعول
متعدی بدو مفعول اقتصار بریک روا باشد چوں اعطی
متعدی بدو مفعول اقتصار بریک روا نباشد چوں افعال قلوب
علمت ظننت حسبت خلت زعمت رأیت وجدت
متعدی بسہ مفعول
اعلم ـ أری ـ أنبأ ـ أخبر ـ خبّر ـ نبّأ ـ حدّث
اسمائے شرطیہ
من ما متی ای انّی این اذما حیثما مہما
اسم فاعل
اسم مفعول
صفت مشبہ
اسم تفضیل
مصدر
اسم تام
مضاف
اسمائے کنایات عدد
کم کذا
اسمائے افعال
بمعنی امر حاضر ـ بمعنی ماضی
رویدا بلہ حیہل علیک دونک ھا
ھیہات شتان سرعان

مستثنیٰ کی بحث

مستثنیٰ ہر اُس اسم کو کہتے ہیں جو اِلاَّ یا اخواتِ اِلاَّ کے بعد واقع ہو۔ تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ جس حکم کی نسبت اِلاَّ کے ماقبل کی طرف کی گئی ہے اس حکم کی نسبت اِلاَّ کے مابعد کی طرف نہیں کی گئی۔

غَيرُ و سِوىٰ و سَوَاءَ وحَاشا وخَلاَ وماخلا وماعَدَا ولَيسَ ولا يَكونُ

مستثنیٰ کی اقسام :۔

مستثنیٰ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ متصل ۲۔ منقطع

متصل :۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو جیسے :۔ جاء ني القوم الا زيداً

منقطع :۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو جیسے :۔ جاء ني الْقَوْمُ اِلاَّ حِمَارًا

مستثنیٰ کا اعراب

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے : ۱۔ نصب۔ ۲۔ نصب وبدل۔ ۳۔ بحسبِ العوامل۔ ۴۔ جر

نصب :۔ مستثنیٰ پانچ مقام میں منصوب ہوگا۔

۱۔ مستثنیٰ متصل ہو۔ اِلاّ کے بعد ہو کلام موجب میں ہو۔

مثال جاء ني القوم الاّ زيداً

۲۔ مستثنیٰ منقطع ہو۔

مثال جاء ني القوم الاّ حماراً

فائدہ : کلام دو قسم پر ہے ۱۔ موجب ۲۔ غیر موجب

موجب : جس میں حرف نفی، نہی، استفہام نہ ہوں

غیر موجب : جس میں حرف نفی، نہی، استفہام ہوں۔

۳۔ مستثنیٰ ہو۔ الا کے بعد ہو۔ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو۔

مثال ما جاء نی الا زیداً احد''

۴۔ مستثنیٰ ہو۔ خلا و عدا کے بعد واقع ہو۔ اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہوگا

مثال جاء نی القوم خلا زیداً

۵۔ مستثنیٰ ہو۔ ما، خلا، ما عدا، لَیسَ اور لا یکون کے بعد واقع ہو۔

مثال جاء نی القوم ما خلا زیداً

نصب و بدل:۔ مستثنیٰ ہو۔ الاَّ کے بعد ہو۔ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو دو وجہ پڑھنی جائز ہیں

نصب پڑھنا بھی جائز ہے اور بدل بنانا بھی جائز ہے جیسے: ماجاء نی اَحَدٌ الاَّ زیداً و الاَّ زیدٌ

بحسبِ عوامل:۔ مستثنیٰ ہو۔ الاَّ کے بعد واقع ہو۔ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ محذوف ہو۔ تو مستثنیٰ کا

اعراب بحسبِ عوامل ہوگا یعنی اگر عامل رافع ہے تو مرفوع عامل ناصب ہے تو منصوب اور اگر عامل

جارہ ہے تو مجرور جیسے:۔ مَا جَاءَ نِی اِلاَّ زیدٌ وَ مَا رَاَیتُ اِلاَّ زیدًا

وَ مَا مَرَرتُ اِلاَّ بِزَیدٍ اس کو مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں۔

(مستثنیٰ مفرّغ سے مراد مفرّغ لہ ہے یعنی جو عامل مستثنیٰ منہ میں عمل کررہا تھا اب وہ مستثنیٰ منہ کے محذوف ہونے کے بعد فارغ ہو چکا ہے مستثنیٰ میں عمل کرنے

فائدہ:۔ اِلاَّ کے بعد جار مجرور آ جائے تو وہ اکثر مستثنیٰ مفرّغ ہوتا ہے۔

جر:۔ مستثنیٰ ہو۔ غَیر، سِوی، سَوَاءَ کے بعد ہو تو مستثنیٰ مجرور ہوگا

مستثنیٰ ہو۔ حَاشَا کے بعد واقع ہو تو اکثر کے نزدیک مستثنیٰ مجرور اور بعض کے نزدیک منصوب ہوگا۔

جیسے:۔ جَاءَ نِی القوم غیر زیدٍ و سویٰ زیدٍ و سوَاءَ زیدٍ وَحَاشَا زیدٍ

غیرُ کااعراب :۔جواعراب مستثنیٰ بالاؔ کا ہے وہی اعراب خود لفظ غیر کا ہوگا یعنی جن صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوگا اگران صورتوں میں اِلاّ کی جگہ پر غیر کا لفظ استعمال ہوا تو وہ بھی منصوب ہوگا جیسے جاء نی القومُ غیرَ زیدٍ۔اور جس صورت میں مستثنیٰ پر نصب وبدل دونوں جائز ہوں اس صورت میں اگر الاّ کی جگہ پر غیرُ کا لفظ استعمال ہو تو اس پر بھی نصب وبدل دونوں جائز ہوں گے جیسے :۔ماجاء نی اَحَدٌ'' غیرُ زیدٍ و غَیرَ زیدٍ اور جن صورتوں میں مستثنیٰ معرب علیٰ حسب العوامل ہوتا ہے اگر انہیں صورتوں میں الاّ کی جگہ پر غیرُ کا لفظ استعمال ہوا تو اسکا اعراب بھی علیٰ حسب العوامل ہوگا یعنی اگر عامل رافع ہے تو وہ مرفوع ہوگا' عامل ناصب ہے تو منصوب ہوگا' عامل جارہ ہے تو مجرور ہوگا جیسے :۔ماجاء نی غیرُ زیدٍ و مارأیتُ غَیرَ زیدٍ وما مررت بغیر زیدٍ

فائدہ : غیرُ کا لفظ صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی استثناء کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیساکہ جَاءَ نِی اَلقَوۡمُ غَیرَ اصحابك ۔ اسی طرح الاَّ وضع تو استثناء کیلئے ہے لیکن بسااوقات صفت کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہ غیرُ کے معنی میں ہوتا ہے جیساکہ :

لَااِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحمّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ

یہاں پر اِلاَّ صفت کے لئے ہے بمعنی غیرُ

توابع کی بحث

تابع کی تعریف:۔ تابع ہر اُس دوسرے لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے پہلے لفظ کے ساتھ اعراب میں بھی موافق ہو (کہ دونوں کا اعراب ایک ہو) اور جہت میں بھی موافق ہو۔ جہت میں موافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر متبوع فاعل وغیرہ ہونے کی وجہ سے مرفوع، مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو تو تابع بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع، مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب اور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا۔

مثال تابع فاعل کی: جاء نی زیدُنِ العالِمُ

مثال تابع مفعول کی: رَأیتُ زیدَنِ العالِمَ

مثال تابع مضاف الیہ کی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تابع کی اقسام:۔ تابع پانچ قسم پر ہے

۱۔نعت ۲۔عطف بحرف ۳۔بدل ۴۔تاکید ۵۔عطف بیان

نعت:۔ نعت یعنی صفت ہر اُس تابع کو کہتے ہیں جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو اُس کے متبوع کے اندر یا متبوع کے متعلق کے اندر پایا جائے۔ تابع کو نعت یا صفت کہتے ہیں اور متبوع کو موصوف یا منعوت کہتے ہیں جیسے:۔ جَاءَ نِیْ رَجُل ''عَالِمٌ'' اس کی مزید تفصیل موصوف صفت کی علامات میں گذر چکی ہے۔

عطف بحرف:۔ ہر اُس تابع کو کہتے ہیں جو حروف عاطفہ کے بعد ذکر ہو اور اپنے متبوع کے ساتھ مقصود بالنسبت ہو۔ یعنی جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود تابع

اور متبوع دونوں ہوں (بشرطیکہ مفرد کا عطف مفرد پر ہو) جیسے: ضَرَبَ زید'' و عمر''

حروف عاطفہ دس ہیں:

دہ حروف عاطفہ مشہور اند یعنی واؤ فاء

ثُمَّ، حَتّٰی، اَو، اِمّا، اَمْ، بَلْ، لٰکِنْ، وَلاَ

اس کے متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل معطوف ومعطوف علیہ کے بیان میں گذر چکی ہے

بدل: ۔بدل لغت میں عوض کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہر اس تابع کو کہتے ہیں جو مقصود بالنسبت ہو یعنی جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اُس سے مقصود متبوع نہ ہو بلکہ تابع ہو متبوع کو صرف توطیہ تمہید کیلئے ذکر کیا گیا ہو جیسے: الصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحمَّدٍ۔ متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں۔

بدل کی اقسام: ۔ بدل چار قسم پر ہے

۱۔**بدل الکل:** ۔ بدل اور مبدل منہ کا مصداق ایک ہو جیسے: ۔جاءَ نِیْ زیدٌ اخوك

۲۔**بدل البعض:** ۔بدل مبدل منہ کے مصداق کا جز ہو جیسے: ۔ضَرِبَ زَیدٌ رأسُه

۳۔**بدل الاشتمال:** ۔ بدل مبدل منہ کے ساتھ متعلق ہو جیسے: ۔سُلِبَ زَیدٌ ثوبه'

۴۔**بدل الغلط:** ۔جو غلطی کے بعد صحیح لفظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو

جیسے: ۔ایک آدمی راستے سے گذر رہا تھا گدھے کے پچھلے دو پاؤں پر نظر پڑی اندھیرا ہونے کی وجہ سے اُس کو آدمی سمجھا اور کہا مررتُ بِرَجُلٍ لیکن جب اگلے دو پاؤں پر نظر پڑی تو کہا کہ مجھے غلط فہمی ہوئی تو کہا: مررتُ بحمارٍ ای مررتُ برجلٍ حمارٍ

بدل مبدل منہ کی علامات

۱۔ لقب کے بعد نام ذکر ہو تو عام طور پر بدل مبدل منہ بنتے ہیں۔

قال الشیخ الامام الاجل الزاھدُ ابو الحسن احمد

۲۔ پہلے کسی چیز کی تعداد عدد کے ذریعے بیان ہو پھر آگے اُس کی تفصیل ہو تو تفصیل میں ہر ایک بدل بھی بن سکتا ہے ماقبل کے لیے جیسے:۔ مِأۃُ عامِلٍ لفظیۃٍ و معنویۃٍ

۳۔ ھـــذا اسم اشارہ کے بعد الف لام والا اسم ذکر ہو تو ترکیب میں صفت کی طرح بدل اور عطفِ بیان بھی بن سکتا ہے جیسے:۔ رَبِّ یَسِّرْ ھٰذا الکتابَ علیَّ

عطف بیان:۔ ہر اُس تابع کو کہتے ہیں جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کو واضح اور روشن کر دے جیسے: اقسم باللّٰہِ اَبُو حفصٍ عُمَرُ ۔ اسکے متبوع کو مُبین اور تابع کو عطف بیان کہتے ہیں۔

عطف بیان کی علامت:۔ نام اور کنیت اکٹھے ذکر ہوں تو جو چیز مشہور ہو اُس کو بناؤ عطف بیان اور جو غیر مشہور ہو اُس کو بناؤ مُبیَّن۔

مثال نام مشہور کی:۔ اَقسَمَ باللّٰہِ ابو حفصٍ عُمَرُ

مثال کنیت مشہور کی:۔ قال عبد اللّٰہِ ابنِ مسعودٍ

تاکید:۔ تاکید ہر اس تابع کو کہتے ہیں جو اپنے متبوع کے حال کو پکا کرے نسبت کے اندر یا شمول کے اندر نسبت کے اندر پکا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل کی طرف سے جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اس نسبت کے اندر سامع کو شک ہوتا کیدآ کر اس شک کو دور کر دے

جیسے:۔ جاء نی امیر المؤمنین اب سامع کو شک ہوگا کہ امیر المومنین کہاں آئے ہونگے اُن کا کوئی نمائندہ آیا ہوگا مگر جب تاکید کیساتھ دوبارہ کہا۔ جاء نی امیرالمؤمنین امیر المؤمنین تو شک دور ہو گیا کہ امیر المومنین ہی تشریف لائے ہونگے۔

شمول کے اندر پکا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل کی طرف سے جو حکم متبوع کے افراد کو شامل ہو رہا ہے اس شمول کے اندر سامع کو شک ہے کہ یہ حکم سب کو شامل ہے یا بعض کو تاکید لا کر اس شک کو دور کر دیا جیسے:۔ جاء نی طُلاَّب" کہا تو سامع کو شک ہوا کہ بعض طلباء تشریف لائے ہونگے لیکن کلھم کا لفظ ذکر کیا تو شک دور ہو گیا کہ تمام طلباء آئے یعنی چھوٹے بڑے سب طلباء۔ جاء نی طُلاَّ ب" کلھم

تاکید کی اقسام:۔ تاکید دو قسم پر ہے۔ ا۔ لفظی ۲۔ معنوی

تاکید لفظی:۔ جو لفظ کے تکرار کے ساتھ ہو جیسے:۔ کلا اذا دکت الارض دکًّا دکًّاo

تاکید معنوی:۔ تاکید معنوی آٹھ لفظوں کے ساتھ آتی ہے

نفس" عَین" کلاو کلتا. کلّ" . اجمع . اکتعُ . ابتعُ ابصعُ.

جیسے:۔ جاء نی طُلاَّ ب" کلھم

نکتہ:۔ نفس" ۔ عَین" ۔ کُلّ"۔ جب ضمیر کے ساتھ استعمال ہوں تو ماقبل کے لیے تاکید بنیں گے۔ بشرطیکہ ان پر کوئی حرف جر داخل نہ ہو جیسے:۔ فَسَجَدَالملئِکۃُ کلھم اجمعونo

﴿کچھ باتیں نحو میر کی﴾

لفظ مستعمل کلام عرب میں دو قسم پر ہے۔ ۱۔ مفرد ۲۔ مرکب

مفرد :۔ وہ لفظ ہے جو تنہا ایک معنی پر دلالت کرے جیسے :۔ رجل ''اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ تین قسم پر ہے۔ اسم فعل حرف

اسم :۔ وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج نہ ہو اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے :۔ زید''

علاماتِ اسم :۔ اسم کی پہچان کے لیے چند علامات ہیں جن کو شاعر نے شعر میں ذکر کیا ہے

لام و تنوین حرف جر مسند الیہ منسوب داں
پس مصغر تثنیہ مجموع مضاف را بخواں
ندا و تائے متحرکہ موصوف علامت اسم داں
نظم کر دم آنچہ دیدم در کتاب نحویاں

فعل :۔ فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج نہ ہو اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے : ضَرَبَ

علامات فعل :۔ علامات فعل کو شاعر نے شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

سین 'سوف' جازمہ 'قد' تائے ساکنہ 'مسند و نہی 'امر داں
اتصال تاء فعلت 'نون تاکید و خفیفہ مرفوع بارز را فعل بخواں

حرف :۔ وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے :۔ من ' الی ' علی

علامات حرف :۔ کسی لفظ پر جو نہ ہو کوئی علامت فعل و اسم
یہی عدمِ علامت ہے حرف کی علامت عزیزم

مرکب :۔ وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے حاصل ہو یعنی جس میں لفظ کی جز معنی کے جز پر دلالت کرے جیسے :۔ زید" قائم"

مرکب دو قسم پر ہے ۱۔ مرکب تام (مفید) ۲۔ مرکب ناقص (غیر مفید)

مرکب تام (مفید) :۔ مرکب مفید وہ مرکب ہے کہ کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو فائدہ خبر یا طلب کا حاصل ہو جیسے :۔ زید" عالم" ضَرَبَ زید"

مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

مرکب مفید دو قسم پر ہے۔ ۱۔ جملہ خبریہ ۲۔ جملہ انشائیہ

جملہ خبریہ : جملہ خبریہ وہ جملہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسے : زید" عالم" یعنی زید عالم ہے۔ جملہ خبریہ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ جملہ فعلیہ ۲۔ جملہ اسمیہ

جملہ فعلیہ :۔ وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز فعل ہو اور دوسری جز اسم ہو۔ پہلی جز کو فعل اور مسند کہتے ہیں اور دوسری جز کو مسند الیہ اور فاعل کہتے ہیں جیسے :۔ ضَرَبَ زید"

جملہ اسمیہ :۔ وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز اسم ہو اور دوسری جز خواہ اسم ہو یا فعل جیسے : زید" عالم" اس کی پہلی جز مسند الیہ ہوتی ہے اور اس کو مبتدا بھی کہتے ہیں اور اسکی دوسری جز مسند ہوتی ہے اور اسکو خبر بھی کہتے ہیں۔

فائدہ :۔ مسند حکم ہوتا ہے اور مسند الیہ جس پر حکم لگایا جائے اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے۔ فعل صرف مسند ہوتا ہے نہ کہ مسند الیہ جبکہ حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔

جملہ انشائیہ :۔ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔

جملہ انشائیہ کی مشہور اقسام:۔ جملہ انشائیہ کی دس مشہور اقسام ہیں:۔

اَمر:۔ امر لغت میں حکم کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں امر ہر اس صیغے کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی کام کو طلب کیا جائے۔ آگے طلب کے تین درجے ہیں۔ ۱۔ اعلیٰ ادنیٰ سے کسی کام کو طلب کرے اس کو امر کہتے ہیں۔ ۲۔ ادنیٰ اعلیٰ سے کسی کام کی درخواست کرے اس کو عرض کہتے ہیں اور اگر سب سے اعلیٰ و برتر یعنی بارگاہ ایزدی میں درخواست کرے اس کو دعاء کہتے ہیں جیسے رب اغفرلی۔ ۳۔ اگر مساوی مساوی سے کسی کام کو طلب کرے اس کو التماس کہتے ہیں۔ جہاں امر ہو وہاں تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ آمر (حکم دینے والا)۔ مأمور (جس کو حکم دیا جائے)۔ مأمور بہ (جس کام کا حکم دیا جائے)۔ جیسے اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ۔ آمر اللہ تعالیٰ ہیں۔ مأمور بندے ہیں۔ مأمور بہ نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا۔

نہی:۔ نہی لغت میں منع کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں نہی ہر اس صیغے کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی کام سے منع کیا جائے۔ جہاں نہی ہو وہاں تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ ناہی (منع کرنے والا)۔ منہی (جس کو منع کیا جائے)۔ منہی عنہ (جس کام سے منع کیا جائے)۔ جیسے ولا تشرک بہ شیأ۔

استفہام:۔ استفہام کا لغوی معنی ہے پوچھنا اور سوال کرنا اور اصطلاح میں استفہام اس جملے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے متکلم مخاطب سے کسی نامعلوم چیز کے بارے میں سوال کرے جیسے اقام زید۔ جہاں استفہام ہو وہاں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ مستفہِم (سوال کرنے والا) مستفہَم (جس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے) مستفہم عنہ (جس سے سوال کیا جائے)

تمنّی:۔ تمنّی لغت میں آرزو کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس جملے کو کہتے ہیں جس میں حرف تمنا کے ذریعے کسی چیز کی آرزو کی جائے۔ متمنّیٰ (جس چیز کی آرزو کی جائے) سے مراد عام ہے کہ وہ ممکنات میں سے ہو جیسے لیت زیدا حاضر، یا ممتنعات میں سے ہو جیسے لیت الشباب یعود یوما۔

ترجّی:۔ ترجّی لغت میں امید کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس جملے کو کہتے ہیں کہ جس میں حرف ترجّی کے ذریعے کسی چیز کی امید کا اظہار کیا جائے۔ اور اس میں مترجّیٰ (جس چیز کی امید کی جائے) ہمیشہ ممکنات میں سے ہوگا آگے عام خواہ وہ قریب الوقوع ہو جیسے لعل عمروا غائب امید ہے کہ عمرو غائب ہو یا بعید الوقوع ہو جیسے لعل السلطان یکرمنی۔

☆ تمنّی اور ترجّی میں فرق:۔ تمنّی کا استعمال محبوب چیزوں میں ہوتا ہے اور ترجّی کا استعمال محبوب اور غیر محبوب دونوں چیزوں میں ہوتا ہے۔

عقود:۔ عقود عقد کی جمع ہے اور عقد لغت میں کہتے ہیں گرہ لگانے کو اور اصطلاح میں عقود ان جملوں کو کہا جاتا ہے جن کو بیع شراء کے وقت یا کوئی اور معاملہ کرتے وقت استعمال کیا جائے۔ جیسے بعت و اشتریت اب اگر بائع اور مشتری عین خرید و فروخت کے وقت ان جملوں کو استعمال کریں تو یہ انشاء میں داخل ہیں۔ کیونکہ یہ ایک عقد کے پیدا ہونے

پر دلالت کررہے ہیں۔اس قسم کو انشاء بصورت اخبار کہتے ہیں۔اور اگر بیع شراء کے انعقاد کے بعد ان جملوں کو استعمال کیا جائے تو اس وقت یہ جملہ خبریہ ہونگے۔کیونکہ اس صورت میں گذشتہ عقد کی خبر دینی مقصود ہے۔

عرض:۔ عرض لغت میں کہتے ہیں پیش کرنے کو اور اصطلاح میں اس جملے کو کہتے ہیں جس میں نرم انداز سے کسی بات کی درخواست کی جائے جیسے الاتنزلُ بنا فتصیبَ خیراً (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ آپ خیر کو پالیں)۔ الا حرف عرض،تنزل بنا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر عرض۔فاجوابیہ تُصِیْبَ خیرا جواب عرض،عرض اپنے جواب عرض سے ملکر جملہ انشائیہ عرضیہ ہوا۔

ندا:۔ ندالغت میں کہتے ہیں پکارنے کو اور اصطلاح میں اس جملے کو کہتے ہیں جس میں حرف ندا کے ذریعے کسی ذات کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے جیسے:۔ یااللہ

قسم:۔ قسم لغت میں کہتے ہیں پکا کرنے کو اور اصطلاح میں اس جملے کو کہتے ہیں جس میں حرف قسم کے ذریعے مخاطب کو کسی امر(بات) کے بارے میں یقین دلانے کی کوشش کی جائے۔جیسے واللہ لا اضربن زیدا۔

تعجب:۔ تعجب لغت میں حیران ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس جملے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی بات پر حیرانگی کا اظہار کیا جائے۔جیسے مااحسنہ (اس کو کس چیز نے حسین کردیا) و احسن بہ (اور وہ کس قدر حسین ہے)۔

فائدہ:۔ وہ افعال جن کو بندہ فی الحال پیدا کرتا ہے وہ بھی انشاء میں داخل ہیں۔جیسے سبحان اللہ،الحمدللہ،انت حرٌ،وغیرہ۔ان کو انشاء بصورت اخبار کہتے ہیں اور اس طرح انشاء غیر طلبی بھی کہتے ہیں۔اور گذشتہ دس اقسام انشاء طلبی کی ہیں۔

مرکب ناقص (غیر مفید):۔مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب بات کہنے والا کہہ کر خاموش ہوجائے تو سننے والے کو فائدہ طلب یا خبر کا حاصل نہ ہو جیسے:۔عبد اللّٰہ۔ احد عشر

مرکب ناقص کی چند اقسام ہیں:۔

۱۔مرکب اضافی:۔وہ مرکب جو مضاف ومضاف الیہ سے مل کر بنے جیسے غُلامُ زیدٍ

۲۔مرکب بنائی:۔واضع نے دو اسموں کو علیحدہ علیحدہ معنوں کے لئے وضع کیا ہو۔بعد میں آنے والے نے دونوں کو ایک کردیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرف کا ہو جیسے:۔ اَحَدَ عَشَرَ(اصل میں اَحَدٌ وَ عَشَرٌ) اِثْنَا عَشَرَ

۳۔مرکب منع صرف (مزجی):۔وہ مرکب ہے جو دو اسموں سے مل کر بنے ایسے دو اسم کہ واضع نے اُن کو الگ الگ معنی کے لیے وضع کیا ہو لیکن بعد میں آنے والے نے اُن کو ایک کردیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرف کا نہ ہو یعنی ان دونوں اسموں کے درمیان میں ربط دینے والا کوئی حرف نہ ہو جیسے:بعلبك معدی کرب

۴۔مرکب توصیفی:۔وہ مرکب جو موصوف صفت سے مل کر بنے جیسے۔الصرف الکامل،الصرف العزیز

۵۔مرکب صوتی:۔وہ مرکب ہے جو اسم اور آواز سے مل کر بنے جیسے:۔سیبویہ

کلماتِ عرب دو قسم پر ہیں

معرب و مبنی

معرب: جسکا آخر بدل جائے عوامل کے بدلنے کیساتھ جیسے: جاء نی زید''۔ رأیتُ زیداً۔ مررتُ بزیدٍ۔

مبنی جسکا آخر نہ بدلے عوامل کے بدلنے کیساتھ جیسے: جاء نی ھٰؤلاءِ ۔رئیتُ ھٰؤلاءِ ۔مررتُ بِھٰؤلاءِ۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا

ے مبنی آن باشد کہ مانند برقرار معرب آن باشد کہ گردد بار بار

معرب دنیا میں دو چیزیں واقع ہوتی ہیں۔

ا۔ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہو۔ ۲۔ فعل مضارع جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو

مبنی دو قسم پر ہے:۔ نمبرا۔ مبنی الاصل نمبر۲ مشابہ بالاصل

نمبرا۔ مبنی الاصل تین چیزیں ہیں۔ فعل ماضی ۔امر حاضر معلوم ۔تمام حروف

(اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو اور فعل مضارع کے وہ صیغے جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید پر مشتمل ہیں وہ مبنی ہیں)

نمبر۲۔ مشابہ بالاصل (اس کا دوسرا نام اسمِ غیر متمکن ہے) اور وہ آٹھ قسم پر ہے۔

مضمرات

یہ جمع مضمر کی ہے اور مضمر ضمیر کو کہتے ہیں اور ضمیر کی تعریف یہ ہے۔ جس کے ذریعے متکلم۔ مخاطب اور غائب کے حال کو بیان کیا جائے ضمیر کی مکمل تفصیل جملہ فعلیہ کے حل میں گزر چکی ہے۔

اسم اشارہ

ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس کو واضع نے کسی معین (محسوس او کالمحسوس) چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے وضع کیا ہو۔ جہاں اسمِ اشارہ ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

نمبر ا۔ مشیر (اشارہ کرنے والا) نمبر ۲۔ مشار الیہ (جس کی طرف اشارہ کیا جائے)۔
نمبر ۳۔ اسمِ اشارہ (جس اسم کے ساتھ اشارہ کیا جانے) نمبر ۴۔ مخاطب (جس کو اشارہ کیا جائے)

مثال خالد کی کتاب گم ہو گئی اور طاہر کی اس کتاب کی طرف نظر پڑی اور اس نے خالد کو کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ھذا الکتابُ تو طاہر مشیر کتاب مشار الیہ اور ھذا اسمِ اشارہ خالد مخاطب

اسمِ اشارہ تین قسم پر ہے:۔

نمبر ا۔ قریب (ذا) نمبر ۲ متوسط (ذاک) نمبر ۳ بعید (ذالک)

قِلّة الالفاظ تدلّ علی قلة المعانی کثرة الالفاظ تدلّ علی کثرةِ المعانی

لہٰذا ذا میں الفاظ کم ہیں تو قوت بھی کم ہے یعنی اس کے ساتھ اشارہ قریب کی طرف ہو سکتا ہے۔ آگے جتنے لفظ بڑھتے جائیں گے تو اس کی قوت بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

لہٰذا ذاک اسمِ اشارہ متوسط کیلئے اور ذالک بعید کے لئے ہو گا۔

سوال قرآنِ مجید میں ذالک الکتب یہ اسمِ اشارہ بعید کیلئے ہے حالانکہ کتاب (قرآن پاک) تو قریب ہے۔

جواب نمبر ا۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ اس کتاب کی طرف اشارہ ہے جو لوحِ محفوظ میں موجود ہے۔

جواب نمبر ۲۔ مشارٌ الیہ کا بُعد دو قسم پر ہے۔

نمبر ا حسی نمبر ۲ رتبی

یہاں کتاب اللہ میں اگرچہ بُعد حسی تو نہیں ہے لیکن بعد رتبی ہے کیونکہ قرآن کریم معارف و اسرار اور حقائق و دقائق کا ایک ایسا سمندر ہے کہ اس سمندر کے دروازہ تک پہنچنے کیلئے آٹھ دس سال لگتے ہیں۔ آگے دروازہ کھول کر ان حقائق میں سے ایک قطرہ کو حاصل کرنے کے لئے کتنا عرصہ لگتا ہے اس کو اللہ پاک ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس کو آپ یوں سمجھیں۔

ہمارے اُستاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتھم العالیه شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتھم العالیه شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ دامت برکاتھم العالیه تشریف فرما ہوں اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوں تو اب وہ اگرچہ حساً قریب ہیں لیکن عظمت اور مرتبے کے لحاظ سے انتہائی بعید ہیں ہم تو ان کے خاکپا کے برابر بھی نہیں۔

ؒ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ دار فانی سے رحلت فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون؟)

فائدہ:۔ کبھی اسمِ اشارہ کے شروع میں ھا تنبیہ کی لاتے ہیں غافل مخاطب کو خبردار کرنے کیلئے۔اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں کاف حرفیہ خطابیہ لاتے ہیں مخاطب کے حال پر دلالت کرنے کے لیے اور کاف حرفیہ کل چھ ہیں مصداق کے لحاظ سے اور پانچ ہیں صورۃ کے لحاظ سے۔

كَ. كُما. كم. كِ. كُما. كنَ

ضابطہ:۔ اسم اشارہ بھی واحد۔تثنیہ۔جمع مذکر مؤنث لایا جاتا ہے۔اور کاف حرفیہ خطابیہ بھی واحد تثنیہ' جمع مذکر'مؤنث لایا جاتا ہے لیکن اسمِ اشارہ کو واحد' تثنیہ' جمع' مذکر یا مؤنث لائیں گے مشار''الیہ کو دیکھکر۔یعنی اگر مشار''الیہ واحد' تثنیہ' جمع' مذکر یا مؤنث ہے تو اسم اشارہ بھی واحد۔تثنیہ۔جمع مذکر یا مؤنث لائیں گے۔لیکن کاف حرفیہ خطابیہ کو واحد۔تثنیہ۔جمع۔مذکر یا مؤنث لائیں گے مخاطب کو دیکھ کر یعنی مخاطب اگر مذکر یا مؤنث ہے تو کاف حرفیہ خطابیہ بھی مذکر یا مؤنث لائیں گے۔اور اگر مخاطب واحد۔تثنیہ۔جمع ہے تو کاف حرفیہ خطابیہ بھی واحد تثنیہ جمع لائیں گے۔

مثال:۔ ذالك الكتابُ لا ريبَ فيه

اب یہاں چار چیزیں موجود ہیں۔

نمبر۱۔ مشیر اللّٰہ تعالیٰ
نمبر۲۔ مشارٌ الیہ کتاب ہے
نمبر۳۔ مخاطب حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔
نمبر۴۔ اسمِ اشارہ ذالك ہے

سوال ذا اسمِ اشارہ مفرد مذکر کیوں لائے؟

جواب اس کا مشار الیہ الکتاب مفرد مذکر ہے۔

سوال کاف حرفیہ خطابیہ مفرد مذکر کیوں لائے

جواب مخاطب حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے اس لئے کاف حرفیہ خطابیہ مفرد مذکر لائے۔

مثال نمبر۲۔ اولٰئك علىٰ هدىً من ربّهم

نمبر۱۔ مشیر اللہ پاک کی ذات ہے۔

نمبر۲۔ مشار''الیہ۔متقین ہیں جو موصوف ہیں اوصاف خمسہ کے ساتھ۔

نمبر ۳۔ مخاطب ہیں حضرت محمد ﷺ کیونکہ اول مخاطب حضرت محمد ﷺ ہیں۔

نمبر ۴۔ اسمِ اشارہ اولئک ہے۔

سوال اسم اشارہ کو جمع کیوں لائے ؟

جواب مشارٌ الیہ متقین جمع مذکر ہے

سوال کاف حرفیہ خطابیہ مفرد مذکر کیوں لائے ؟

جواب اس لیے کہ مخاطب حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

مثال نمبر ۳۔ وَ نُوْدُوْآ اَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْن

مشیر اللہ تعالیٰ ہیں۔ مشار الیہ جنت ہے

مخاطب اہلِ جنت ہیں اسم اشارہ "تی" ہے

سوال "تی" اسم اشارہ مفرد مؤنث کیوں لائے ؟

جواب الجنةُ مشار الیہ مفرد مؤنث ہے۔

سوال کُم حرفِ خطاب جمع مذکر کیوں لائے ہو۔

جواب اہل جنت مخاطبین جمع ہیں پھر مذکر کو مؤنث پر غلبہ دے کر کم حرف خطاب جمع مذکر لایا گیا ہے۔

فائدہ :۔ تی کے آخر میں کاف حرفِ خطابیہ لاحق کیا اور درمیان میں لام داخل کیا تو تی لْ كَ ہو گیا تو یا التقاءِ ساکنین کی وجہ سے گر گئی تلك ہو گیا۔

قرآنی امثلہ :۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْن

اِسمِ موصول

تعریف :۔ اسم موصول اُس ناتمام اور نا معلوم چیز کو کہتے ہیں جس کی تمامیت اور معلومیت مابعد والے جملہ سے حاصل ہو اور مابعد والے جملہ کو صِلَہ کہتے ہیں۔ اور موصول اپنے صلہ سے مل کر جملہ کی ایک جز بنتا ہے۔ (اسمائے موصولہ نحو میر میں مذکور ہیں)

مثال :۔ الذین "وہ لوگ" اب آپ وہ لوگ وہ لوگ کہتے رہیں تو یہ اسمِ موصول ناتمام بھی ہے اور نا معلوم بھی۔ لیکن جب آپ نے آگے پڑھا : يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ تو وہ اسم موصول جو ناتمام اور نا معلوم تھا اب تمام بھی ہو گیا اور معلوم بھی ہو گیا۔ کہ وہ لوگ وہ ہیں جو غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

مَنْ و مَا میں فرق :۔ مَنْ ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے :۔ مَن رَّبُكَ. مَن نَّبِيك اور ما غیر ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے :۔ ما دِيْنُكَ لیکن کبھی ایک دوسرے کی جگہ پر بھی استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

مثال مَنْ کی :۔ جو ما کی جگہ استعمال ہو۔ فَمِنْهُم مَّنْ يَّمْشِي عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِي عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِي عَلٰى اَرْبَعٍ۔

مثال مَا کی :۔ جو من کی جگہ استعمال ہو۔

والسماء وما بنٰها (قسم آسمان کی اور اس ذات کی جس نے آسمان کو بنایا)۔

اَیّ" و اَیَّة" :۔

سوال : اَیّ" و اَیّة" معرب ہیں ان کو مبنی کی بحث میں کیوں ذکر کیا گیا؟

جواب : کا حاصل یہ ہے کہ اَیّ" و اَیّة" کی چار حالتیں ہیں۔

تین حالتوں میں معرب اور ایک حالت میں مبنی ہیں تو ایک حالت میں مبنی ہونے کی وجہ سے اس کو مبنی کی بحث میں ذکر کیا ہے۔

ای" و ایۃ" کی چار حالتیں :-

ای" اور ایۃ" دو حال سے خالی نہیں۔ مضاف ہونگے یا کہ نہیں اگر مضاف نہ ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ صدر صلہ کا مذکور ہو گا یا کہ محذوف۔ اگر مضاف ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں صدر صلہ کا مذکور ہو گا یا محذوف۔ تو کل چار صورتیں بنیں گی۔

نمبر ۱۔ ای" و ایۃ" مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو جیسے :- ایٌّ ھو قائم

نمبر ۲۔ ای" و ایۃ" مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور نہ ہو جیسے :- اَیٌّ قائِمٌ

نمبر ۳۔ ای" و ایۃ" مضاف ہوں اور صدر صلے کا مذکور ہو جیسے :- اَیُّھُمْ ھو قائِمٌ

نمبر ۴۔ ای" و ایۃ" مضاف ہوں اور صدر صلے کا مذکور نہ ہو جیسے :- اَیُّھُمْ قائِمٌ

ای" و ایۃ" پہلی تین صورتوں میں معرب ہیں۔ اور چوتھی صورت میں مبنی ہیں۔ اسی ایک صورت کی وجہ سے ان کو مبنی کی بحث میں ذکر کیا۔

فائدہ :- اسم موصول کے بعد والے جملے کو صلہ کہتے ہیں اور ان کے اندر ھُو وغیرہ مبتدا کو صدر کہتے ہیں۔

اَسمَاءِ اَفعَال

ان کو کہتے ہیں جو بظاہر اسم ہوں لیکن معنیٰ فعل والا ہو۔ بعض فعل امر حاضر کے معنیٰ میں ہیں۔

رُوَید بمعنی اَمْہِل۔ دُونَكَ بمعنی خذ۔ بله بمعنی اُتْرُكَ۔

ھَا بمعنی خُذْ۔ علیكَ بمعنی اَلْزِمْ۔ حَیّھل بمعنی اَقْبِلْ۔

ھَلُمَّ بمعنی اِیت۔ آمین بمعنی اِستَجِبْ۔

بعض فعل ماضی معلوم کے معنیٰ میں ہیں۔

ھَیھَات بمعنی بعد۔ سَرْعَانَ بمعنی سرع۔ شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ۔

اسمائے اصوات

ان اسماء کو کہتے ہیں جو انسان کی زبان سے نکلیں خوشی کے وقت اور غمی کے وقت۔ یا کسی جانور کی آواز نقل کرنے کے وقت یا کسی جانور کو آواز دینے کے وقت۔

مثال خوشی کی عرب والے خوش ہوں تو بَخٍ بَخٍ کہتے ہیں۔

دوسری زبان میں خوشی کے الفاظ علیحدہ ہیں۔ مثلاً۔ واہ واہ

مثال غمی کی اُف۔ ھائے ہُوئے اوہ

مثال جانور کی آواز نقل کرنے کی

غاق غاق۔ میاؤں چیں چیں

کوے کی آواز بلی کی آواز چڑیا کی آواز

مزید اس کی مثال معلوم کرنی ہو تو گاؤں میں کسان جب زمین میں ھل چلاتے ہیں اس وقت جانور کو جو آواز دیتے ہیں وہ بھی اسمائے اصوات میں داخل ہے۔

مثال بَخ بَخ ھٹ ھٹ

اسمائے ظروف

ان اسماء کو کہتے ہیں۔ جو کسی جگہ یا وقت والے معنے پر دلالت کرے اگر وقت والے معنے پر دلالت کریں تو ظرف زمان اور اگر جگہ والے معنے پر دلالت کریں تو ظرف مکان کہتے ہیں۔

ظرفِ زمان:۔ اِذْ. اِذَا. مَتیٰ. کیف. اَیّانَ. اَمْسِ. غدًا. قبلُ. بعدُ. قطّ. عَوْضُ. مذ. منذ

متی کے دو معنی:۔ اگر شرط کیلئے۔ تو اس کا معنی ہوگا "جب" اگر استفہام کے لئے ہو تو اس کا معنی ہوگا "کب" مثال شرط کی (مَتیٰ تَذْهَبْ اَذْهَبْ)

مثال استفہام کی:۔ متیٰ هٰذا الوعْدُ اِنْ كُنْتُم صٰدِقِين

كَيْفَ حال دریافت کرنے کے لئے آتا ہے۔ كَيْفَ حَالُكَ

ایّانَ وقت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے۔ اَیّانَ مُرسٰھَا

امسِ کل گذشتہ کے لئے آتا ہے۔ غداً کل آئندہ کیلئے آتا ہے۔

مُذ و منذ کسی کام کی ابتدائی یا کل مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔

قَبلُ بَعدُ کی تین حالتیں :۔ قبل بعد ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں۔ تو ان کا مضاف الیہ دو حال سے خالی نہیں مذکور ہوگا یا محذوف ہوگا۔ اگر مذکور ہو تو معرب جیسے :۔ مِنْ قَبْلِه

اور اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں محذوف ~~نسیا منسیا~~ ہوگا یا محذوف منوی ہوگا۔

اگر مضاف الیہ محذوف نسیا منسیا ہو تو پھر معرب ہے جیسے :۔ جَاءَ نِیْ زید" مِنْ قبلٍ و مِنْ بعدٍ (آیا میرے پاس زید کسی سے پہلے اور کسی کے بعد) اور اگر مضاف الیہ محذوف منوی ہو تو پھر مبنی ہے

جیسے :۔ لِلّٰہِ الامرُ مِن قَبلُ و مِنْ بعدُ ای من قبلِ کلّ شیئٍ و من بَعْدِ کُلّ شیئٍ۔

محذوف :۔ نَسیا منسیًا :۔ جو نہ ذہن میں ہو نہ کتاب اور کلام میں ہو۔

محذوف منوی :۔ جو ذہن میں ہو لیکن کتاب اور کلام میں نہ ہو۔

حَیثُ۔ قُدّام۔ خلف۔ فوق۔ تحت۔ یمین۔ شمال یہ ظرف مکان ہیں۔

اسمائے کنایات

ان اسماء کو کہتے ہیں جن کے ذریعے مبہم عدد یا مبہم بات کی طرف اشارہ کیا جائے۔ اگر مبہم عدد کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو کنایہ از عدد کہتے ہیں۔ اور اگر مبہم بات کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو کنایہ از حدیث کہتے ہیں۔

مثال کنایہ از عدد (کم و کذا) کَمْ رَجُلاً عِندَكَ کتنے مرد تیرے پاس ہیں۔

مثال کنایہ از حدیث (کَیتَ و ذَیتَ)

مثال کَیتَ کی قال فلان کیتَ وکیتَ۔ فلاں نے ایسے ایسے کہا۔

مثال ذیت کی قُلتُ لَهٗ ذَیتَ وذَیتَ۔ میں نے اس سے ایسے ایسے کہا۔

مرکب بنائی

واضع نے دو اسموں کو علیحدہ علیحدہ معنوں کے لئے وضع کیا ہو۔ بعد میں آنے والے نے دونوں کو ایک کر دیا ہو
اور دوسرا اسم متضمن حرف کا ہو جیسے:۔ اَحَدَ عَشَرَ اِثْنَا عَشَرَ

اِسم باعتبار عموم وخصوص کے دو قسم پر ہے

اسم باعتبار معنی (عموم وخصوص) کے دو قسم پر ہے۔ معرفہ نکرہ

معرفہ:۔ جس کو واضع نے کسی معین چیز کے لیے وضع کیا ہو۔ معرفہ سات قسم پر ہے

١ اعلام ٢. مضمرات ٣. اسمائے موصولات

٤. معرف باللام (ایک اسم نکرہ ہو اس پر الف لام داخل کر کے اس کو معرفہ بنالیا ہو) جیسے:۔ الرجل

٥ معرفه بنداء: (ایک اسم نکرہ ہو اس پر حرف نداء داخل کر کے اس کو معرفہ بنالیا ہو) جیسے:۔ یا رجل

٦. اسمائے اشارات ٧. کوئی اسم ان پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو سوائے معرفہ بنداء کے

غلام زید۔ غلام هذا۔ غلام الّذی

معرفہ بنداء کی طرف مضاف اس لیے نہیں ہو سکتا کہ معرفہ بنداء صدارتِ کلام کو چاہتا ہے اب اگر اس کی طرف کسی لفظ کو مضاف کریں تو اس کی صدارت فوت ہو جائے گی۔

اعلام (نام) پانچ قسم پر ہے

اسمِ محض۔ لقب۔ کنیت۔ تخلص۔ خطاب

اسمِ محض:۔ پیدائش کے وقت والدین نے جو نام رکھا ہو جیسے:۔ طلحہ۔ نعمان۔ بلال

لقب:۔ وہ نام ہے جو کسی کے اچھے یا برے وصف کو بیان کرے۔ جیسے اسد اللّٰہ۔ سیف اللّٰہ

کنیت :۔ وہ نام جس کے شروع میں دس لفظوں میں سے کوئی لفظ ہو

اب۔ ام۔ اخ ۔ اخت۔ ابن بنت ۔ خال ۔ خالہ ۔ عمّ ۔ عمّۃ''

مثال ابو القاسم ۔أم کلثوم۔ ابن مسعود ۔ ابوالطیب۔ بنت مریم

خطاب : وہ نام ہے جو کسی بادشاہ' حاکم یا کسی جماعت کی طرف سے بطور اعزاز کے ملے۔ جیسے :۔

امیر شریعت۔ شمس العلماء۔ حکیم الامت۔ شیخ الاسلام۔

تخلص :۔ شعراء اپنی پہچان کیلئے ایک مختصر نام رکھتے ہیں اور اس نام کو شعروں میں ذکر کرتے ہیں تو اسی نام کو تخلص کہا جاتا ہے جیسے : سعدی۔ فردوسی۔ اختر۔

نکرہ :۔ نکرہ ہر وہ اسم ہوتا ہے جسکو واضع نے کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا ہو یا جیسے : رجل'' غلام''

اسم کی اقسام باعتبار جنس

اسم باعتبار جنس کے دو قسم پر ہے ۱۔ مذکر ۲۔ مؤنث

مذکر :۔ مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے :۔ زید۔ عمرو بکر

مؤنث :۔ مؤنث وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامات میں سے کوئی علامت پائی جائے جیسے :۔ امرأۃ''

تانیث کی علامات :۔ تانیث کی چار علامات ہیں :

تائے ملفوظہ۔ تائے مقدرہ۔ الف مقصورہ۔ الف ممدودہ

تائے ملفوظہ :۔ جو لفظاً موجود ہو جیسے طلحۃ ' حنظلۃ حمزۃ

سوال :۔ یہ تو صحابہؓ کے نام ہیں اور وہ مذکر تھے۔

جواب :۔ نحوی لوگ الفاظ سے بحث کرتے ہیں نہ کہ معانی اور ذوات سے لہٰذا لفظوں میں تانیث کی علامت موجود ہو تو مؤنث کہیں گے خواہ وہ مذکر کے نام ہی کیوں نہ ہوں۔

فائدہ :۔ تانیث لفظی تذکیر حقیقی کو زائل نہیں کرتی اسی وجہ سے طلحۃ وغیرہ مذکر ہے ہاں غیر منصرف کا سبب بننے میں اس کا لحاظ ہوگا لہٰذا طلحۃ علمیۃ اور تانیث لفظی کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

تائے مقدرہ :۔ تائے مقدرہ تانیث کی وہ علامت ہے جو ظاہر نہ ہو جیسے اَرض' اصل میں اَرْضَۃ'' تھا۔

دلیل :۔ اَرْض''اصل میں اَرْضَۃ'' تھا کیونکہ اسکی تصغیر اُرَیضَۃ'' آتی ہے۔ اور تصغیر کے متعلق قانون یہ ہے کہ التصغیر والتکسیرُ یردان الا شیاء الی اصلھا تصغیر و تکسیر اشیاء کو اپنی اصل کی طرف لوٹا دیتی ہیں اسکو مؤنث سماعی بھی کہتے ہیں یعنی عربوں سے سنی جانے والی۔

الف مقصورہ :۔ جیسے :۔ حُبلٰی ضربیٰ

الف مقصورہ کی تعریف :۔ جس کے آخر میں ہمزہ یا کوئی حرف مُشدّد نہ ہو۔

الف ممدودہ :۔ جیسے :۔ حمرآءُ ۔ بیضاءُ

الف ممدودہ کی تعریف :۔ جس کے آخر میں ہمزہ یا کوئی حرف مشدد ہو۔

تانیث دو قسم پر ہے ۱۔ حقیقی ۲۔ لفظی

مؤنث حقیقی :۔ اس کو کہتے ہیں جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو جیسے ۔امرأۃ''

مؤنث لفظی :۔ اس کو کہتے ہیں جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو جیسے :۔ ظلمۃ''

اسم کی اقسام باعتبار عدد

اسم باعتبار عدد کے تین قسم پر ہے۔ ۱۔ واحد ۲۔ تثنیہ ۳۔ جمع

واحد :۔ واحد وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے :۔ رجل''

تثنیہ :۔ تثنیہ وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے جیسے :۔ رجلان

تثنیہ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ حقیقی ۲۔ حکمی

تثنیہ حقیقی :۔ تثنیہ حقیقی اُس کو کہتے ہیں جس میں چار شرطیں پائی جائیں۔

۱۔ مفرد بھی ہو ۲۔ مفرد تثنیہ کا مادہ بھی ایک ہو۔ ۳۔ دو پر دلالت بھی کرے۔ ۴۔ اس کے آخر میں الف ما قبل مفتوح نون مکسور ہو یا یا ما قبل مفتوح نون مکسور ہو۔ جیسے :۔ رَجُلاَنِ رجلَینِ

تثنیہ حکمی :۔ تثنیہ حکمی اُس کو کہتے ہیں جس میں مذکورہ بالا شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے جیسے :۔ کلا وکلتا ان میں صرف تیسری شرط پائی جاتی ہے یعنی دو پر دلالت کرنا۔ اثنانِ' اثنتانِ ان میں پہلی دو شرطیں نہیں پائی جا رہیں۔

تثنیہ دوسری قسم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ ۱۔ تثنیہ حقیقی : جسکا مفرد اسکے ہر فرد پر صادق آئے جیسے : رَجُلاَنِ، امرأتان

۲۔ تثنیہ تغلیبی : جسکا مفرد اسکے ایک فرد پر حقیقۃً اور دوسرے پر تغلیباً صادق آئے جیسے : وَالِدَین، شَمْسَین

جمع :۔ جمع وہ ہے جو تین یا تین سے زیادہ پر دلالت کرے جیسے :۔ رِجالٌ العالمین

جمع دو قسم پر ہے۔ ۱۔ جمع حقیقی ۲۔ جمع حکمی

جمع حقیقی :۔ جمع حقیقی وہ ہے جس میں چار شرطیں پائی جائیں

۱۔ اُس کا مفرد بھی ہو ۲۔ جمع اور مفرد کا مادہ بھی ایک ہو۔ ۳۔ تین یا تین سے زائد پر دلالت کرے

۴۔ اس جمع کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم نون مفتوح یا یاء ما قبل مکسور نون مفتوح ہو جیسے : مُسلِمُونَ، مُسْلِمِینَ

جمع حکمی :۔ جمع حکمی وہ جمع ہے جس میں مذکورہ بالا شرائط میں کوئی ایک نہ پائی جائے جیسے اُولُوْ اس میں پہلی اور تیسری شرط پائی جا رہی ہے باقی نہیں پائی جا رہیں۔ اسی طرح عشرون وغیرہ اس میں پہلی اور دوسری شرط نہیں پائی جا رہی ہیں۔ جمع حکمی کو ملحق بالجمع بھی کہتے ہیں۔

جمع باعتبار لفظ دو قسم پر ہے ۱۔ جمع مکسر ۲۔ جمع سالم

جمع مکسر :۔ وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رجال" جمع ہے رَجُل"۔ مَسَاجِدُ جمع ہے مَسجِدٌ کی۔ جمع مکسر کے اوزان ثلاثی میں سماعی ہوتے ہیں یعنی عربوں سے سنے ہوئے اور رباعی اور خماسی میں قیاسی ہوتے ہیں یعنی فَعَالِلُ و فعالیلُ کے وزن پر آتے ہیں جیسے جَعفرٌ کی جمع ہے جعافِرُ جحمرشٌ سے جحامِرُ حرف خامس کو حذف کرنے کیساتھ 'دینار کی جمع دنانیر۔

جمع سالم :۔ وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے جیسے :۔ مسلمون ' مسلمات"

جمع سالم دو قسم پر ہے ۱۔ جمع مذکر سالم ۲۔ جمع مؤنث سالم جمع مذکر سالم وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم نون مفتوح یا یاء ما قبل مکسور نون مفتوح ہو جیسے :۔ مسلمون ' مسلمین

جمع مؤنث سالم :۔ وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو جیسے :۔ مُسلِمات"

جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے ۱۔ جمع قلت ۲۔ جمع کثرت

جمع قلت :۔ ایسی جمع جو تین سے لے کر نو تک بولی جائے جمع قلت کے چار اوزان ہیں :۔

۱۔افعل"	جیسے	اکلب"	۲۔افعال"	جیسے	اقوال"
۳۔فِعلَة"	جیسے	غِلمَة"	۴۔اَفعِلَة"	جیسے	اَغوِنَة"

ان کے علاوہ مسلمون اور مسلمات بھی بغیر الف لام کے جمع قلت میں شمار ہوتے ہیں۔

جمع کثرت :۔ ایسی جمع ہے جس کا اطلاق ۱۰ سے لے کر مالا نہایہ تک ہوتا ہے۔ جمع قلت کے اوزان کے علاوہ جمع کے تمام اوزان جمع کثرت کے اوزان ہیں۔

فائدہ :۔ جمع قلت اور جمع کثرت ایک دوسرے کی جگہ پر بھی استعمال ہوتی ہیں۔

مثال جمع قلت کی کہ جمع کثرت کی جگہ استعمال ہوئی ہو۔ اصحاب الجنة

مثال جمع کثرت کی کہ جمع قلت کی جگہ استعمال ہوئی ہو۔ قوله تعالىٰ ثلثة قروء

عبارت پڑھنے اور سننے کا طریقہ

ابتداء میں چند دن ایک سطر یا جہاں مضمون ختم ہو رہا ہے وہاں تک عبارت سنی جائے پھر آہستہ آہستہ مقدار بڑھا دی جائے اور تمام طلباء سے بلا تفریق عبارت سنی جائے چاہے طلباء کی تعداد سو سے زائد کیوں نہ ہو پہلی مرتبہ عبارت سننے کے وقت طالبعلم کو عبارت میں بالکل مت روکیں تاکہ عبارت میں روانگی اور تسلسل برقرار رہے اور طالبعلم کی غلطی کو ذہن میں رکھیں اور اگر طالبعلم زیادہ ہوں تو ایک کاپی رکھ لیں اس میں ہر طالبعلم کا نام لکھ لیں جب بھی کوئی طالبعلم غلطی کرے تو اس غلطی کو نوٹ کر لیں۔ جب سب طالبعلم عبارت پڑھ چکیں تو اب غلطی کرنے والے طالبعلم سے دوبارہ عبارت پڑھوائیں اب دوبارہ غلطی کی ہے مثلاً زبر کی جگہ زیر پڑھا ہے تو اس سے پوچھیں کہ یہ زیر کیوں پڑھا ہے۔ حالانکہ نہ اس پر حرف جر داخل ہے اور نہ یہ مضاف الیہ ہے اور نہ ہی کسی مجرور کا تابع ہے۔ اسی طرح جن طلباء نے عبارت صحیح پڑھی ہے ان سے بھی عبارت کے اندر اعراب کے بارے میں سوالات کئے جائیں کیونکہ بعض دفعہ طالبعلم اندازے سے صحیح عبارت پڑھ لیتا ہے لیکن اُس کو وجۂ اعراب بالکل معلوم نہیں ہوتی اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر طالبعلم عبارت صحیح بھی پڑھے تو پھر بھی اس سے پوچھیں کہ آپ نے اس لفظ پر یہ اعراب کیوں پڑھا ہے۔ جمعرات کے دن سبق آگے پڑھانے کے بجائے کتاب کی ابتدا سے لے کر آخر سبق تک ہر طالبعلم سے مکمل عبارت سنی جائے اگر طلباء کی تعداد زیادہ ہو تو پھر ہر طالبعلم سے کم از کم ایک ورق عبارت سنی جائے اگر درمیان میں طالبعلم غلطی کرے تو اس کو بالکل مت روکیں بلکہ اس کی غلطی کو ذہن میں رکھیں یا کسی کاپی پر نوٹ کر لیں تاکہ عبارت میں روانگی اور تسلسل برقرار رہے۔ جب تمام طالبعلم عبارت پڑھ چکیں تو اب غلطی والے مقام سے دوبارہ عبارت پڑھوائی جائے اگر طالبعلم دوبارہ غلطی کرے تو اس طالبعلم سے وجۂ اعراب کے متعلق پوچھا جائے کہ آپ نے اس لفظ پر یہ اعراب کیوں پڑھا اور اس پر کون سا عامل داخل ہے؟ اس سلسلہ کو اس انداز سے کم از کم تین یا چار ماہ تک جاری رکھا جائے الحمد للہ اس ترتیب سے طلباء میں انشاء اللہ عربی عبارت پڑھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ اس ترتیب کو قدوری اور ہدایۃ النحو میں اختیار کیا جائے کیونکہ یہ دونوں کتابیں ابتدائی طلباء کو عبارت کے اندر چلانے میں تجربۃً مفید ثابت ہوئی ہیں۔

﴿عبارت میں نوک جھونک کا ایک انداز﴾

اُستاذ : میرے عزیز طالبعلم ایک حدیث مبارکہ کی تلاوت فرمائیں۔

شاگرد : کلّکُم راعٍ وکلّکم مسئول عن رعیته.

اُستاذ : کُلّکُمْ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا ہے۔

اُستاذ : مبتدا کا اعراب کیا ہوتا ہے؟

شاگرد : مبتدا کا اعراب رفع ہے یعنی مبتدا مرفوع ہوتا ہے۔

اُستاذ : راعٍ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد : خبر ہے۔

اُستاذ : خبر تو مرفوع ہوتی ہے آپ تو اس کو مجرور پڑھ رہے ہیں۔

شاگرد : اُستاذ جی مجھے غلط فہمی ہوئی یہ تو مضاف الیہ ہے۔

اُستاذ : بڑے احمق ہو رات کو مطالعہ نہیں کیا کھڑے ہو جاؤ اور مطالعہ کر کے آؤ۔

وقفہ برائے مطالعہ

شاگرد : اُستاذ جی میری سمجھ میں یہی آیا ہے کہ یہ مضاف الیہ ہے کیونکہ عام طور پر مجرور دُنیا میں دو ہی چیزیں واقع ہوئی ہیں۔ مضاف الیہ یا مدخول بحرف جر۔ تو حرف جر تو اس پر داخل نہیں لہٰذا یہ مضاف الیہ ہی ہوگا۔

اُستاذ : اگر راعٍ کا لفظ مضاف الیہ ہے تو پھر یہاں مضاف کونسا لفظ ہے؟

شاگرد : کُلّ مضاف ہے۔

اُستاذ : وہ تو کم ضمیر کی طرف مضاف ہے۔

شاگرد : اُستاذ جی (آہستہ سے) پھر کُم ضمیر مضاف ہوگی۔

استاذ : تمہارا انداز بتلا رہا ہے کہ آپ کو اپنی بات پر یقین نہیں ہے میرے عزیز ضمیر تو کبھی مضاف ہو ہی نہیں سکتی اسی طرح اسم اشارہ اور اسم موصول وغیرہ بھی کبھی مضاف نہیں ہو سکتے۔ ہاں یہ مضاف الیہ ہو سکتے ہیں۔

شاگرد : استاذ جی میں نے تو بڑا غور کیا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

استاذ : آپ نے کتنی دیر غور کیا ہے؟

شاگرد : دس منٹ

استاذ : یہ تو آپ نے غور نہیں کیا بلکہ کتاب کا نظارہ کیا ہے جیسے سیر و تفریح کرنے والا آدمی چڑیا گھر کا نظارہ کرتا ہے یعنی سرسری سی نظر ڈال کر چلتا بنتا ہے۔ غور تو وہ ہوتا ہے جو سخت پیاس کی حالت میں پانی کو اور سخت بھوک کی حالت میں کھانے کو بھلا دے لیکن آج پہلا دن ہے اس لیے میں آپ کے ساتھ اتنا تعاون کرتا ہوں کہ داعٍ ما قبل کے لیے خبر بن رہا ہے اب آپ یہ بتائیں خبر تو مرفوع ہوتی ہے تو اس پر رفع کہاں ہے؟

شاگرد : ــــــ غور ــــــ فکر ــــــ سوچ میں گم۔ استاذ جی اس کا مرفوع ہونا سمجھ نہیں آرہا۔

استاذ : یہ اعراب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟

شاگرد : مفرد منصرف صحیح

استاذ : اس کا رفع تو ضمہ لفظی کے ساتھ آتا ہے جیسے جاء نی زیدٌ مگر یہاں تو ضمہ لفظی نہیں ہے۔

شاگرد : اعراب کی باقی اقسام میں سے تو کوئی قسم بنتی نظر نہیں آتی۔

استاذ : معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی صرف کمزور ہے۔ اب آپ بتائیں داعٍ کونسا صیغہ ہے تاکہ آپ کی صرف کا کچھ امتحان ہو جائے۔

شاگرد : استاذ جی دراصل بات یہ ہے کہ میں نے میٹرک کر رکھی تھی مجھے کسی نے مشورہ دیا کہ آپ تو سمجھدار ہیں لہٰذا آپ کو صرف اور فارسی پڑھے بغیر ثانیہ میں داخلہ مل جائے گا اس لیے میں نے صرف اور فارسی پڑھے بغیر ثانیہ شروع کر دیا۔ یہ تو مجھے اب معلوم ہو رہا ہے کہ

علم الصرف کتنا اہم علم ہے۔ عربی کتابوں میں اس کی کتنی ضرورت پیش آتی ہے۔

اُستاذ : خشت اول چوں نہد معمار کج ——— تاثریا مے رود دیوار کج

میرے عزیز آپ کے مشیر نے آپ کو بہت ہی غلط مشورہ دیا۔ علم صرف کو علوم عربیہ دینیہ کے اندر بنیادی مقام حاصل ہے اور علم صرف و نحو کی اہمیت کے بارہ میں مقولہ مشہور ہے الصرف أمّ العلوم و النحوُ ابوھا۔ علم صرف علوم کے لیے بمنزلہ ماں کے ہے اور نحو بمنزلہ باپ کے لہٰذا جس بچہ کے سر پر والدین کا سایہ نہ ہو وہ یتیم ہوتا ہے اسی طرح وہ طالبعلم جس کو صرف و نحو یاد نہیں وہ بھی باقی علوم کے اندر بمنزلہ یتیم کے بے یارومددگار ہوگا اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنی صرف کو مضبوط کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تعلیم کے سلسلہ کو آگے جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ صرف کی کوئی کتاب شروع کر دیں اس میں قوانین کو بمع گردانوں کے خوب یاد کریں انشاء اللہ آپ کو بہت جلد اس سوال کا جواب معلوم ہو جائے گا کہ راعٍ سولہ قسموں میں کونسی قسم ہے۔

شاگرد : اُستاذ جی آپ نے تو میری نبض پر ہاتھ رکھا ہے اور میرے مرض کی صحیح تشخیص کی ہے۔ اللہ پاک آپ کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں انشاء اللہ ابھی ارشاد الصرف 'الصرف الکامل یا الصرف العزیز شروع کرتا ہوں کیونکہ ابھی تو میں ابتدائی درجات میں ہوں اور ابتداء میں کمزوری دور کرنا آسان ہوتا ہے۔

وقفہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔برائے یاد کردن صرف۔۔۔۔۔۔۔۔وقفہ

اُستاذ : میرے عزیز آج تو آپ بڑے خوش وخرم نظر آرہے ہیں کیا وجہ ہے؟

شاگرد : اُستاذ جی میں کیوں نہ خوش ہوں آپ نے میری خیر خواہی کے لیے جو مبارک مشورہ دیا تھا وہ تیر بہدف ثابت ہوا۔ الحمد للہ میں نے صرف کی گردانیں بمع قوانین کے خوب یاد کر لی ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے آج مجھے معلوم ہو گیا کہ راعٍ کونسا صیغہ ہے اور اعراب کی سولہ قسموں میں کونسی قسم ہے؟

اُستاذ : بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ عِلْمِكُمْ وَ عَمَلِكُمْ۔بتاؤ کونسی قسم ہے؟

شاگرد : یہ ناقص سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ کیونکہ یہ اصل میں "راعیٌ" تھا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا یدعو تدعو والے قانون کے تحت ضمہ گر گیا پھر التقائے ساکنین آگیا یاء اور نون تنوین کے درمیان لہٰذا التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء گر گئی تو راعٍ ہو گیا اور اعراب کی یہ سولہ قسموں میں سے اسم منقوص ہے اور اسم منقوص کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ آتا ہے لہٰذا اب ترکیب آسان ہو گئی۔ کُلُّكُمْ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا اور راعٍ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ : ماشاء اللہ آپ نے واقعی صرف یاد کی ہے اور آپ نے صحیح جواب دیا لہٰذا میرے عزیز صرف کی گردانوں کو خوب یاد کریں اور صیغوں کی خوب مشق کریں کیونکہ جتنی زیادہ صیغوں کی مشق ہو گی اتنی ہی زیادہ صیغوں کی پہچان ہو گی اور جتنی زیادہ صیغوں کی پہچان ہو گی اتنی ہی زیادہ مطالعہ کے اندر قوت پیدا ہو گی اور عربی عبارت کا ترجمہ اور مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ ماشاء اللہ آپ نے ترکیب تو حل کر لی اب بتائیں کہ راعٍ کا معنی کیا ہے۔

شاگرد : اُستاذ جی راعٍ کا معنی معلوم نہیں۔

اُستاذ : لغت میں دیکھو۔

شاگرد : اُستاذ جی مجھے لغت دیکھنے کا طریقہ نہیں آتا۔

اُستاذ : میرے عزیز کسی لفظ کا معنی لغت میں دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جس لفظ کا معنی دیکھنا ہو اس لفظ کا مادہ یعنی اصلی حروف کو معلوم کرو اور اصلی حروف کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ کے اندر جتنے حروف زائدہ ہیں ان کو گرا دو مثلاً کلمہ کے اندر ضمیریں اور علامتیں سب کی سب زائد ہوتی ہیں آگے علامت سے مراد عام ہے خواہ وہ باب اور گردان کی علامت ہو یا تثنیہ جمع اور مؤنث کی علامت ہو۔ لہٰذا یضربُ۔ تضرب۔ اضربُ۔ نضربُ وغیرہ

میں علامت مضارع حروف اتین یَضرِبانِ۔ تضرِبانِ وغیرہ میں الف ضمیر اور نون اعرابی ضَرَبْتَ۔ ضَرَبتما۔ ضربتم ان میں تَ تما تُم یہ ضمیریں۔ یہ سب کے سب زائد ہیں ان کا مادہ میں کوئی دخل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی اصلی حرف کسی قانون کی وجہ سے گرا ہوا ہے یا کسی حرف کے ساتھ بدلا ہوا ہے یا کسی دوسرے حرف میں ادغام کیا ہوا ہے تو اس کو مادہ میں واپس لاؤ۔ ☆ یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ اصلی مادہ کو معلوم کرنے کے لیے صرف کے قوانین اور گردانوں کا یاد ہونا انتہائی ضروری ہے بالخصوص اجوف، ناقص اور لفیف کے صیغوں کے اندر اصلی حروف کو معلوم کرنے کے لیے صیغوں کی پہچان انتہائی ضروری ہے اور صیغوں کی پہچان تب ہوگی جب پہلے گردانیں اور قوانین یاد ہوں۔ اصلی مادہ معلوم کرنے کی چند مثالیں۔

صیغہ	اصلی مادہ	صیغہ	اصلی مادہ
ضربتم	ضَرَبَ	سَل	سَئَلَ
یَعِدُ	وَعَدَ	مَاتَتْ	مَوَتَ
قُلْنَ	قَوَلَ	لَم تَنْتَفِخ	نَفَخَ
یؤمنون	اَمَنَ	اِتَّقِی	وَقَی

جب اصلی مادہ معلوم ہو گیا تو اب اس کا معنی لغت کی کسی کتاب مثلاً مصباح اللغات اور المنجد وغیر میں دیکھو۔ لغت میں پہلے مجرد الفاظ کے معنی لکھے ہوتے ہیں۔ پھر مزید کے۔ پھر ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں جو معنی مقام کے مناسب ہو وہ معنی کر لیں۔ مثال کے طور پر آپ نے قدوری کتاب الطھارۃ ص ۲۳ پر ایک لفظ لَم تَنْتَفِخ کا معنی معلوم کرنا ہے تو سب سے پہلے اس کا مادہ نکالیں وہ ہے نَفَخَ. اب لغت کی کتاب مثلاً مصباح اللغات میں 'ن' والی تختی نکالیں اور پھر اُسمیں وہ صفحہ تلاش کریں جس میں نَفَخَ والا مادہ لکھا ہو۔ اُسمیں نَفَخَ مجرد کا پہلا معنی لکھا ہے منہ سے پھونک مارنا۔ نَفَخَ مجرد کا یہ معنی تو یہاں پر ٹھیک نہیں لہٰذا

آگے دیکھتے جاؤ اور باب افتعال کا صیغہ تلاش کرو کیونکہ یہ صیغہ باب افتعال کا ہے لہٰذا جب آگے دیکھا تو بابِ افتعال کا صیغہ مل گیا اور وہ ہے اِنتفخ۔ اس کا پہلا معنی ہے پھولنا اور دوسرا معنی ہے بلند ہونا۔ تو اب یہاں پہلا معنی مقام کے مناسب ہے۔ تو یہاں پہلا معنی ہی مراد ہو گا۔ لہٰذا پوری عبارت کا مطلب یہ ہو گا۔ ''جب کنوئیں میں کوئی مردار چوپایا کوئی اور جانور پایا گیا اور گرنے کا وقت بھی معلوم نہیں اور وہ جانور پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرنے والے نمازی ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کو لوٹائیں گے۔ مسئلہ کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو قدوری کتاب الطہارۃ ص ۲۲۔

میرے عزیز آپ اس تفصیل سے لغت میں کسی لفظ کا معنی دیکھنے کا طریقہ سمجھ گئے ہوں گے۔

شاگرد: جی استاذ جی الحمد للہ یہ طریقہ خوب ذہن نشین ہو گیا۔

اُستاذ: اب آپ بتائیں کہ راعٍ کا اصلی مادہ اور معنی کیا ہے؟

شاگرد: اس کے اصل مادہ میں دو احتمال ہے۔ ناقص واوی ہو رَعو یا ناقص یائی ہو رَعی۔ پہلا احتمال تو ٹھیک نہیں کیونکہ (ناقص واوی) رعا یرعو رَعوًا کا معنی ہے غلطی سے رجوع کرنا۔ یہ معنی مقام کے مناسب نہیں ہے اور اگر ناقص یائی ہے رعا یرعی رَعیاً تو پھر اس کے کئی معنی ہیں۔ ۱۔ جانور کا گھاس چرنا۔ ۲۔ جانور کو گھاس چرانا۔ ۳۔ ستاروں کے غروب کا انتظار کرنا۔ ۴۔ حفاظت کرنا (دیگر معانی لغت کی کتب میں ملاحظہ ہوں) تو اس حدیث شریف میں چوتھا معنی ٹھیک بنتا ہے کہ تم سب کے سب محافظ اور نگہبان ہو۔ اسی طرح کلکم مسئول عَنْ رَعِیتہ۔ میں رَعِیتہ کے کئی معنی ہیں۔ ۱۔ چرنے والے جانور۔ ۲۔ جانور جو چرائے جائیں۔ ۳۔ قوم۔ ۴۔ کسی حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ اب یہاں چوتھا معنی مقام کے مناسب ہے لہٰذا چوتھا معنی مراد لیا جائے گا۔ لہٰذا حدیث پاک کا مطلب یہ ہو گا کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔

اجراء کا طریقہ

اجراء کے دو طریقے ہیں۔

نمبر ۱: نحو میر پڑھانے کے ساتھ ساتھ۔

نحو میر کی جو بحث پڑھائی جائے اس بحث کا قرآن پاک احادیث نبویہ سے اجراء کرایا جائے۔ مثلاً جب نحو میر میں علامات اسم، فعل، حرف، پڑھادی جائیں تو اب طلباء کرام سے قرآن پاک سامنے رکھ کر ایک آیت کی تلاوت کروائی جائے مثلاً قرآن پاک کی ایک آیت الحمد للّٰہ ربّ الغلمین کی تلاوت کی تو اب سوال کا طریقہ یہ ہوگا۔

اُستاذ : الحمد مفرد ہے یا مرکب؟

شاگرد : مفرد ہے۔

اُستاذ : مفرد کا دوسرا نام کیا ہے؟

شاگرد : کلمہ

اُستاذ : یہ کلمے کی کونسی قسم ہے؟

شاگرد : اسم ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ اسم ہے؟

شاگرد : الحمد کے الف لام کے ذریعے معلوم ہوا کہ یہ اسم ہے کیونکہ الف لام کا داخل ہونا اسم کی علامت ہے۔

اُستاذ : اس علامت کی قرآن پاک اور احادیث نبویہ سے چند مثالیں نکالیں تاکہ آپکے ذہن میں کشادگی پیدا ہو جائے۔

شاگرد : اس علامت کی مثالیں قرآن پاک اور احادیث نبویہ کے اندر بے شمار ہیں جیسے :۔

قرآن کریم سے :الغلمین، الرحمن، الرحیم، الکتاب، المزمل، المدثر

احادیث نبویہ سے :الاعمال، النیات، الید، العُلیا

اسی طرح باقی ابحاث کے بارے میں سوالات کئے جائیں۔

نمبر ۲ نحو میر کے اختتام پر۔

نحو میر ختم کرنے کے بعد دو قسم کے سوالات ہونگے۔

سوالات کی پہلی قسم کا تعلق مفردات کے ساتھ ہوگا یعنی کلمات کے ذاتی تعارف کے بارے میں سوالات ہونگے۔

سوالات کی دوسری قسم کا تعلق مرکبات کے ساتھ ہوگا۔

﴿مفردات کے بارہ میں سوالات کرنے کا طریقہ﴾

مثلاً نحو میر کے ختم کرنے کے بعد طالب علم نے یہ آیت الحمد لله رب العٰلمین پڑھی اب سوال کا طریقہ یہ ہوگا۔

استاذ : العٰلمین مفرد ہے یا مرکب ؟

شاگرد : مفرد ہے کیونکہ اکیلا لفظ ہے۔

استاذ : مفرد (کلمۃ) کی کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : اسم ہے۔

استاذ : اسم کی کونسی علامت پائی گئی ہے ؟

شاگرد : اسمیں اسم کی دو علامتیں پائی گئی ہیں ایک الف لام کا داخل ہونا اور دوسری صیغہ جمع کا ہونا

استاذ : معرفہ ہے یا نکرہ ؟

شاگرد : معرفہ ہے۔

استاذ : معرفہ کی کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : معرف باللام ہے۔

استاذ : مذکر ہے یا مؤنث ؟

شاگرد : مذکر ہے کیونکہ اس میں تانیث کی علامت موجود نہیں ہے۔

استاذ : واحد تثنیہ جمع میں سے کیا ہے۔

شاگرد : جمع ہے۔
اُستاذ : جمع مکسر ہے یا جمع سالم؟
شاگرد : جمع سالم ہے۔
اُستاذ : جمع سالم ہے تو اس کی کونسی قسم ہے؟
شاگرد : جمع مذکر سالم ہے۔
اُستاذ : جمع مذکر سالم کسے کہتے ہیں؟
شاگرد : جس مفرد کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور نون مفتوح ہو یا یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوح ہو۔
اُستاذ : معرب ہے یا مبنی؟
شاگرد : معرب ہے۔
اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ معرب ہے؟
شاگرد : اس لیے کہ یہ مبنی الاصل بھی نہیں ہے اور اسم غیر متمکن کی آٹھ قسموں میں سے بھی نہیں ہے۔
اُستاذ : معرب دُنیا میں کتنی چیزیں واقع ہوتی ہیں؟
شاگرد : دو چیزیں واقع ہوئی ہیں ا۔ فعل مضارع جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ ۲۔ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہو۔
اُستاذ : الغلمین معرب کی ان دو چیزوں میں سے کونسی چیز واقع ہوا ہے؟
شاگرد : یہاں الغلمین اسم متمکن ترکیب میں واقع ہو رہا ہے۔
اُستاذ : جب آپ نے الغلمین کے معرب ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کے اوپر چار سوال مسلط ہو گئے۔

ا۔ معرب کیوں ہے؟ ۲۔ اعراب کیا ہے؟ ۳۔ محل اعراب کیا ہے؟ ۴۔ عامل اعراب کیا ہے؟

اُستاذ : معرب کیوں ہے ؟

شاگرد : اسم متمکن ترکیب میں واقع ہو رہا ہے۔

اُستاذ : اعراب کیا ہے اور اعراب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : اس کا اعراب اعراب بالحرف ہے۔ جر یاء ما قبل مکسور کے ساتھ اور اعراب کی سولہ قسموں میں سے جمع مذکر سالم ہے۔

اُستاذ : محل اعراب کیا ہے ؟

شاگرد : محل اعراب کا سوال اعراب بالحرکت میں ہوتا ہے اعراب بالحرف میں نہیں جیسے لِلّٰہِ میں محلِ اعراب ہ ہے۔

اُستاذ : العلمین میں عامل اعراب کیا ہے ؟

شاگرد : ربّ مضاف اسمیں عامل ہے۔

اُستاذ : عامل کتنی قسم پر ہے ؟

شاگرد : عامل دو قسم پر ہے لفظی اور معنوی

اُستاذ : ربّ عامل لفظی ہے یا معنوی ؟

شاگرد : عامل لفظی ہے۔

اُستاذ : عامل لفظی کتنی قسم پر ہے ؟

شاگرد : تین قسم پر ہے۔ ۱۔ حروف عاملہ۔ ۲۔ افعال عاملہ۔ ۳۔ اسمائے عاملہ۔

اُستاذ : یہ ان تینوں میں سے کون سی قسم سے ہے ؟

شاگرد : یہ اسمائے عاملہ سے ہے۔

اُستاذ : اسمائے عاملہ کتنے ہیں ؟

شاگرد : گیارہ ہیں۔

اُستاذ : یہ کونسی قسم ہے؟

شاگرد : اسم مضاف

اُستاذ : یہ کیا عمل کرتا ہے؟

شاگرد : یہ اپنے مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔

اُستاذ : رب العٰلمین کے اندر مضاف الیہ کو جر نہیں دیا کیونکہ آپ تو العلمین پر فتحہ پڑھتے ہیں؟

شاگرد : اُستاذ جی جر آنے کا مطلب صرف کسرہ کا آنا نہیں ہے بلکہ جر تین چیزوں کے ساتھ آتی ہے۔ کسرہ کے ساتھ' فتحہ کے ساتھ اور یاء کے' ساتھ یہاں پر جر یاء کے ساتھ ہے۔ اسی طرح رفع آنے کا مطلب ضمہ ہی نہیں بلکہ رفع تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے ضمہ کے ساتھ' واؤ کے ساتھ اور الف کے ساتھ۔ اسی طرح نصب آنے کا مطلب صرف فتحہ آنا نہیں بلکہ نصب چار چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ فتحہ کے ساتھ' کسرہ کے ساتھ' یاء کے ساتھ اور الف کے ساتھ

اُستاذ : جر کسرہ' فتحہ اور یاء کے ساتھ کتنی اور کون کونسی قسموں میں آتا ہے؟

شاگرد : جر کسرہ کے ساتھ سات قسموں کے اندر آتا ہے۔

۱۔ مفرد منصرف صحیح۔ ۲۔ جاری مجریٰ صحیح۔ ۳۔ جمع مکسر منصرف۔ ۴۔ جمع مؤنث سالم۔
۵۔ غیر جمع مذکر سالم جب مضاف ہو یاء متکلم کی طرف۔ ۶۔ اسم مقصور۔ ۷۔ اسم منقوص

اور جر فتحہ کے ساتھ ایک قسم میں آتی ہے اور وہ غیر منصرف ہے باقی آٹھ قسموں میں جر یاء کے ساتھ آتی ہے۔

۱۔ اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الی غیر یاء المتکلم۔ ۲۔ مثنیٰ۔ ۳۔ کلا و کلتا۔

۴۔ جمع مذکر سالم۔ ۵۔ عشرون تا تسعون۔ ۶۔ اُولو۔ ۷۔ اثنان واثنتان۔

۸۔ جمع مذکر سالم مضافہ الی یاء المتکلم۔

اُستاذ : رفع ضمہ' الف اور واؤ کے ساتھ کتنی اور کونسی قسموں میں آتا ہے۔

شاگرد : رفع ضمہ کے ساتھ آٹھ قسموں کے اندر آتا ہے۔

۱۔ مفرد منصرف صحیح۔ ۲۔ جاری مجریٰ صحیح۔ ۳۔ جمع مکسر منصرف۔ ۴۔ جمع مؤنث سالم۔ ۵۔ غیر منصرف۔ ۶۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ۷۔ اسم مقصور۔ ۸۔ اسم منقوص۔

رفع واؤ کے ساتھ پانچ قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الی غیر یاء المتکلم ۔۲۔ جمع مذکر سالم۔ ۳۔ عشرون تا تسعون۔ ۴۔ اولو۔ ۵۔ جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم۔

رفع الف کے ساتھ تین قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ مثنیٰ ۲۔ کلا و کلتا۔ ۳۔ اثنان و اثنتان

اُستاذ : نصب فتحہ۔ کسرہ۔ الف اور یاء کے ساتھ کتنی اور کونسی قسموں میں آتا ہے؟

شاگرد : نصب فتحہ کے ساتھ سات قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ مفرد منصرف صحیح۔ ۲۔ جاری مجریٰ صحیح۔ ۳۔ جمع مکسر منصرف۔ ۴۔ غیر منصرف۔ ۵۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم۔ ۶۔ اسم مقصور۔ ۷۔ اسم منقوص۔

نصب کسرہ کے ساتھ صرف ایک قسم میں آتا ہے وہ جمع مؤنث سالم ہے۔ نصب الف کیساتھ ایک قسم میں آتا ہے اور وہ ہے اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الیٰ غیر یاء المتکلم۔

اور نصب یاء کے ساتھ سات قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ مثنیٰ۔ ۲۔ کلا و کلتا۔ ۳۔ اثنان و اثنتان۔ ۴۔ جمع مذکر سالم۔ ۵۔ اُولو۔ ۶۔ عشرون تا تسعون۔ ۷۔ جمع مذکر سالم مضاف اِلیٰ یاء المتکلم۔

مرکبات میں سوال کرنے کا طریقہ

طالب علم نے یہ آیت الحمدُ للّٰہِ ربّ العلمین پڑھی۔

اب سوال کا طریقہ یہ ہوگا۔

اُستاذ : ربّ العلمین مفرد ہے یا مرکب ؟

شاگرد : مرکب ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مرکب ہے ؟

شاگرد : کیونکہ ربّ العلمین دو کلموں سے مل کر بنا ہے اور جو چیز ایک کلمے سے زائد سے مل کر بنے وہ مرکب ہوتی ہے۔

اُستاذ : مرکب کی کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : مرکب ناقص یعنی مرکبِ غیر مفید

اُستاذ : مرکب ناقص کی تو کئی اقسام ہیں یہ کونسی قسم ہے۔؟

شاگرد : مرکب اضافی

اُستاذ : مرکب اضافی کیا ہوتی ہے ؟

شاگرد : جو مضاف مضاف الیہ سے مل کر بنے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ کی علامت سے۔

اُستاذ : اس میں مضاف مضاف الیہ کی کونسی علامت پائی گئی ہے ؟

شاگرد : پہلے اسم پر الف 'لام نہ ہو اور دوسرے اسم پر الف لام ہو تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

اُستاذ : ترجمہ کرو۔

شاگرد : تمام جہانوں کا پالنے والا۔

اُستاذ : مرکب ناقص مکمل جملہ ہوتا ہے یا جملے کا جز ہوتا ہے؟

شاگرد : جملہ کا جز ہوتا ہے۔

اُستاذ : اگر یہ جملے کا جز واقع ہوتا ہے تو یہ مرکب اضافی کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ مل کر صفت بن رہا ہے اسم اللہ جل جلالہ کی۔

اُستاذ : موصوف صفت مل کر کونسا مرکب بنتے ہیں؟

شاگرد : مرکب توصیفی۔

اُستاذ : مرکب توصیفی مرکب تام ہے یا ناقص؟

شاگرد : مرکب ناقص

اُستاذ : مرکب ناقص تو جملے کا جز ہوتا ہے تو یہ موصوف صفت مل کر کیا بنے گا؟

شاگرد : یہ موصوف صفت مل کر مجرور بن رہے ہیں۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مجرور ہے؟

شاگرد : لام جارہ کے داخل ہونے کی وجہ سے۔

اُستاذ : جار مجرور مل کر کیا بنتے ہیں؟

شاگرد : ظرف مجازی۔

اُستاذ : ظرف مجازی کتنی قسم پر ہے؟

شاگرد : دو قسم پر ہے۔ ظرف مستقر، ظرف لغو

اُستاذ : یہ کونسی ظرف ہے؟

شاگرد : ظرف مستقر

اُستاذ : کونسے مقام میں واقع ہے؟

شاگرد : خبر کے مقام میں۔

اُستاذ : ظرفِ مستقر جب خبر کے مقام میں واقع ہو تو اُس کا متعلق کیا نکالیں گے؟

شاگرد : اس کے متعلق میں اختلاف ہے بصریوں کا اور کوفیوں کا۔ بصری کہتے ہیں کہ ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے اور کوفی کہتے ہیں کہ ہم اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔

اُستاذ : تو پھر اصل عبارت کیا بنے گی؟

شاگرد : الحمد ثبَتَ للّٰہِ رب العٰلمین یا الحمد ثابتٌ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین

اُستاذ : ترکیب کرو۔

شاگرد : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الحمدُ مبتدا، لام جار، لفظ اللّٰہ موصوف، رَبّ مضاف، عٰلَمِیْنَ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ہوئے اللہ اسم جلیل کی۔ موصوف صفت مل کر مجرور ہوئے لام جار کے لیے۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ثَبَتَ فعل مقدّر کے ساتھ، ثَبَتَ فعل، ھُوَ ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا لفظاً اور انشائیہ ہوا معناً۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الحمدُ مبتدا، لام جار، لفظ اللّٰہ موصوف، رَبّ مضاف، عٰلَمِیْنَ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ہوئے اللہ اسم جلیل کی، موصوف صفت مل کر مجرور ہوئے لام جار کے لیے۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثابتٌ مقدر کے ساتھ۔ ثابتٌ صیغہ اسمِ فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِہٖ (یعنی صیغہ اسمِ فاعل اپنے مبتدا پر سہارا پکڑ کے فعل والا عمل کر رہا ہے) ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، راجع بسوئے مبتدا، ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا لفظاً اور انشائیہ ہوا معناً۔

فائدہ : وہ افعال (مدح وذم وغیرہ) جن کو کوئی آدمی فی الحال پیدا کرتا ہے تو وہ بھی انشاء کے اندر داخل ہیں۔

اُستاذ : ترجمہ کرو؟
شاگرد : تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے ایسا اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔

اُستاذ : اُعْبُدُوا اللّٰهَ مفرد ہے یا مرکب؟
شاگرد : مرکب ہے۔
اُستاذ : مرکب مفید ہے یا مرکب غیر مفید؟
شاگرد : مرکب مفید ہے۔
اُستاذ : مرکب مفید کی کونسی قسم ہے؟
شاگرد : جملہ انشائیہ ہے۔
اُستاذ : جملہ انشائیہ میں سے کونسی قسم ہے؟
شاگرد : اَمر ہے۔

قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ

اُستاذ : یہ مفرد ہے یا مرکب؟
شاگرد : مرکب ہے۔
اُستاذ : مرکب کی کونسی قسم ہے؟
شاگرد : مرکب مفید ہے۔
اُستاذ : مرکب مفید کی کونسی قسم ہے؟
شاگرد : جملہ خبریہ ہے۔
اُستاذ : جملہ خبریہ کی کونسی قسم ہے جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ؟
شاگرد : جملہ فعلیہ۔
اُستاذ : جملہ فعلیہ کی پہلی جز اور دوسری جز کو کیا کہتے ہیں؟
شاگرد : پہلی جز کو فعل اور دوسری کو فاعل کہتے ہیں۔
اُستاذ : جملہ فعلیہ کی پہلی اور دوسری جز کے کتنے نام ہیں؟
شاگرد : دو نام ہیں فعل اور مسند اور دوسری جز کے بھی دو نام ہیں فاعل اور مسند الیہ۔

مطالعہ کرنے کا طریقہ

جب اجراء کرنے کا طریقہ معلوم ہو گیا اور اجراء بھی خوب کر لیا تو اب طالب علم کے لیے صحیح اور مضبوط مطالعہ کرنے کے لیے پانچ کام کرنے ہیں :۔

۱۔ اسم فعل حرف کی پہچان کرنا (اس کے لیے اسم فعل حرف کی علامات یاد کریں)

۲۔ معرب مبنی کی پہچان کرنا (اس کے لیے معرب مبنی کی بحث خوب یاد کریں)

۳۔ عامل معمول کی پہچان کرنا (اس کے لیے عوامل کی بحث ذہن نشین کریں)

۴۔ کلمات کا باہمی تعلق معلوم کرنا۔

۵۔ کلمات کا لغوی معنی معلوم کرنا۔ (پھر بامحاورہ ترکیبی ترجمہ کر کے صحیح مفہوم اور مطلب نکالنا)

چوتھے اور پانچویں نمبر کی وضاحت : کلمات کے باہمی تعلق اور جوڑنے کو ترکیب کہا جاتا ہے آگے ہر ترکیب کا ایک نام ہوتا ہے کیونکہ جب دو یا دو سے زیادہ چیزیں آپس میں جڑتی ہیں تو ان کا ایک نیا نام پیدا ہو جاتا ہے جیسے ڈبوں کے ساتھ انجن جڑا ہوا ہو تو اس کا نام ہو گا ریل گاڑی۔ پانی پتی دودھ آپس میں ملے ہوں تو اس کا نام ہو گا چائے اسی طرح جب دو یا دو سے زیادہ لفظ آپس میں جڑتے ہیں تو اس کو ترکیب کہتے ہیں۔ ہر ترکیب کا کوئی نہ کوئی نام ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ترکیب کا نام ترکیب اضافی اور کسی کا نام ترکیب توصیفی ہوتا ہے۔

بندہ نے اللہ پاک کے فضل سے عربی کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والی تراکیب (مضاف مضاف الیہ۔ موصوف صفت۔ معطوف معطوف علیہ وغیرہ) کی علامات اور بڑی تراکیب کا حل لکھ دیا ہے اس کو ذہن نشین کر لیں انشاء اللہ آپ کو ان تراکیب کے سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ باقی جہاں تک کلمات کے لغوی معنی کو معلوم کرنے کا مسئلہ ہے تو اس کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی لفظ کا معنی عبارت میں حل کرنے کی کوشش کریں

کیونکہ بعض الفاظ کا معنیٰ اتنا آسان اور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تو آپ بالکل اول نظر ہی سے سمجھ جائیں گے اور اگر کسی لفظ کا معنیٰ عبارت میں حل نہ ہو تو بین السطور دیکھیں کیونکہ عام طور پر مشکل الفاظ کا معنیٰ آسان عربی یا فارسی میں بین السطور لکھا ہوا ہوتا ہے مثلاً قدوری کے صفحہ نمبر ۲۱ پر:

کالاشربۃ والخل و المرق وماء الباقلاء وماء الورد وماء الزردج

سرکہ شوربہ گلاب گاجر

چار الفاظ (خل۔ مرق۔ ورد۔ زردج) کا معنیٰ سطر کے نیچے لکھا ہوا ہے لہٰذا ان کا معنیٰ معلوم کرنے کے لیے لغت دیکھنے کی ضرورت نہیں اور کچھ الفاظ کا معنیٰ محتاج الی التفصیل ہوتا ہے تو وہ حاشیہ میں لکھ دیا جاتا ہے جیسے قدوری (کتاب الدیات) ص ۲۰۴ پر دس زخموں کے نام ذکر کیے گئے ہیں اور ان سب زخموں کا معنیٰ حاشیہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اگر ایک لفظ کا معنیٰ بین السطور میں ذکر نہ ہو اور حاشیہ میں بھی نہ ہو تو پھر آپ اس کا معنیٰ لغت کی کسی کتاب مصباح اللغات یا المنجد وغیرہ میں دیکھ لیں مثلاً قدوری کی عبارت میں ص ۲۱ پر ماء الباقلاء کا لفظ ہے تو آپ کو باقلاء کا معنیٰ سمجھ میں نہیں آرہا تو اب اس کا معنیٰ لغت کی کتاب میں 'ب' والی تختی میں دیکھیں جہاں آپ کو باقلاء کا معنیٰ مل جائے گا اور وہ ہے لوبیا۔ کسی لفظ کا معنیٰ لغت میں دیکھنے کا طریقہ تفصیل کے ساتھ "عبارت کے اندر نوک جھونک کا ایک انداز" میں لکھ دیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیں اور اگر مطالعہ کے اندر پوری کوشش کے باوجود کسی لفظ کا معنیٰ یا کوئی مقام حل نہیں ہو رہا تو گھبرائیں نہیں۔ صبح جب اُستاذ محترم تشریف لائیں تو سبق پوری توجہ سے سنیں اس مقام پر خاص توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا وہ مقام بھی حل ہو جائے گا۔

غلط فہمی کا ازالہ :۔

میرے عزیز طلباء شیطان مطالعہ میں غلط وہم ڈالتا ہے میں نے کتاب کھول کر دیکھی مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا یہ میرے عزیز آپ کی کسر نفسی ہے ورنہ آپ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیت رکھی ہے میرے سامنے ایک طالب علم نے ایسے ہی کہا میں نے فوراً عربی کتاب کھول کر سامنے رکھ دی۔ (تفریح الطارق ۔۔۔ الخ)

میں نے پوچھا اس لائن میں آپ کو فرض کا معنی آتا ہے طالب علم نے کہا جی ہاں۔ طھارۃ کا معنی آتا ہے کہنے لگا آتا ہے اسی طرح پوری لائن کے الفاظ کے معنی بیان کر دیئے میں نے اس سے کہا آپ فرمار ہے تھے مجھے کچھ نہیں آتا یہ آپ نے پوری سطر بغیر مطالعہ کے حل کر دی اگر مطالعہ کر کے سناتے تو آپ پورا صفحہ حل کر لیتے۔

بہر حال میرے عزیز ابتداء میں اُستاذ اور طالب علم کے مطالعے میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے جیسا کہ بعض اساتذہ کرام سے سنا ہے جب کوئی طالب علم تعلیم کا سلسلہ شروع کرتا ہے تو اُستاذ اور شاگرد کے درمیان نسبت تباین کی ہوتی ہے۔ یعنی اُستاذِ محترم کتاب کے اندر مطالعہ سے جو کچھ سمجھ رہے ہیں وہ طالبعلم بالکل نہیں سمجھ پاتا۔ لیکن جب طالبعلم محنت کرتا ہے پابندی کے ساتھ پڑھتے ہوئے سبق کا تکرار اور آئندہ سبق کا مطالعہ کرتا ہے تو پھر اُستاذ اور شاگرد کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ کی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ایک دن آتا ہے کہ اُستاذ محترم اور شاگرد دونوں مادہ اجتماعی کے اندر جمع ہو جاتے ہیں یعنی جو مفہوم عبارت سے حضرت اُستاذ محترم نے اخذ کیا وہی مطلب اللہ کے فضل سے طالب علم بھی اخذ کر لیتا ہے۔

ساتھ ہی یہ بات ذہن میں رکھیں اللہ تعالیٰ اخلاص سے کی ہوئی محنت رائیگاں نہیں فرماتے بلکہ ضرور اس کا صلہ عطا فرماتے ہیں اسی پر حضرت اُستاذ المکرّم مولانا قاضی عزیز اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سبق کے دوران ایک طالب علم کا واقعہ سناتے تھے کہ ایک طالب علم انتہائی غبی تھا اس کو سبق کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ سبق کہاں سے پڑھنا ہے لہٰذا سبق کے مقام پر نشانی رکھی ہوتی تھی اس نشانی کے ذریعے سبق کو معلوم کرتا تھا طلباء اُس کے ساتھ مذاق کرتے اور سبق کے مقام سے نشانی اٹھا کر پانچ چھ ورق پیچھے رکھ دیتے صبح حضرت اُستاذِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوتا جہاں نشانی ہوتی وہاں سے کتاب کھول کر سبق شروع کر دیتا۔ اُستاذ فرماتے کہ یہ سبق تو آپ نے ہفتہ پہلے پڑھ لیا تھا وہ طالب علم کہتا اُستاذ جی میرے سبق کی نشانی یہاں پر ہے لہٰذا مجھے یہیں سے سبق پڑھائیں۔ حضرت اُستاذ بھی بڑے مہربان اور شفیق تھے وہاں سے پڑھا دیتے اور کبھی طلباء سبق کی نشانی مقام سبق سے آگے رکھ دیتے تو حضرت استاذ مکرم از راہ شفقت اس کی نشانی کے مطابق آگے سے سبق پڑھا دیتے مگر محنت کا یہ عالم تھا کہ بعض دفعہ پوری پوری رات کتاب کھول کر دونوں ہاتھ تپائی پر رکھ کر نظر کتاب پر ٹکائے مطالعہ کرتا رہتا آخر میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو نوازا ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ اکیلا شرح جامی تک کے اسباق پڑھاتا تھا اور اُس کے ساتھ مذاق کرنے والے جانور چراتے تھے۔

﴿مطالعہ کرنے کی مشق﴾

شاگرد : اُستاذ جی بڑی پریشانی ہے صرف و نحو کی مختلف کتابیں پڑھ چکا ہوں لیکن ابھی تک مطالعہ کرنے کا اور کتاب کو دیکھنے کا طریقہ نہیں آتا۔

اُستاذ : میرے عزیز عربی کی کوئی کتاب لائیں تاکہ میں آپ کو مطالعہ کرنے کا طریقہ بتاؤں۔

شاگرد : اُستاذ جی یہ قدوری کی کتاب ہے۔

اُستاذ : کتاب کھولیں اور کوئی باب شروع سے نکالیں۔

شاگرد : اُستاذ جی یہ میں نے قدوری کو کھولا ہے اور یہ باب سجود التلاوۃ ہے۔

اُستاذ : اس باب کے شروع سے عبارت پڑھیں۔

شاگرد : فی القرآن اربعة عشر سجدةً

اُستاذ : آپ نے مطالعہ کے دوران پانچ کام کرنے ہیں سب سے پہلے اسم فعل حرف کو ایک دوسرے سے جدا کرو۔

شاگرد : اس عبارت میں فی حرف ہے۔ القرآن اسم ہے کیونکہ اس پر الف لام داخل ہے اربعة عشَرَ یہ اسم ہے کیونکہ اس میں تنوین مقدر ہے کیونکہ یہ اصل میں اربعة "و عشَرَ" اور سجدةً بھی اسم ہے کیونکہ اسکے آخر میں تنوین ہے اور اس عبارت میں فعل کوئی بھی نہیں ہے۔

اُستاذ : اب معرب مبنی کی پہچان کرو۔

شاگرد : فی مبنی الاصل ہے کیونکہ حرف ہے القرآن معرب ہے کیونکہ اسم متمکن ترکیب میں واقع ہوا ہے۔ اربعة عشَرَ مبنی ہے کیونکہ مرکب بنائی ہے اور سجدةً معرب ہے کیونکہ اسم متمکن ترکیب میں واقع ہوا ہے۔

اُستاذ: عامل معمول کی پہچان کریں؟

شاگرد: فی عامل ہے اور یہ جر والا عمل کرتا ہے یعنی اپنے مدخول کو جر دیتا ہے اور القرآن معمول ہے کیونکہ اس میں جر والا عمل پایا گیا ہے اربعة عَشَرَ عامل بھی ہے کیونکہ یہ اسمائے عاملہ میں سے اسم تام ہے اور تنوین مقدر کے ساتھ تام ہے اور یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے (اسم تام کی تعریف یہ ہے کہ اسم تام ہر اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں ایسی حالت لاحق ہو کہ اس حالت کے ہوتے ہوئے وہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف نہ ہو سکے اور یہ پانچ چیزوں کے ساتھ تام ہوتا ہے) اور اسی طرح اَرْبَعَةَ عَشَرَ معمول بھی ہے کیونکہ یہ مبتدا مؤخر ہے اور اس میں عامل ابتدا ہے' سجدةً معمول ہے کیونکہ یہ تمیز ہے۔

اُستاذ: کلمات کا آپس میں تعلق اور ترکیب معلوم کریں؟

شاگرد: فی القرآن خبر مقدم ہے کیونکہ ہم نے جملہ اسمیہ کی علامات میں پڑھا ہے کہ کلام کے شروع میں جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوتا ہے اور اربعةَ عشَرَ۔ اسم عدد مبہم مُمیّز ناصب التمیز اور سجدةً تمیز۔ ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر' مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور ساتھ ہی مسند مسند الیہ بھی معلوم ہو گئے کہ فی القرآنِ خبر مسند ہے اور اربعة عَشَرَ سجدةً مبتدا مسند الیہ ہے۔

اُستاذ: اب ان کا معنی معلوم کرو۔

شاگرد: فی کا معنی ہے 'میں' قرآن کا معنی تو ظاہر ہے اربعة کا معنی ہے چار اور عَشَرَ کا معنی ہے دس۔ چار اور دس ملے تو چودہ اور سجدةً کا معنی سجدہ ہی ہے۔

اُستاذ: آپ کو ہر لفظ کا الگ الگ معنی معلوم ہو گیا اب رواں بامحاورہ ترجمہ کرو؟

شاگرد: قرآن پاک میں چودہ سجدۂ تلاوت ہیں۔

اُستاذ: میرے عزیز جب آپ نے ترکیب بھی کر لی اور معنی بھی پہچان لیا تو نحو پڑھنے کا مقصد پورا ہو گیا اسی انداز سے ہر کتاب کا مطالعہ کرتے رہیں اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہیں۔ جب منزل مقصود تک پہنچ جائیں اور دورۂ حدیث سے فارغ ہو جائیں تو پھر اللہ پاک کے دین کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھیں۔ جہاں دینی خدمت کا موقع ملے۔ اللہ پاک کی ذات کو خوش کرنے کے لیے خوب دل لگا کر اللہ پاک کے دین کی خدمت کریں۔

شاگرد: اُستاذ جی میں ساری زندگی آپ کے احسان کو نہیں بھول سکتا۔ کیونکہ میں پہلے کتاب کھولتا تھا تو اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا وقت پاس کرنے کے لیے کبھی ہوٹل پر چلا جاتا اور کبھی اخبار اور ناول پڑھتا لیکن جب سے آپ نے مطالعہ کرنے کا طریقہ بتلایا اس وقت سے مجھے اپنی درسی کتب کے ہر لفظ سے نور نکلتا ہوا نظر آتا ہے جو ہر وقت میرے ذہن کو روشن رکھتا ہے اور دل ہر وقت خوشی سے باغ باغ رہتا ہے اب چاہے آپ مدرسہ کے دروازے بند کریں یا نہ کریں۔ مطالعہ کے دوران کوئی اُستاذ نگرانی کے لیے مقرر کریں یا نہ کریں اب میں نے کتاب کو اپنا دوست بنا لیا ہے اب میں ہمیشہ مطالعہ کروں گا اور تعلیم کے دوران اُردو کی شروحات دیکھنے سے بچوں گا اور دینی مسائل کو سمجھنے کی کوشش کروں گا اور پھر تا زیست انشاء اللہ اللہ پاک کے دین عالی خدمت کروں گا۔ آخر میں بارگاہ ایزدی میں التجاء ہے کہ اللہ پاک ہمارے عزم و حوصلہ میں برکت عطا فرمائے اور خلوص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

﴿فوائد متفرقہ﴾

☆ ـــ یہ استیناف کا مخفف ہے اور یہ نئی بات کے شروع ہونے کی علامت ہے۔

☆ عـ 'عف' عطـ۔ یہ علامت عطف کا مخفف ہے۔

☆م،ص،م یہ دونوں مفعول بہ غیر صریح یا متعلق کی علامت و نشانی ہیں کیونکہ جار مجرور ما قبل فعل یا شبہ بالفعل کے لیے مفعول بہ ہوتے ہیں لیکن غیر صریح کیونکہ بواسطہ حرفِ جر کے ہیں۔ للذا یہ نشانی جس جار مجرور پر ہو تو وہ متعلّق ہونگے اور ما قبل فعل یا شبہ بالفعل پر یہ نشانی ہو تو وہ متعلّق ہونگے۔

☆ حاشیہ کے آخر میں یا کسی اور لفظ کے آخر میں ۱۲ کا عدد لکھا ہوا ہوتا ہے یہ بات کے ختم ہونے کی علامتِ ہوتا ہے کیونکہ یہ بارہ کا عدد حد کے لفظ سے نکلا ہے اور ح سے آٹھ کا عدد اور د سے چار کا عدد نکلتا ہے تو حد کا معنے ہے انتہا تو اس سے جو عدد نکلے گا وہ بھی انتہا والے معنی پر دلالت کرے گا۔

☆ مبالغہ کے جتنے صیغے ہیں وہ اسم فاعل کے حکم میں ہوتے ہیں۔

☆ حال چھ قسم پر ہے :۔

۱۔ حال مؤکدہ : حال اپنے ذوالحال سے اکثر جدا نہ ہو جیسے :۔ زید'' اَبُوْكَ عَطُوْفاً۔

۲۔ حال منتقلہ : حال اپنے ذوالحال سے سے اکثر جدا رہے جیسے :۔ جاءَ نی زید'' راکِباً

۳۔ حال مترادفہ : ایک ذوالحال سے دو حال ہوں جیسے :۔ جَاءَ نِی زید'' راکِباً ضاحکاً۔

۴۔ حال متداخلہ :۔ جو ما قبل حال کی ضمیر سے حال واقع ہو جیسے :۔ جَاءَ نِی زید'' راکِباً۔

۵۔ حال محققہ : حال ذوالحال کے لیے فی الحال ثابت ہو جیسے :۔ جَاءَ نِی زید'' راکِباً۔

۶۔ حال مقدرہ : حال ذوالحال کے لیے آئندہ زمانے میں ثابت ہو فی الحال اُس کا تصور کیا جائے جیسے :۔ فادخلوھا خالدین۔

☆ ہر جمع ماسوائے جمع مذکر سالم کے بتاویل جماعت کے واحدہ مؤنثہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

☆ جتنے بھی اسمائے مشتقات ہیں اگر وہ ما قبل کے لیے حال یا صفت وغیرہ بنیں تو ان کے اندر عائد کا ہونا ضروری ہے جو ما قبل ذوالحال یا موصوف وغیرہ کی طرف راجع ہوگا۔

☆ اسم فاعل اور فاعل میں فرق :۔

اسم فاعل وہ ہے جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے اور فاعل وہ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے۔ اسم فاعل ہمیشہ مشتق ہوتا ہے اور فاعل کبھی مشتق ہوتا ہے اور کبھی جامد اور یہی فرق اسمِ مفعول اور مفعول میں ہے۔

☆ واوِ صرف:۔ واوِ صرف وہ واو ہے کہ جس کے مابعد کا عطف ماقبل پر کریں تو مقصود حاصل نہ ہو۔

☆ جن الفاظ کے ترجمہ میں اسم مفعول والا معنی ہو اُن کو مجہول پڑھنا اولیٰ ہے اگر چہ اُن کا فاعل معلوم ہو جیسے:۔ یستحب، یکرہ

☆ شبہ جملہ: اسم فاعل، اسم تفضیل، صفت مشبہ، صیغہ مبالغہ اپنے فاعل سے مل کر یا اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر شبہ جملہ بنتا ہے اور مرکب غیر مفید کی طرح ہمیشہ جملے کا جز بنتا ہے۔

☆ جملہ اور شبہ بالجملہ میں آسان فرق:۔

افعال اپنے فاعل یا نائب فاعل سے ملیں تو جملہ اور اسماء اپنے فاعل یا نائب فاعل سے ملیں تو شبہ بالجملہ

☆ شرط جزاء کے درمیان جملہ فعلیہ ہو اور جملہ فعلیہ کی ابتداء میں قد مع الواو ہو تو وہ حال واقع ہوگا۔

جیسے فلما بلغ الكوفة مات او سرقت نفقته وقد انفق النصف يحجُ عن الميت (ہدایہ ۲۹۸)

☆ ایک اسم مبتدا ہو اس کے بعد دو جار مجرور آ جائیں تو بعض مقامات پر پہلے کو حال اور دوسرے جار مجرور کو خبر بنائیں گے جیسے:۔ فاللفظيةُ منها علىٰ ضربين سماعيّة'' و قياسيّة''

☆ کلام میں پہلے ایک فعل کی نفی کی گئی ہو پھر دوبارہ اسی فعل کی نفی کرنی ہو تو 'لا' کے بعد فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور اس لا کو لا نافیۃ الفعل کہا جاتا ہے جیسے:۔ وَلَا يَحِلّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَتَزَوَّجَ بِاُمِّهٖ وَلَا بِجَدَّاتِهٖ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَا بِبِنْتِهٖ وَلَا بِبِنْتِ وَلَدِهٖ

☆ کَذٰ یہ لفظ کذالِك کا مخفف ہے اس کا معنی ہے ''اسی طرح''

☆ سُبحان کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے یہ مفعول مطلق ہی بنتا ہے فعل محذوف سبّحتُ، سبّحْنَا یا اُسبّحُ، نُسبّح کا۔

☆ لام کی اور لام اَمر میں فرق یہ ہے کہ دعویٰ کے بعد دلیل کے مقام میں لام کی ہوتا ہے۔

☆ مَا کے بعد لَم آ جائے تو وہ اکثر مادامَ کے معنی میں ہوتا ہے (جب تک) جیسے مَالَم تَغرُب

☆ اَیضاً کا لفظ ہمیشہ مفعول مطلق ہوتا ہے فعل محذوف اٰض کے لیے اور اس کا ترکیبی لحاظ سے ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

'امّا' اس کے بعد 'اِمّا' یا 'اَوْ' ہو تو اِمّا پڑھا جائے گا اور اگر اسکے بعد 'فا،' ہو تو اَمّا پڑھا جائے گا۔

تراکیب غریبہ

☆ من قال قال اللّٰهُ فقد کفر: دوسرا قال قیلولة (دوپہر کے وقت آرام) سے مشتق ہے۔

☆ قالَ زید'' تحت الشجرةِ اِنتقض وُضوءُ ہ: یہ قال بھی قیلولة سے مشتق ہے۔

☆ اَلنَّارُ فی الشتاءِ خیر'' مِّن اللّٰه: یہاں پر یہ من قسمیہ ہے۔

☆ أنَّ زید'' کَرِیم : اَنّ مشتق ہے انین (رونا) سے اور کاف مثلیہ ہے اور ریم کا معنی ہے ہرن کا بچہ

☆ اِنّ فرعونَ وَ مُوسٰی فی النّار:۔ (اي ربّ موسی) واوٗ قسمیہ ہے۔

☆ الصلوٰة علی النّبی مکروہ'':۔النّبی بمعنی الطریق

☆ رَأیتُ کافِراً فی کافِرٍ علیٰ کافرٍ یقتُلُ کافراً۔
سیاہ مرد — تاریک رات — سیاہ گھوڑا — کافر مرد

☆ رأیتُ الکلب فی الکلب یاکل کلباً وذلك الکلبُ فی الکلب کلباً
سگ — خانۂ تاریک — نانی — نانی — تیزی — آویزاں

☆ بطنُ کبیرٍ کبیرٌ کبیرٍ : پہلا کبیر آدمی کا نام ہے دوسرا کبیر صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور تیسرا کبیر اصل میں کبنر تھا

علیه التّمام۔ فالحمدُ لِلّٰهِ ذِی الانعام۔ الموفّقُ لِلاِتمام

والصلوة والسلام علی رسوله محمّدٍ خیرالانام

وعلیٰ آله الکرام واصحابه العظام

ماتعاقبت اللیالی والایام

فضیلتِ اہلِ علم

از

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ أَكْفَاءُ ‌ ‌ أَبُوْهُمُ اٰدَمُ وَ الْأُمُّ حَوَّاءُ
شکل وصورت میں تمام لوگ یکساں ہیں کیونکہ سب کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں

نَفْسٌ" كَنَفْسٍ وَّ أَرْوَاحٌ" مُّشَاكِلَةٌ" ‌ ‌ وَأَعْظُمٌ" خُلِقَتْ فِيْهِمْ وَأَعْضَاءُ
سب میں ایک ہی طرح کی رُوح ہے اور رُوحیں بھی مشابہ ہیں۔ سب میں ہڈیاں ہیں اور جوڑ ہیں۔

فَإِنْ يَّكُنْ لَّهُمْ مِّنْ أَصْلِهِمْ حَسَبٌ" ‌ ‌ يُفَاخِرُوْنَ بِهٖ فَالطِّيْنُ وَالْمَاءُ
آدمی اپنی اصلیت پر اگر فخر کریں تو اصلیت سب کی مٹی اور پانی ہے۔

مَا الْفَضْلُ إِلاَّ لِأَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّهُمُ ‌ ‌ عَلَى الْهُدٰى لِمَنِ اسْتَهْدٰى أَدِلَّاءُ
فضیلت تو صرف اہلِ علم کو ہے اور وہی ہدایت طلب کرنے والوں کے رہنما ہیں۔

وَقَدْرُ كُلِّ مَرْءٍ مَاكَانَ يُحْسِنُهٗ ‌ ‌ وَلِلرِّجَالِ عَلَى الْأَفْعَالِ أَسْمَاءُ
آدمی کا رُتبہ وہ ہنر ہے جس میں وہ کامل ہے اور ہنر ہی آدمی کو ممتاز کرتا ہے۔

وَ ضِدُّ كُلِّ امْرَءٍ مَاكَانَ يَجْهَلُهٗ ‌ ‌ وَالْجَاهِلُوْنَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَعْدَاءُ
آدمی جس بات سے ناواقف ہوتا ہے اس کا مخالف ہوتا ہے اسی لئے جاہل لوگ عالم کے دُشمن ہوتے ہیں

شیطان و نفس دونوں ہیں دشمن ترے مگر
دشمن وہ دور کا ہے یہ دشمن قریب کا
اس مارِ آستیں کا نہ کچلا جو سر تو پھر
منتر ہو کار گر نہ مداوا طبیب کا
(مجذوبؒ)

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے، دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے، دل
عشق میں دھوکے پہ دھوکے روز کیوں کھاتا ہے دل
اُن کی باتوں میں نہ جانے کیوں یہ آجاتا ہے ۔
(مجذوبؒ)

فکرِ دُنیا تجھ کو صبح و شام ہے۔
اس سے غفلت ہے جو اصلی کام ہے
کچھ دنوں سہہ لے مشقت دین کی
پھر تو بس آرام ہی آرام ہے
(مجذوبؒ)

کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے ہو
سب کو اپنا کر دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ
فکر دنیا کر کے دیکھا فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
چھوڑ کر اب ذکر سارے فکر مولیٰ کر کے دیکھ

دورۂ حل عبارت

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حل عبارت کا آغاز شعبان المعظم کے مہینے میں وفاق المدارس کے امتحانات کے فوراً بعد ہوتا ہے یعنی اگر امتحانات جمعرات کو ختم ہوں تو ہفتہ کے دن سے دورے کا آغاز ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ۲۸ شعبان المعظم تک جاری رہتا ہے اس دورے میں شرکت کے خواہش مند طلباء سے گذارش ہے کہ وہ اول دن سے ہی دورے میں شرکت کی کوشش فرمائیں کیونکہ اس مختصر دورے کے اندر ہر اگلے سبق کا پچھلے سبق سے ربط ہوتا ہے لہٰذا دورے میں ابتداء ہی سے شرکت تمام اسباق کے درمیان باہمی ربط اور تعلق برقرار رکھنے کا ذریعہ بنے گی۔

ابتدائی اساتذہ کرام کے ساتھ صرف ونحو اور دیگر ابتدائی کتب کی تعلیم کے طریقہ کار کے بارے میں مذاکرہ مشورہ اور تکرار رمضان کے پہلے عشرے میں جامعہ محمدیہ میں ہوا کرے گا (انشاء اللہ) اور اگر کسی استاذ محترم کے پاس پہلے عشرے میں فرصت نہیں ہے تو وہ خط کے ذریعے اطلاع فرمادیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لیے مذاکرے کا علیحدہ وقت مقرر کردیا جائے گا۔

جامعہ مدنیہ جدید
محمد آباد، سٹاپ رائے ونڈ روڈ لاہور
(۰۴۲) ۵۳۳۰۳۱۱
(۰۳۰۰) ۴۵۰۵۲۹۲

جامعہ محمدیہ
لیک روڈ نمبر ۴، چوبرجی، لاہور
(۰۴۲) ۷۲۳۷۴۵۰
(۰۳۰۰) ۴۵۰۵۲۹۲

ادارے کی دیگر کتب

☆الصرف الکامل — تالیف: حضرت مولانا قاضی عزیز اللہ قدس سرہٗ

صرف کی ایک مکمل کتاب جس میں صرف کے اہم قوانین اور ابواب بڑی تفصیل اور آسان انداز میں جمع کئے گئے ہیں۔

☆الترکیب الکامل (لشرح مأة عامل) — تالیف: حضرت مولانا قاضی عزیز اللہ قدس سرہٗ

شرح مأة عامل کی نوع اول کی ایک بہترین شرح جس میں نوع اول کی ترکیب مع فوائد مہمہ بڑے احسن انداز سے بیان کی گئی ہے۔

☆الترکیب الکامل (لنظم مأة عامل) — تالیف: حضرت مولانا قاضی عزیز اللہ قدس سرہٗ

نحو میر کے آخر میں دی گئی نظم مأة عامل کی ایک اعلیٰ شرح جس میں نحو کے کئی مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔

☆العلامات النحویہ — تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ مدنیہ جدید لاہور)

علم نحو کی ایک بالکل نئی اور انوکھی طرز پر لکھی گئی کتاب جس میں عربی تراکیب کو علامات کے ذریعہ آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆الصرف العزیز — تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ مدنیہ جدید لاہور)

صرف کی ایک بالکل نئی اور انوکھی طرز پر لکھی گئی کتاب جس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ طلباء کا وقت کم سے کم لگے اور فائدہ زیادہ سے زیادہ ہو۔

☆توضیح النحو باجراء قواعد النحو — تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ مدنیہ جدید لاہور)

نحو کے اجراء، تراکیب مفیدہ، فوائد متفرقہ اور شرح مأة عامل کی نوع اول کی ترکیب مع حروف جارہ کے معنی اور مختصر تشریح پر مشتمل مدرسین کے لئے خاص تحفہ

☆الشرح المقبول لتسهيل درس الحاصل والمحصول — تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ مدنیہ جدید لاہور)

شرح جامی کی مشہور بحث الحاصل والمحصول کی آسان ترین و جامع شرح جس میں اس بحث کو بہت ہی آسان طریقہ سے حل کیا گیا ہے۔

ادارہ محمدیہ

ایک روڈ نمبر ۴، چوبرجی، لاہور
فون: ۷۲۳۷۴۵۰ (۰۴۲)
۰۳۰۰_۴۵۰۵۲۹۲

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

انك حميد مجيد

اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد

كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

انك حميد مجيد

تعاون
ادارۂ محمدیہ
جامعہ محمدیہ لیک روڈ، لاہور، پاکستان

ناشر
مکتبۃ الحسن
33 - حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور
042-37241355, 0300-4339699